1493

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،30۔جون2006

1۔ تلاوت قرآن پاک وترجمہ

2۔ سوالات (محکمہ جات سماجی بہبود وبیت المال)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

سرکاری کارروائی

عام بحث

تھانوں کے ماحول کی اصلاحات کے لئے تجاویز

1495

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا پچیسواں اجلاس

جمعتہ المبارک، 30۔جون 2006

(یوم الجمع، 3۔جمادی الثانی 1427ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 9 بج کر 52 منٹ پر زیر صدارت جناب چیئرمین عام عثمان عادل منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری غلام رسول نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم o

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِیمِ o

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ
اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ۣ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ۝۲۹

سورة النِّسَاء 29

مومنو! ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤہاں اگر آپس کی رضامندی سے تجارت کا لین دین ہو (اور اس سے مالی فائدہ حاصل ہو جائے تو وہ جائز ہے) اور اپنے آپ کو ہلاک نہ کرو کچھ شک نہیں کہ خدا تم پر مہربان ہے (29)

وما علینا الا البلاغ o

جناب چیئرمین: اب وقفہ سوالات کا آغاز ہوتا ہے اور آج محکمہ جات سماجی بہبود، بیت المال سے متعلقہ سوالات ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیئرمین! میں آپ کی رولنگ چاہوں گا کہ اگر جناب سپیکر اور ڈپٹی سپیکر صاحب نہ ہوں تو order of preference میں پینل آف چیئرمین بیٹھتے ہیں تو کیا آپ کا نام پینل آف چیئرمین میں ہے؟

جناب چیئرمین: جی، نہیں ہے لیکن پینل آف چیئرمین میں سے کوئی صاحب موجود نہیں ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جس وقت اجلاس شروع ہوا ہے اس وقت آپ تشریف فرما نہیں تھے اس لئے معزز رکن نے کارروائی کا آغاز کروایا ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

پوائنٹ آف آرڈر

پشاور میں صحافیوں پر ایم این اے اور حکومتی اہلکاروں کا تشدد

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، ارشد محمود بگو صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! پشاور میں پرسوں ایک ایم۔این۔اے اور کچھ حکومتی اہلکاروں نے صحافیوں پر تشدد کیا ہے، ہم اس کی مذمت کرتے ہیں اور آپ کی وساطت سے حکومت کے ذریعے مرکزی حکومت کو یہ پیغام دینا چاہتے ہیں کہ صحافی جو ہوتے ہیں وہ پوری قوم کی امانت ہوتے ہیں۔ یہ ہمارے دوست ہیں دشمن نہیں ہیں۔ یہ ملکی مفاد میں لکھتے ہیں، چاہے وہ ان کے اپنے خلاف ہو وہ بھی یہ لکھتے ہیں، جو ملک کے مفاد میں ہو یہ لکھتے ہیں۔ ہم اس کی مذمت کرتے ہیں۔ وہاں پر صحافیوں پر جو تشدد ہوا ہے اور حکومت سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ ان افراد کو جنہوں نے ان پر تشدد کیا ہے ان کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون کچھ کہنا چاہیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک افسوسناک واقعہ ہے جو سرحد میں ہوا ہے اور جس طرح ارشد محمود بگو صاحب نے کہا ہے کہ یہ ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں۔ظاہری بات ہے کہ جب ایک افسوسناک واقعہ ہوا ہے تو وہاں پر جو صوبائی حکومت ہے وہ قانون کے مطابق کارروائی بھی کرے گی لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس واقعہ کو کوئی اچھا نہیں کہا جا سکتا۔یہ افسوسناک واقعہ ہے۔ہم اپنے صحافی بھائیوں کا پورا احترام کرتے ہیں اور ان کے ساتھ اظہار ہمدردی کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب !

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! شکریہ۔دو روز قبل ایک تحریک التوائے کار جس میں ہم کوئی نو، دس محرکین کی طرف سے وائس چانسلر فیصل آباد کے حوالے سے move ہوئی تھی اور اس پر ہاؤس کا جو consensus ہوا اور جتنا کچھ اخبارات میں آیا یہ چیئر کے بھی علم میں ہے اور تمام معزز ممبران کے علم میں بھی ہے۔اب ہوا یہ ہے کہ اس پر ایک کمیٹی بنادی گئی ہے جس کا نوٹیفکیشن بھی کل ہو گیا ہے۔اب بدقسمتی سے یہ ہو رہا ہے کہ چیئر نے یہ observation record کروائی تھی کہ چونکہ یہ بڑا اہمیت عامہ کا مسئلہ ہے اور بڑا sensitive معاملہ ہے، اس میں ٹریژری بنچز سے اور اپوزیشن سے تمام لوگ متفق تھے کہ اس کے خلاف کارروائی ہونی چاہئے لیکن ہم کوئی کارروائی بغیر انکوائری کے نہیں کروانا چاہتے تاکہ اس میں جو تمام انکوائری ہے وہ ہو جائے۔اس پر سوموار تک ہمارا موجودہ سیشن چلنا ہے جو ہمارے علم میں بات ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ آپ اس معاملے کو اس کے منطقی نتیجے تک پہنچانے کے لئے اور جو آواز یہاں پر اٹھائی گئی ہے پورے ہاؤس کا اس پر consensus تھا اور چیئر نے رولنگ بھی دی ہے کہ سوموار تک اس کی رپورٹ آجائے اور ارشد لودھی صاحب نے بھی اٹھ کر کہا تھا کہ بالکل اس کو سوموار تک آنا چاہئے یہ ہاؤس کی پراپرٹی ہے تاکہ ہاؤس اس کا فیصلہ کرے۔ میری یہ گزارش ہے کہ کمیٹی کے جو سربراہ میاں عمران مسعود صاحب ہیں، وہ اس وقت تشریف نہیں رکھتے، ان کو کہیں کہ ایک تو آج کمیٹی meet کرے اور اس کے بعد آج یا کل کا پورا ورکنگ ڈے ہمارے پاس موجود ہے اور اس اہم معاملے کے لئے اگر ہمیں دو تین روز مسلسل بھی اس کی میٹنگ کرنی پڑتی ہے تو ہم اس کے لئے تیار ہیں۔یہ اس پر مہربانی کریں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ شیخ صاحب! سیکرٹری صاحب کہہ رہے ہیں کہ سوموار تک نہیں کہا تھا بلکہ ایک ماہ تک چیئر نے کہا تھا۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میں بھی اس کا moverہوں۔ اس پر کافی بحث ہوئی تھی اور وہ جو ادارہ ہے آپ بھی وہاں کے گریجویٹ ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ اس وقت یہ بڑا اہم اور burning issue فیصل آباد میں ہے اور اس کالج میں تقریباً پانچ یا چھ ہزار طلباء یونیورسٹی میں زیر تعلیم ہیں۔ اس کا فائدہ تو یہ ہے کہ اگر یہ تیس دن میں نہیں کرتے ہیں تو یہ lapse کر جائے گا، پھر آپ سے ٹائم لیں گے۔ پھر ایسا ہے کہ مہربانی کر کے آپ اس کو meet کرنے دیں یہ کوئی لمبا نہیں ہے ایک تو case of sexual harassment اور دوسرا اس میں financial irregularities کا ہے۔ وہاں پر یہ کمیٹی جائے۔ کمیٹی meet کرے، اس بچی کا بیان لے لیں۔ اس کا پھر ڈیپارٹمنٹ ایک ایکشن لے۔ باقی جو financial irregularities کے معاملات ہیں اس بارے میں وہ کمیٹی meet کرتی رہے۔ اگر وہ صاحب وہیں پر بیٹھے رہیں گے تو پھر وہ انکوائری پر بھی اثر انداز ہوں گے۔ آپ صرف یہ مہربانی کر دیں کہ initial probe/initial inquiry about the sexual harassment کو Monday تک decide کرنے کا حکم دے دیں۔

جناب سپیکر: وزیر قانون صاحب! آپ اس پر کچھ کہنا چاہیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں پہلے اس سے ہٹ کر ایک point پر بات کرنا چاہتا ہوں کہ کل وقفہ سوالات کے دوران سوال نمبر 1957 کے متعلق جناب کا حکم تھا کہ latest position بتائی جائے تو میں نے اس بابت latest position لے لی ہے اور اس کی کاپی میں معزز ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی کے سوال نمبر 1957 کے جواب کی latest position وزیر قانون کی جانب سے ایوان کی میز پر رکھ دی گئی)

فیصل آباد کالج کا معاملہ کل جب ہاؤس میں discuss ہوا تو اس وقت میں ہاؤس میں موجود نہیں تھا اس وقت میں ایک میٹنگ میں تھا۔

جناب سپیکر: اس حوالے سے کمیٹی تشکیل پا چکی ہے۔ معزز اراکین اسمبلی چاہتے ہیں کہ اس بارے میں Monday تک ابتدائی رپورٹ آ جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ وزیر تعلیم صاحب کے تشریف لانے پر اس بابت ان سے بات کر لیتے ہیں اور ان کو درخواست کرتے ہیں کہ اسے ذرا جلدی initiate کر دیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! وہ ادارہ اس وقت اخباروں کی زینت بن رہا ہے۔ آپ صرف اتنی directions دے دیں کہ initial inquiry کی رپورٹ Monday کو آ جائے۔ کمیٹی financial irregularities کو بے شک بعد میں decide کر لے۔

جناب سپیکر: اب تک convenor صاحب ہاؤس میں تشریف نہیں لائے ہیں۔ وہ آتے ہیں تو پھر ان سے بات کر لیتے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب! آپ direction دے دیں اگر آپ کی direction ہو جائے گی تو پھر انھیں لازماً meet کرنا پڑے گا اور اس طرح Monday کو initial inquiry report آ جائے گی۔ اگر آپ direction کر دیں گے تو .He is bound to abide by that آپ یہ ہدایات دے دیں کہ اس کی initial inquiry کی رپورٹ Monday تک آ جائے۔

جناب سپیکر: میٹنگ تو چیئرمین نے ہی convene کرنی ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: آپ کی direction کو comply کرنا that is mandatory آپ یہ direction دے دیں کہ اس initial probe کی رپورٹ Monday کو یہاں پر آ جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس میں صرف کل کا دن ہے، آج Friday ہے۔ درمیان میں ہفتہ ہے اور آگے Sunday کی چھٹی ہے۔ convenor نے ابھی میٹنگ کا نوٹس بھی جاری کرنا ہے، متعلقہ حکام کا وہاں ہونا بھی ضروری ہے۔ بیانات لینے ہیں کیونکہ جو statements آئیں گی اسی بنیاد پر کارروائی آگے بڑھائی جا سکتی ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح time limit نہ کیا جائے جس طرح چیئر کی رولنگ ہے کہ اس کو جلد از جلد کیا جائے وہ مناسب ہو گا۔ وزیر صاحب آتے ہیں تو انھیں کہہ دیتے ہیں کہ اس بارے میں جلد از جلد کارروائی شروع کر کے ایک مہینے سے بھی جلدی مکمل کرنے کی کوشش کریں۔ جناب Monday تک it will be impossible

شیخ اعجاز احمد: اگر یہ Monday تک نہیں کرتے تو پھر رپورٹ کس کو پیش کریں گے؟ Monday کے بعد اجلاس تو شاید ستمبر میں آئے گا۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! دوبارہ اجلاس ستمبر یا mid September میں آئے گا۔ اس طرح اڑھائی مہینے تک یہ معاملہ لٹکا رہے گا۔

جناب سپیکر: اگر وزیر تعلیم صاحب تشریف لے آتے ہیں تو پھر Monday تک ٹھیک ہے اگر وہ آج آتے ہی نہیں ہیں تو پھر مشکل ہو گا۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہ بڑا burning issue ہے، آپ بھی وہاں کے گریجوایٹ ہیں لہذا آپ اس ادارے کا سوچیں۔

جناب سپیکر: چیئر مین تو آجائیں۔ اگر وہ تشریف لے آتے ہیں تو پھر Monday تک کر لیتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر وزیر تعلیم میاں عمران مسعود ایوان میں تشریف لے آئے)

رانا آفتاب احمد خان: جناب ان سے کہیں کہ صبح نماز کے وقت اٹھا کریں، نماز پڑھ کر آیا کریں۔ یہ وزیر 9.00 بجے تک سوئے رہتے ہیں۔

جناب سپیکر: میاں عمران مسعود صاحب! گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد کے بارے میں ایک کمیٹی تشکیل دی گئی ہے۔ اس نے وائس چانسلر کے بارے میں انکوائری کرنی ہے۔ اس بارے میں مہربانی فرمائیں اور Monday تک اس کی رپورٹ آنی چاہئے۔

وزیر تعلیم: جی، بہتر ہے، جیسے آپ کا حکم۔

جناب محمد وقاص: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محمد وقاص صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ میرا خیال ہے کہ آج کا وقفہ سوالات پوائنٹ آف آرڈرز میں ہی گزر جائے گا۔

جناب محمد وقاص: جناب سپیکر! اسی سے relevant ایک بات ہے، اس بابت میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں۔ جس طرح ابھی شیخ اعجاز صاحب نے بات کی کہ گورنمنٹ کالج فیصل آباد کا معاملہ اخبارات میں بڑا highlight ہوا ہے اور یہ بڑا positively ہوا ہے کیونکہ پنجاب اسمبلی نے اس معاملے میں بڑا ایکشن لیا ہے۔ میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں۔ کل جب اجلاس ختم ہوا تو مال روڈ پر پچاس، ساٹھ طالبات نے مظاہرہ کیا۔ ٹاؤن شپ کے ایک کالج کی طالبات نے مظاہرہ کیا اور انھوں

نے کہا ہے کہ جو کچھ فیصل آباد میں ہوا ہے اور اس کا نام حبیب اللہ ہے اور اس کالج کا نام پنجاب ایجوکیشن کالج ٹاؤن شپ ہے کل اجلاس ختم ہونے کے بعد اس کے خلاف تقریباً پچاس ساٹھ طالبات نے مظاہرہ کیا۔ میں، ڈاکٹر وسیم اور ارشد محمود بگو صاحب اتفاقاً موجود تھے۔ ہم چلے گئے اور پھر رضا علی گیلانی صاحب کو بھی ہم لے گئے۔

جناب والا! میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ یہ جو کمیٹی آپ نے تشکیل دی ہے یہ case بھی اس کمیٹی کے سپرد کریں۔ ادھر بھی financial embezzlement ہوئی ہے اور وائس چانسلر، حبیب اللہ وہی کچھ کر رہا ہے جو کچھ فیصل آباد کے وائس چانسلر کے بارے میں یہاں کہا گیا ہے۔

جناب سپیکر: پہلے فیصل آباد کے بارے میں کمیٹی کی رپورٹ آنے دیں پھر اس کے بعد اس معاملے کو بھی دیکھ لیں گے۔ سید احسان اللہ وقاص صاحب کی طرف سے سوال ہے۔

سوالات

(محکمہ جات سماجی بہبود و بیت المال)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! On his behalf Question No. 4890 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور میں محکمہ سماجی بہبود کے زیر انتظام پراجیکٹس اور دیگر معلومات کی تفصیل

*4890 سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر سماجی بہبود از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور میں سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ کے کون کون سے پراجیکٹس کس کس جگہ محکمہ کی براہ راست نگرانی میں چلائے جا رہے ہیں؟

(ب) ان اداروں میں کیا کیا خدمات مہیا کی جاتی ہیں اور ہر ادارہ سے استفادہ کرنے والوں اور ملازمین کی کیا تعداد ہے ہر ادارہ کا کیا سالانہ بجٹ ہے؟

(ج) لاہور میں کن نجی اداروں کو محکمہ کی طرف سے مالی امداد وتعاون مہیا کیا جاتا ہے، اداروں کے نام اور فراہم کی گئی مالی امداد وتعاون کی تفصیل سے مطلع فرمائیں؟

وزیر سماجی بہبود:

(الف) لاہور میں مندرجہ ذیل سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ کے پراجیکٹ ہیں جو محکمہ کی براہ راست نگرانی میں دیئے گئے پتے/ایڈریس پر کام کررہے ہیں:۔

شہری اجتماعی پراجیکٹ نمبر 1 مصری شاہ لاہور
شہری اجتماعی پراجیکٹ نمبر 2 گڑھی شاہو لاہور
شہری اجتماعی پراجیکٹ نمبر 3 سمن آباد لاہور
شہری اجتماعی پراجیکٹ نمبر 4 آؤٹ فال روڈ سنت نگر لاہور
شہری اجتماعی پراجیکٹ نمبر 5 داتادربار نزد سماع ہال لاہور
شہری اجتماعی پراجیکٹ نمبر 6 نزد شمع سینما لاہور
شہری اجتماعی پراجیکٹ نمبر 7 گرین ٹاؤن لاہور
شہری اجتماعی پراجیکٹ نمبر 8 مغل پورہ لاہور
شہری اجتماعی پراجیکٹ نمبر 9 گلبرگ لاہور
سی ڈی پراجیکٹ گوالمنڈی لاہور
دیہی اجتماعی ترقیاتی پراجیکٹ چوہنگ لاہور
دیہی اجتماعی ترقیاتی پراجیکٹ رائیونڈ لاہور
دیہی اجتماعی ترقیاتی پراجیکٹ برکی لاہور

دارالامان

اس ادارہ میں معاشرے کی ستائی ہوئی اور مجبوریوں کی وجہ سے اپنا گھر چھوڑنے والی خواتین کو پناہ مہیا کی جاتی ہے۔ دوران پناہ ان کی مذہبی اور اخلاقی تعلیم وتربیت بھی کی جاتی ہے۔ اس ادارہ میں کل سٹاف کی تعداد 14 ہے اور سالانہ بجٹ 14 لاکھ 90 ہزار روپے ہے۔ اس ادارہ کے استفادہ کنندگان کی تعداد 92 ہے۔

ڈس ایبلڈ ہوم (نشیمن)

اس ادارہ میں معذور بچوں کو رہائش، کھانا پینا اور مختلف ہنر میں تربیت دی جاتی ہے۔ اس ادارہ میں کل سٹاف کی تعداد 19 ہے اور سالانہ بجٹ 24 لاکھ 34 ہزار روپے ہے۔ اس ادارہ کے استفادہ کنندگان کی تعداد 75 ہے۔

چمن

اس ادارہ میں ذہنی معذور بچوں کو رہائش، کھانا پینا اور مختلف ہنر میں تربیت دی جاتی ہے۔اس ادارہ میں کل سٹاف کی تعداد15 ہے اور سالانہ بجٹ17لاکھ 21ہزار روپے ہے۔اس ادارہ کے استفادہ کنندگان کی تعداد30 ہے۔

دارالفلاح

اس ادارہ میں بیوہ خواتین کو ان کے بچوں کے ساتھ رہائش اور مختلف ہنروں میں تربیت مہیا کی جاتی ہے۔ دوران رہائش ان کو ماہانہ اعزازیہ بھی دیا جاتا ہے۔اس ادارہ میں کل سٹاف کی تعداد10 ہے اور سالانہ بجٹ12لاکھ 60ہزار روپے ہے۔اس ادارہ کے استفادہ کنندگان کی تعداد231 ہے۔

دارالسکون

اس ادارہ میں مختلف ذہنی امراض میں مبتلا افراد کو ہسپتال سے فارغ ہونے کے بعد اور گھر جانے سے پہلے رکھا جاتا ہے۔اس ادارہ میں کل سٹاف کی تعداد22 ہے اور سالانہ بجٹ21لاکھ 18ہزار روپے ہے۔اس ادارہ کے استفادہ کنندگان کی تعداد85 ہے۔

سوشل ویلفیئر ٹریننگ انسٹیٹیوٹ

اس ادارہ میں محکمہ ہذا کے ملازمین اور این جی اوز کی تربیت کے لئے مختلف کورسز کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ اس ادارہ میں کل سٹاف کی تعداد27 ہے اور سالانہ بجٹ44لاکھ 89ہزار روپے ہے۔اس ادارہ کے استفادہ کنندگان کی تعداد1215 ہے۔

عافیت

اس ادارہ میں بزرگ بے سہارا شہریوں کو رہائش، کھانا پینا وغیرہ کی سہولیات مہیا کی جاتی ہیں۔اس ادارہ میں کل سٹاف کی تعداد14 ہے اور سالانہ بجٹ23لاکھ 22ہزار روپے ہے۔اس ادارہ کے استفادہ کنندگان کی تعداد54 ہے۔

قصر بہبود خواتین

اس ادارہ میں بچیوں کو مختلف ہنر سکھائے جاتے ہیں۔اس وقت اس ادارہ میں سلائی کڑھائی، پینٹنگ، بیوٹی پارلر، کینڈل میکنگ، عربی کی تعلیم، انگلش لینگوئج، کمپیوٹر وغیرہ کی تعلیم اور ہنر سکھائے جاتے ہیں۔اس ادارہ میں کل سٹاف کی تعداد7 ہے اور سالانہ

بجٹ11لاکھ روپے ہے،اس ادارہ کے استفادہ کنندگان کی تعداد11000ہے۔

میڈیکل سوشل ویلفیئر سروسز پراجیکٹ

میو ہسپتال، جناح ہسپتال، گنگارام ہسپتال، سروسز ہسپتال، مینٹل ہسپتال، چلڈرن ہسپتال، جنرل ہسپتال، پی آئی سی ہسپتال، گلاب دیوی ہسپتال، فاطمہ میموریل ہسپتال، نواز شریف یکی گیٹ ہسپتال، کوٹ خواجہ سعید ہسپتال، انمول ہسپتال، جناح ہسپتال، میاں منشی ہسپتال، لیڈی ولنگڈن ہسپتال، لیڈی ایچیسن، کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج، شوکت خانم کینسر ہسپتال۔

نگہبان	چودھری کالونی نزد شمع سینما لاہور
کاشانہ	ٹاؤن شپ لاہور
ماڈل آرفینج	سمن آباد لاہور
صنعت زار	د بئی چوک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور
ڈے کیئر سنٹر	گلشن راوی لاہور
دارالامان	بند روڈ لاہور
ڈس ایبلڈ ہوم (نشیمن)	سوشل ویلفیئر کمپلیکس ٹاؤن شپ لاہور
چمن (ذہنی معذور بچوں کا ادارہ)	۔ایضاً۔
دارالفلاح (بیوہ عورتوں اور بچوں کا ادارہ)	۔ایضاً۔
ذہنی معذوروں کا ادارہ (درالسکون)	۔ایضاً۔
سوشل ویلفیئر ٹریننگ انسٹیٹیوٹ	۔ایضاً۔
عافیت (بزرگ شہریوں کا ادارہ)	ماڈل ٹاؤن لاہور
قصر بہبود خواتین	ماڈل ٹاؤن ایکسٹینشن لاہور

(ب) شہری اجتماعی ترقیاتی پراجیکٹ

ان کا مقصد لوگوں کو اپنے مسائل دستیاب وسائل کو بروئے کار لانے اور اپنی مدد آپ کے تحت انہیں حل کرنے کی ترغیب دی جاتی ہے۔ ارضی اور سماوی آفات کی صورت میں امدادی کیمپ لگانا۔ موثر اور کارآمد این جی اوز کی رجسٹریشن کے لئے سفارشات مرتب کرنا۔ان پراجیکٹس میں کل سٹاف کی تعداد112 ہے اور سالانہ بجٹ83لاکھ 54ہزار روپے ہے۔ ان پراجیکٹس کے بلاواسطہ استفادہ کنندگان کی تعداد تقریباً2لاکھ ہے۔

میڈیکل سوشل سروسز پراجیکٹ

ان کے ذریعے غریب مریضوں کو مفت علاج معالجہ اور دواؤں کی سہولت مہیا کی جاتی ہے۔ان پراجیکٹس میں کل سٹاف کی تعداد 64 ہے اور سالانہ بجٹ 10 لاکھ 92 ہزار روپے ہے۔ان پراجیکٹس کے استفادہ کنندگان کی تعداد 95 ہزار 235 روپے ہے۔

نگہبان

یہ ادارہ گمشدہ بچوں کی پناہ گاہ ہے۔ان بچوں کی ان کے ورثاء کی تلاش تک ان کی حفاظت کرنا،ان کو رہائش، خوراک اور نئے لباس وغیرہ کی سہولیات مہیا کی جاتی ہیں۔اس ادارہ میں کل سٹاف کی تعداد 9 ہے اور سالانہ بجٹ 12 لاکھ 68 ہزار روپے ہے۔اس ادارہ کے استفادہ کنندگان کی تعداد 445 ہے۔

کاشانہ

اس میں غریب نادار اور یتیم بچیوں کو کھانے پینے اور رہائش کی سہولت مہیا کی جاتی ہے۔اس کے علاوہ ان کی تعلیم اور شادی وغیرہ کے انتظامات بھی کئے جاتے ہیں۔اس ادارہ میں کل سٹاف کی تعداد 12 ہے اور سالانہ بجٹ 18 لاکھ 4 ہزار روپے ہے۔اس ادارہ کے استفادہ کنندگان کی تعداد 82 ہے۔

ماڈل آرفینیج

اس میں غریب نادار اور یتیم بچوں کو کھانے، پینے اور رہائش کی سہولت مہیا کی جاتی ہے۔اس کے علاوہ ان کی تعلیم کے انتظامات بھی کئے جاتے ہیں۔اس ادارہ میں کل سٹاف کی تعداد 11 ہے اور سالانہ بجٹ 11 لاکھ 47 ہزار روپے ہے۔اس ادارہ کے استفادہ کنندگان کی تعداد 92 ہے۔

صنعت زار

اس ادارہ میں بچیوں کو مختلف ہنر سکھائے جاتے ہیں۔اس وقت ادارہ میں سلائی کڑھائی، پینٹنگ، بیوٹی پارلر، کینڈل میکنگ، عربی کی تعلیم، انگلش لینگویج، کمپیوٹر وغیرہ کی تعلیم اور ہنر سکھائے جاتے ہیں۔اس ادارہ میں کل سٹاف کی تعداد 13 ہے اور سالانہ بجٹ 18 لاکھ ایک ہزار روپے ہے۔اس ادارہ کے استفادہ کنندگان کی تعداد 92 ہے۔

ڈے کیئر سنٹر

اس ادارہ میں وہ ملازمت پیشہ مائیں جن کے ساتھ چھوٹے بچے ہیں، ان کو روزانہ کی بنیاد پر رکھا جاتا ہے۔ اس ادارہ میں کل سٹاف کی تعداد 3 ہے اور سالانہ بجٹ 3 لاکھ 90ہزار روپے ہے۔ اس ادارہ کے استفادہ کنندگان کی تعداد 52 ہے۔

(ج) محکمہ سوشل ویلفیئر کی سفارشات پر جن رفاہی ادارہ جات کو امداد فراہم کی گئی، ان کی تفصیل درج ذیل ہے

پنجاب بیت المال اور پنجاب سوشل سروسز بورڈ

1۔ پیشنٹ ویلفیئر سوسائٹی، سروسز ہسپتال لاہور
2۔ پیشنٹ ویلفیئر سوسائٹی، جنرل ہسپتال لاہور
3۔ پیشنٹ ویلفیئر سوسائٹی، گنگارام ہسپتال لاہور
4۔ پیشنٹ ویلفیئر سوسائٹی، گلاب دیوی ہسپتال لاہور
5۔ چلڈرن ایجوکیشن ویلفیئر سوسائٹی، یوحنا آباد، لاہور
6۔ انجمن دیہی ترقیاتی خواتین، مانگا منڈی لاہور
7۔ وومن ویلفیئر سوسائٹی، حسن ٹاؤن ملتان روڈ لاہور
8۔ ٹیپو سلطان ویلفیئر سوسائٹی، چاہ میراں لاہور
9۔ انٹی نارکوٹکس یوتھ فورس چاہ میراں لاہور
10۔ بزم احباب راوی روڈ، لاہور
11۔ نیشنل ویلفیئر فورم ٹاؤن شپ لاہور

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب میں محکمہ نے بہت سارے اداروں کے نام یہاں پر لکھے ہیں کہ یہ مختلف فلاحی کام کر رہے ہیں۔ لاہور میں سفر کرتے ہوئے جب اشارہ بند ہو جائے، آپ کسی بھی چوک پر ہوں فوراً ہی کوئی خاتون، مرد یا بچہ ہاتھ پھیلا کر گاڑی کے شیشے کے ساتھ کھڑا ہو جاتا ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ محکمہ سماجی بہبود یا سوشل ویلفیئر نے اس کی روک تھام کے لئے کیا بندوبست کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، گردیزی صاحب!

وزیر خواندگی و سماجی بہبود::جناب سپیکر!وزیر اعلیٰ صاحب کی ہدایات کی روشنی میں پنجاب حکومت نے بھیک مانگنے والے بچوں کے لئے خصوصی سنٹرز قائم کئے ہیں۔اس کے علاوہ سماجی بہبود کے محکمے میں بھی ایسے بچوں کے لئے ایک سنٹر چل رہا ہے جو کہ ان بچوں کو وہاں پر رکھتا ہے،ان کو تربیت دیتا ہے جب تک یہ بچے والدین تک نہ پہنچیں ان کے کھانے اور تعلیم کا بندوبست بھی کرتا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! عملی طور پر اس وقت جو صورتحال ہے اس سے آپ بھی بخوبی واقف ہوں گے۔ لاہور شہر میں کسی بھی چوک پر گاڑی اشارے پر رکتی ہے تو لوگ ہاتھ پھیلائے موجود ہوتے ہیں۔ اس حوالے سے حکومت کے پاس کیاstrategyہے، کیا عملدرآمد کرے گی؟

وزیر خواندگی و سماجی بہبود:حکومت پنجاب ان کے لئے ایکbeggars homeکا بندوبست کر رہی ہے جو عنقریب کام شروع کر دے گا۔چونکہ پہلے والے سنٹرز کافی نہیں ہیں اس لئے یہاں پر ان کوhandle کیا جائے گا۔

راناآفتاب احمد خان:جناب سپیکر!ڈاکٹر وسیم صاحب نے بڑی صحیح بات کی ہے۔اس وقت کسی چوک پر بھی چلے جائیں یہ فقیر آپ کو نظر آئیں گے اور یہ پولیس کیunderstandingکے ساتھ جگہallocateکر کے بیٹھتے ہیں،and they pay sufficient shareوزیر صاحب اس حوالے سے ہدایات دیں کہ ان مانگنے والوں کو فوری طور پر وہاں سےremoveکیا جائے۔ beggars homeتو معلوم نہیں کب بنے گا۔مگر اس وقت موجودہ صورتحال کے حوالے سے یہ پولیس کو ہدایات دے دیں کہ آپ انbaggersکو یہاں سےremoveکریں۔یہ پولیس کی مرضی سے کھڑے ہوتے ہیں۔جہاں اشارے کا ٹائم زیادہ ہے وہاں پر فقیر کو زیادہ حصہ دینا پڑتا ہے۔میری درخواست ہوگی کہ وزیر صاحب ہمیں یقین دہانی کروائیں کہ چوکوں میں جو فقیر کھڑے ہوتے ہیں انھیں وہاں سےremoveکروائیں گے تاکہ وہ لوگوں کو تنگ نہ کر سکیں۔

وزیر خواندگی و سماجی بہبود: جناب سپیکر!ایسیdirectionاس وقت تک نہیں دی جا سکتی جب تک کہalternate arrangementsنہ کئے جائیں۔ جب یہ baggers homeمکمل ہو جائے گا،functionalہو جائے گا تو یقینی طور پر پھر ایسیdirectionدے دی جائے گی۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! کوشش کریں کہ یہ baggers home جلد از جلد مکمل ہو جائے۔

وزیر لٹریسی، سماجی بہبود: جناب سپیکر! یہ baggers home انشاء اللہ اسی سال مکمل ہو جائے گا۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! جیسے ہی کسی چوک کے اشارے پر گاڑی کھڑی کی جاتی ہے تو یہ فقیر زبردستی شیشہ knock کرتے ہیں کہ مجھے پیسے دیں۔ یہ کون سا قانون ہے؟ وزیر صاحب فرما رہے ہیں کہ وہ ایسی direction نہیں دے سکتے۔ یہ کہاں تک alternate arrangements کریں گے۔ یہ تو سارا ملک ہی فقیر ہے۔ جس ملک میں روزانہ کئی ہزار آدمی غربت کی لکیر سے نیچے جاتے ہیں وہاں یہ کتنے baggers homes بنالیں گے۔ Try to be realistic۔ آپ دیکھیں کہ آپ کی غربت کی شرح کیا ہے۔ آپ کے ملک میں 45 لاکھ بچے سال میں پیدا ہوتے ہیں۔ وزیر صاحب کی اس بات سے مجھے بڑا افسوس ہوا ہے۔ یہ بڑے پڑھے لکھے، ٹھنڈے مزاج کے آدمی ہیں۔ یہ فرما رہے ہیں کہ ہم direction نہیں دے سکتے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ سارے ملک کو چوکوں میں فقیر بنا کر کھڑا کر دیں گے۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ ہماری سوشل ویلفیئر کی جو وزیر ہیں وہ کل تک تو ہاؤس میں موجود تھیں۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ جب ان خواتین وزراء کی محکمانہ سوالات کے سلسلے میں کارکردگی کی بات آتی ہے تو وہ غائب ہو جاتی ہیں۔ یہ تو کوئی طریقہ نہیں ہے ایک مہینہ پہلے سے ایجنڈا دیا جاتا ہے اور انھیں پہلے سے محکمہ الاٹ کیا جاتا ہے تو انھیں اتنا کون سا ضروری کام ہے کہ وہ ہاؤس کی کارروائی bother نہیں کرتیں اور محترمہ آج تشریف نہیں لائیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ بی بی! یہ محکمہ ان کے پاس نہیں ہے۔ متعلقہ وزیر جواب دے رہے ہیں۔ اگلا سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! on his behalf سوال نمبر 5996 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کر لیں۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

بیت المال پنجاب 2003 میں دس سب سے زیادہ امداد
لینے والی اور N.G.Os ان سے متعلقہ دیگر تفصیلات

*5996 سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر بیت المال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 2003 میں پنجاب بیت المال نے سب سے زیادہ فنڈز غیر سرکاری رفاہی اداروں کی مالی امداد میں استعمال کئے؟

(ب) 2003 میں دس سب سے زیادہ امداد لینے والی غیر سرکاری تنظیموں اور ان کے عہدے داران کے ناموں سے مطلع فرمائیں۔ ان کے ہیڈ آفس کہاں ہیں۔ ہر تنظیم کے کام کا دائرہ کار (area of Operation) کیا ہے۔ انہیں فی تنظیم کتنی امداد فراہم کی گئی؟

(ج) غیر سرکاری تنظیموں (NGOs) کو فنڈز جن مقاصد کے لئے دیئے جاتے ہیں، انہی مقاصد اور مدات پر خرچ اور عمل درآمد کی نگرانی کا کیا اہتمام ہے؟

(د) فنڈز کی فراہمی کے لئے کم از کم شرائط کیا ہیں؟

وزیر بیت المال:

(الف) پنجاب بیت المال رولز مجریہ 2003 کے تحت بیت المال کے فنڈز کی تقسیم کا فارمولہ مندرجہ ذیل ہے:۔

1۔غیر سرکاری رفاہی اداروں کی مالی امداد	کل فنڈز کا 33 فیصد
2۔نادار اور معذور افراد کے لئے یکمشت مالی امداد	20 فیصد
3۔بے سہارا خواتین اور بے روزگار افراد کے لئے بلاسود قرضہ جات کی فراہمی	10 فیصد
4۔مستحق، معذور اور یتیم طلباء کے لئے تعلیمی وظائف	20 فیصد
5۔غریب والدین کی بچیوں کی شادی کے لئے مالی امداد	6 فیصد
6۔مفلس مریضوں کے علاج معالجہ کے لئے مالی امداد	8 فیصد

اسی فارمولہ کے تحت سال 2003 کے دوران غیر سرکاری رفاہی اداروں کو مبلغ -/27991974 روپے رقم کی گرانٹ جاری کی گئی۔

(ب) 2003 میں دس سب سے زیادہ امداد لینے والی غیر سرکاری تنظیموں اور ان کے عہدے داران کے ناموں، ان کے ہیڈ آفس ہر تنظیم کے کام کا دائرہ کار انہیں فی تنظیم امداد کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) پنجاب بیت المال کے قواعد وضوابط کے تحت بیت المال سے مالی امداد حاصل کرنے والی این جی اوز اس بات کی پابند ہیں کہ وہ حاصل شدہ امدادی رقم صرف اسی مقصد کے لئے ہی خرچ کریں جس کے لئے اس کی منظوری دی گئی ہو۔ خلاف ورزی کی صورت میں غیر صرف شدہ مالی امداد کی رقم واپس لینے کے ساتھ ساتھ صرف شدہ رقم کی وصولی کے لئے ضلعی بیت المال کمیٹی / کونسل کی طرف سے ادارہ ہذا کو ایک ماہ کے اندر ادائیگی کا نوٹس دیا جاتا ہے اور عدم ادائیگی کی صورت میں متعلقہ ادارے کے خلاف ضروری قانونی کارروائی کی جاتی ہے۔ اگر کونسل مناسب سمجھے تو متعلقہ ادارہ کی رجسٹریشن معطل / منسوخ کرنے کے لئے مجاز رجسٹریشن اتھارٹی کو سفارش کر سکتی ہے۔

1۔ اس مقصد کے لئے ضلعی بیت المال کمیٹی کے تحت قائم شدہ ضلعی سکروٹنی کمیٹی ایسی این جی اوز کا دورہ کر کے ان کی کارکردگی رپورٹ ہر سال30جون تک ضلعی کمیٹی کے ذریعے کونسل کو بھجوانے کی پابند ہے، جس میں فنڈز کے صحیح استعمال کی تصدیق یاامداد کی شرائط کی خلاف ورزی کرنے والی این جی اوز کے خلاف تادیبی کارروائی کرنے کی سفارش کی جاتی ہے۔

2۔ اراکین پنجاب بیت المال کونسل این جی اوز کی دعوت پر یا خود اپنے طور اپنے اپنے ریجن میں ایسی این جی اوز کا دورہ کر کے امداد کے صحیح استعمال سے متعلق اپنی سفارشات تاثرات متعلقہ ضلعی کمیٹی / کونسل کو برائے ضروری کارروائی بھجوانے کے مجاز ہیں۔

3۔ ضلعی بیت المال کمیٹیاں ان سے امداد حاصل کرنے والی این جی اوز کا مقررہ پروفارما پر اندراج کر کے اس کی نقل کونسل کو بھجوانے کی پابند ہیں اس کے علاوہ مقررہ رجسٹر پر ایسی این جی اوز کا مستقل ریکارڈ بھی رکھتی ہیں۔

(د) این جی اوز کو فنڈز کی فراہمی کے لئے شرائط درج ذیل ہیں:-

1۔ این جی او محکمہ معاشرتی بہبود، ترقی خواتین و بیت المال کے ساتھ رضا کار اداروں کے (رجسٹریشن و کنٹرول) آرڈیننس مجریہ 1961 کے تحت رجسٹرڈ ہو اور اس نے رجسٹریشن کے بعد کم از کم ایک سال بعد تک اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔

2۔ غیر تجارتی بنیادوں پر کام کر رہی ہو۔

3۔ امداد حاصل کرنے والی این جی اوز پر لازم ہے کہ:-

درخواست فارم کے ساتھ آخری مالی سال کی چارٹرڈ اکاؤنٹینٹ سے آڈٹ رپورٹ، سالانہ کارکردگی رپورٹ، ادارہ کے آئین کی نقل، رجسٹریشن سرٹیفکیٹ کی نقل اور مجلس انتظامیہ کے عہدیداران کی فہرست منسلک کریں۔

4۔ امداد کی منظوری این جی او کی طرف سے امدادی رقم کا 1/3 حصہ اپنی طرف سے جمع کرنے کے ساتھ مشروط ہوتی ہے۔

5۔ متعلقہ ریجنل ممبرز، پنجاب بیت المال کونسل درخواست دینے والی این جی اوز کا دورہ کر کے اپنی سفارشات درخواست فارموں پر تحریر کرتے ہیں، جس کے مدنظر ضلعی بیت المال کمیٹی امداد کی منظوری دیتی ہے۔

6۔ این جی او کو امدادی چیک کا اجراء امدادی رقم کا علیحدہ اکاؤنٹ کھلوانے اور ایک اقرار نامہ پر دستخط کر کے ضلعی بیت المال کمیٹی کو پیش کرنے سے مشروط ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! 2003 میں سب سے زیادہ امداد لینے والی تنظیموں میں سے فیملی ویلفیئر کوآپریٹو سوسائٹی اسلام پورہ لاہور ہے اس کے عہدیداران کے نام اور پتاجات بھی لکھے ہیں۔ انھوں نے حکومت سے تین لاکھ روپیہ لیا ہے۔ میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ انھوں نے ان تین لاکھ روپے کا کیا مصرف کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر بیت المال!

وزیر بیت المال: جناب سپیکر! یہ نیا سوال بنتا ہے۔ انھوں نے یہ پوچھا تھا کہ جن جن کو امداد دی گئی ہے ان کے عہدیداران کے نام، ہیڈ آفس اور تنظیم کا دائرہ کار بتائیں۔ وہ ہم نے بتا دیا ہے، جس مقصد کے لئے لیا گیا وہ ہم نے آگے بتایا ہے کہ جس تنظیم نے جس مقصد کے لئے امداد لی اس نے اسی مقصد کے لئے استعمال کیا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال بڑا valid ہے۔ 2003 کے اندر حکومت سے تین لاکھ روپیہ لے لیا تو اس کا مصرف کیا ہے؟ میں نہیں سمجھتا کہ اس کے لئے کوئی نیا سوال درکار ہو گا۔ حکومت کے laid down procedures ہیں یہ کہتے ہیں کہ سالانہ آڈٹ ہوتا ہے تو ان کو یہ معلومات ہونی چاہیئں اور پھر یہ تین سال پرانی بات ہے کہ انھوں نے تین لاکھ روپیہ لیا ہے تو یہ بتائیں کہ انھوں نے اس کا کیا مصرف کیا ہے؟ یہ انھیں معلوم ہونا چاہئے۔ یہ بات آپ کے علم میں ہے اور باقی سب دوست بھی جانتے ہیں کہ بہت ساری این جی اوز ہیں جو مختلف اداروں اور گورنمنٹ سے بھی کروڑوں روپے لیتی ہیں لیکن جو اس کا حشر کرتی ہیں وہ بھی ہمارے سامنے ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر بیت المال!

وزیر بیت المال: جناب سپیکر! ہم نے جو پیسا ان کو دیا تھا اس سے انھوں نے ایکسرے مشین خریدی تھی۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! جز(ج) کے نمبرIIمیں ہے کہ اراکین پنجاب بیت المال کونسل۔ میرا ان سے یہ ضمنی سوال ہے کہ اراکین پنجاب بیت المال کے نام اور عہدے کیا ہیں اور ان کی مدت تقرری کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر بیت المال!

وزیر بیت المال: جناب سپیکر! پنجاب بیت المال کے ممبر ڈویژنbasedہوتے ہیں اور یہ پنجاب کے اندر 8 ممبرز ہیں اور ان کاtenureتین سال کا ہوتا ہے یہ 2003 میں مقرر ہوئے تھے اور 2006 میں ختم ہو جائیں گے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال تھا کہ اراکین پنجاب بیت المال کے نام کیا ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر بیت المال!

وزیر بیت المال: جناب سپیکر! وہ تو پوری تفصیل ہے اور دس بندوں کے نام ہیں وہ اس سوال میں نہیں تھے۔ یہ نیا سوال بنتا ہے۔ میں نے ان کاtenureبتا دیا ہے کہ یہ تین سال کے لئے ہوتے ہیں اور ہر ڈویژن سے ایک ممبر ہوتا ہے لیکن لاہور سے دو ممبرز ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: نام بھی بتا دیں۔

وزیر بیت المال: جناب والا! بعد میں ان کو نام بتا دیئے جائیں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال ملک اصغر علی قیصر صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! On his behalf سوال نمبر7410اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع فیصل آباد، 2004 تا حال، محکمہ امداد باہمی کے قرضہ جات سے متعلقہ تفصیل

*7410 **ملک اصغر علی قیصر**: کیا وزیر امداد باہمی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) جنوری 2004 سے آج تک محکمہ امداد باہمی اور اس کے ذیلی اداروں کی طرف سے کتنی رقم ضلع فیصل آباد میں کسانوں کو loan کے طور پر دی گئی؟

(ب) یہ رقم کس شرح سود پر دی گئی، کتنی رقم حکومت نے واپس وصول کر لی ہے اور کتنی رقم ابھی کسانوں سے وصول کرنا باقی ہے؟

(ج) یہ loan محکمہ نے کن کن مقاصد کے لئے کسانوں کو فراہم کیا؟

(د) جن کسانوں کی مالی حالت اس loan کی ادائیگی کرنے کی نہیں ہے کیا حکومت ان کو یہ loan معاف کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر امداد باہمی:

(الف) پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک نے جنوری 2004 سے آج تک ضلع فیصل آباد میں کسانوں کو مبلغ -/697703109 روپے کے قرضے دیئے۔ تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ قرضہ جات نو سے پندرہ فیصد شرح سود پر دیئے گئے ان میں سے مبلغ -/549713450 روپے وصول کر لئے گئے ہیں جبکہ مبلغ -/147989659 روپے کی وصولی ابھی باقی ہے۔ تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) یہ قرضہ جات کم مدتی پیداواری فصلی قرضہ جات، درمیانی مدت کے قرضہ جات برائے خرید ٹریکٹر وزرعی آلات وتنصیب ٹیوب ویل وغیرہ اور لائیو سٹاک کی مدات میں جاری کئے ہیں نیز صنعتی قرضہ جات اور خواتین کے لئے خواتین کی انجمن امداد باہمی کے تحت بھی قرضہ جات فراہم کئے گئے ہیں۔ تفصیل تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک کو سٹیٹ بنک آف پاکستان حکومت پنجاب، پنجاب کی ضمانت پر سالانہ کریڈٹ لائن فراہم کرتی ہے۔ بنک کو یہ قرضہ جات مع سروس چارجز بروقت سٹیٹ بنک آف پاکستان کو واپس کرنا ہوتے ہیں۔ چونکہ سٹیٹ بنک آف پاکستان کریڈٹ لائن کے تحت فراہم کردہ فنڈز کو کسی صورت میں بھی معاف نہیں کرتا اور نہ ہی

بنک کی مالی حالت اس قابل ہے کہ وہ دیئے گئے قرضہ جات کو معاف کر سکے۔ لہذا ان قرضہ جات کی معافی کی کوئی سکیم زیر غور نہیں ہے۔ تاہم بنک وقتاً فوقتاً مختلف ریکوری پیکجز کے ذریعے اپنے وسائل سے پرانے رکے ہوئے قرضہ جات پر کسانوں کو سود میں 50 فیصد سے 100 فیصد معافی نیز قرضے کی واپسی بذریعہ اقساط کی سہولت فراہم کرتا رہتا ہے۔ نیز فنانس ڈیپارٹمنٹ گورنمنٹ آف پنجاب نے ریلیف ڈیپازٹ کی طرف سے آفت زدہ قرار دیئے گئے چند موضع جات میں سود کی معافی (To pick the Markup) کا معاملہ فنانس ڈیپارٹمنٹ کے پاس شرائط طے کرنے کے لئے زیر غور ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہ قرضہ جات 9 سے 15 فیصد شرح سود پر دیئے گئے۔ ایک تو یہ وضاحت کریں کہ یہ 9 سے 15 فیصد کا کیا criteria ہے۔ میرا دوسرا سوال ہے کہ جس طرح اربوں روپے کے قرضے لے کر معاف ہوتے ہیں۔ اسی طرح جب لائیو سٹاک میں قرضہ دیا جاتا ہے اگر کسی کی بھیڑ بکری یا بھینس مر جائے تو کیا اسے loan write off کرنے کی گنجائش ہے اگر ہے تو اس پر کیوں نہیں کیا جاتا؟

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، وزیر امداد باہمی!

وزیر امداد باہمی: شکریہ۔ جناب سپیکر! پہلے بھی ان قرضہ جات پر ایک قرارداد کی صورت میں اس معزز ایوان میں کافی بحث ہوئی تھی۔ اس وقت یہ بتایا گیا تھا کہ جتنے بھی قرضہ جات ہیں وہ ہم treasury bill rates پر لیتے ہیں۔ جس وقت ہم نے سٹیٹ بنک سے treasury bill rates پر 3.2 اور 3.5 سے 4.00 فیصد تک لئے اس وقت ہم کسانوں کو 9 فیصد پر دیتے رہے لیکن اب treasury bill rates 8.29 percent سے اوپر ہو گئے ہیں تو اسی لحاظ سے بنک کے سروسز چارجز بڑھا کر interest rate بڑھا دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! issue یہ نہیں ہے۔ آپ دیکھیں کہ یہ جو commercial loans دیتے ہیں عام بنک running finance پر بڑا nominal پر دیتے ہیں 2.00 فیصد پر بھی دیتے ہیں اور بڑے کاروباری 4.00 فیصد پر حاصل کر کے 9.00 فیصد پر دے کر 5.00 فیصد

کھاتے ہیں۔ زمیندار جو کہ back bone of the country ہے اور یہ پسا ہوا ہے اور بجٹ میں بھی اس کے لئے 0.25 فیصد رکھا گیا ہے۔ کیا یہ ارادہ رکھتے ہیں کہ زمینداروں کو بھی soft loaning پر شرح سود کم کر کے دیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر امداد باہمی!

وزیر برائے امداد باہمی: جناب سپیکر! رانا صاحب تو کمرشل بنکوں کی جنرل بات کر گئے لیکن Punjab Provincial Cooperative Bank particularly کے متعلق گزارش ہے کہ جو رقم کسانوں کو دی جا رہی ہے ہم وہ خود 8.29 فیصد شرح سود پر سٹیٹ بنک سے لیتے ہیں اور ہم نے 8.29 فیصد سٹیٹ بنک کو pay کرنے ہوتے ہیں اور اس کے بعد بنک کے سروسز چارجز 4.00 to 5.00 percent اوپر لئے جاتے ہیں لیکن باقی کمرشل بنک کس طریقے سے کر رہے ہیں ان کا ہمیں علم نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی شکریہ۔ اگلا سوال جناب سمیع اللہ خان!

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! On his behalf.

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ: جناب سپیکر! یہاں پر بہت سارے جوابات دیئے جاتے ہیں لیکن آخر میں یہ ہدایت دی جاتی ہے کہ آپ وزیر صاحب کے چیمبر میں چلے جائیں یا باہر وزیر صاحب سے مل لیں تو آپ کو مطلوبہ information مل جائے گی۔ میرے خیال میں اسمبلی کے اندر جو بھی سوالات اٹھائے جاتے ہیں ان کے جوابات کا تعلق پورے ایوان سے ہوتا ہے۔ بہت ساری باتیں دوسرے ممبرز بھی جاننا چاہتے ہیں۔ لہذا میری گزارش ہے کہ آئندہ جو بھی سوالات کئے جائیں کم از کم ان کے جوابات اسمبلی میں ضرور دیئے جائیں تاکہ تمام ممبران ان سے مستفید ہو سکیں۔

جناب سپیکر: سوالوں کے بارے میں آج تک نہیں کہا گیا کہ جا کر چیمبر میں مل لیں۔ اگر کسی معزز رکن کی طرف سے کوئی تحریک التوائے کار ہو تو اس کے بارے میں کہا جاتا ہے۔ سوال کا جواب تو ہمیشہ ایوان میں ہی دیا جاتا رہا ہے اور ایوان میں ہی آنا چاہئے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ: جناب سپیکر! میں ابھی موجودہ مثال دیتا ہوں کہ بگو صاحب نے

کچھ نام پوچھے لیکن ان کو یہ کہا گیا ہے کہ آپ کو یہ بعد میں بتا دیئے جائیں گے کہ وہ نام کیا ہیں۔

جناب والا! میں بھی ان کے نام جاننے کے لئے interested ہوں اس لئے اگر ہاؤس میں وہ نام بتا دیئے جائیں تو مجھے بھی پتا چل جائے گا کہ کون کون سے آدمی اس باڈی کے ممبر زہیں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ شیخ اعجاز صاحب! سوال کا نمبر پکار دیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! On his behalf سوال نمبر 6899 ہے۔ میری گزارش ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سال 04-2003 تا 05-2004 بیت المال کے فنڈز
اور ضلعی تقسیم سے متعلقہ تفصیل

*6899 **جناب سمیع اللہ خان:** کیا وزیر بیت المال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بیت المال کے فنڈز وفاقی حکومت پنجاب کو مہیا کرتی ہے۔ اگر ہاں تو مالی سال 04-2003 اور 05-2004 میں کتنی کتنی رقم وفاقی حکومت نے دی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت پنجاب ہر ضلع کو بیت المال سے فنڈز مہیا کرتی ہے۔ اگر ہاں تو مذکورہ عرصہ کے دوران ضلع گجرات، لاہور، سیالکوٹ، میانوالی، لیہ، ڈی جی خان، مظفر گڑھ، بہاولپور اور بہاول نگر کو کتنے کتنے فنڈز مہیا کئے گئے؟

وزیر بیت المال:

(الف) وفاقی حکومت پنجاب بیت المال کے لئے کوئی گرانٹ نہیں دیتی۔

(ب) یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب بیت المال کونسل کی وساطت سے ہر ضلعی بیت المال کمیٹی کو بیت المال فنڈز مہیا کرتی ہے۔ مالی سال 04-2003 اور 05-2004 کے دوران ضلع گجرات، لاہور، سیالکوٹ، میانوالی، لیہ، ڈی جی خان، مظفر گڑھ، بہاولپور اور بہاولنگر کو مہیا کئے گئے فنڈز کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	نام ضلعی بیت المال	2003-04 کے دوران دیئے گئے فنڈز	2004-05 کے دوران دیئے گئے فنڈز
1	گجرات	1,407,485.00	3,157,601.00
2	لاہور	4,212,465.00	9,057,409.00
3	سیالکوٹ	816,570.00	3,980,330.00
4	میانوالی	846,607.00	1,956,104.00
5	لیہ	899,621.00	2,030,654.00
6	ڈی جی خان	280,958.00	2,669,359.00
7		1,816,625.00	3,885,027.00
8		1,693,764.00	3,637,480.00
9		474,367.00	31,8,1546.00
		12,448,462.00	33,555,510.00

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! جز(ب) ملاحظہ فرمائیں کہ حکومت پنجاب ہر ضلع کو بیت المال سے فنڈ مہیا کرتی ہے اور اس میں تفصیل دی گئی ہے کہ ان ان اضلاع کو اتنے پیسے دیئے گئے ہیں۔ اس سوال میں تو صرف 9 اضلاع کے متعلق پوچھا گیا ہے لیکن اگر دیگر اضلاع بھی شامل کئے جائیں تو بہت زیادہ رقوم ہو جاتی ہیں۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس کو transparent بنانے کے لئے کہ حق دار کو اس کا حق پہنچے یہ کیا طریق کار adopt کرتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر بیت المال!

وزیر بیت المال: جناب سپیکر! یہ وہ اضلاع ہیں جو پوچھے گئے تھے۔ ہمارے ٹوٹل فنڈز سے 20 فیصد پورے پنجاب میں equal جاتے ہیں اور 80 فیصد population base ہوتی ہے اور ان کو چیک کرنے کے لئے ہر ضلع کے اندر ڈسٹرکٹ بیت المال کمیٹیز ہیں جن کے چیئرمین، وائس چیئرمین اور ممبران ہیں۔ ساتھ ساتھ گورنمنٹ سیکٹر سے ایک سیکرٹری، اکاؤنٹنٹ اور پورا عملہ ہے جو ان کی verification کرنے کے بعد حق دار لوگوں کو پیسے دیئے جاتے ہیں۔ اب ہم نے یہ سارا ریکارڈ ویب سائیڈ پر بھی دے دیا ہے تاکہ یہ transparent رہے اور کسی غیر مستحق شخص کو پیسے نہ دیئے جائیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ شیخ اعجاز احمد صاحب!

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں نے طریق کار کے متعلق پوچھا تھا تو انھوں نے کہا کہ

investigateکی جاتی ہے۔verificationکا مطلب تو یہ ہے کہ ہم کسی کوverification کرتے ہیں کہ آیا یہ بندہ درست ہے یا نہیں، اس کا طریق کار کیا ہے؟ انھوں نے ویب سائٹ کی بات کی ہے اور کہا ہے کہ 80 فیصد آبادی کی بنیاد پر ہے۔ اگر 80 فیصد آبادی کی بنیاد پر ہے تو وہاں پر دور دراز کے گاؤں میں جناب سپیکر ایک بندہ جو بالکل ان پڑھ ہے اور وہ غریب آدمی ہے جس کو یہ نہیں پتا کہ اس کا روزگار اس کو کیسے ملنا ہے اور کیسے اس نے اپنے بچوں کا پیٹ پالنا ہے تو وہ ویب سائٹ پر بیٹھ کر کیسے اس بات کوdetermineکرے گا اس کی تقسیم صحیح ہو رہی ہے یا نہیں۔ وہparticular طریقہ بتادیں جو سارے ایوان کو پتا چل سکے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر بیت المال!

وزیر بیت المال: جناب سپیکر! میں نے جیسے پہلے گزارش کی کہ ڈسٹرکٹ کا ایک چیئر مین ہوتا ہے اور اسی طرح دو لاکھ کی آبادی کی بنیاد پر ہمارا ایک ممبر ہوتا ہے۔ اسی طرح ڈسٹرکٹ بیت المال کمیٹی کے ممبرز ہوتے ہیں اور جس علاقے کا کوئی مستحق ہوتا ہے اس علاقے کے ممبر سے وہ اس بات کی تصدیق کرواکر لاتا ہے کہ واقعی یہdeserving personہے۔ تب اس کو کمیٹی کے اندر رکھا جاتا ہے پھر ایکscrutiny committeeہے جو اس کیverificationکرتی ہے۔ اس کے بعد ڈسٹرکٹ کمیٹی کے اندر اس کیس کوapproveکیا جاتا ہے اور اس کیallocationکی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جناب ارشد محمود بگو!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے کہا کہ حکومت پنجاب کی طرف سے ہر ضلع کو فنڈز فراہم کئے گئے ہیں اور اس کی تفصیل بھی انہوں نے دی ہے۔ 04-2003 کو انہوں نے 8 کروڑ 6 لاکھ روپے سیالکوٹ کو دیئے اور 05-2004 کو 39 کروڑ 80 لاکھ 33 ہزار روپیہ دیا۔ میرا ان سے ضمنی سوال یہ ہے کہ 2006 میں انہوں نے سیالکوٹ کو کتنے فنڈز مہیا کئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر بیت المال!

وزیر بیت المال: جناب سپیکر! میں نے جیسے پہلے گزارش کی ہے کہ ہمارا جو بجٹ ہے اس کی جو تقسیم ہے وہ اس طرح سے ہے کہ 20 فیصدequalتمام اضلاع کو جاتی ہے، 80 فیصد آبادی کی بنیاد پر دی جاتی ہے۔ اس سال جو 2006 میں ہمیں فنڈز ملے تھے اس حساب سے جتنا ان کاshareبنا وہ ہم نے

ان کو دے دیا ہے۔ یہ بڑا شفاف عمل ہے۔ جس طرح سیالکوٹ میں پہلے 8 کروڑ آیا ہے اب اس کے بعد 05-2004 میں وزیر اعلیٰ پنجاب نے اس محکمے کو جو ماضی کے اندر بالکل dead ہو گیا تھا جس کی افادیت ختم ہو گئی تھی کیونکہ سابق ادوار میں جو حکمران تھے ان کی شہ خرچیوں پر اور ان کی جیبوں کی نذر ہوتا تھا۔ اس محکمے کو independent بنا کر خالصتاً غریب نادار بے سہارا یتیم بچے بچیوں کے لئے کام کر رہا ہے اس کو ہم نے موثر بنایا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اس کے فنڈز بھی بڑھائے اور پچھلے سال جو ہم نے disburse کئے ہیں وہ ساڑھے سترہ کروڑ کئے ہیں۔ اس سال وزیر اعلیٰ پنجاب نے اس کے فنڈز میں مزید اضافہ بھی کیا ہے۔ اس کی جو exact allocation ہے اس کا جو share ہے اس کے حساب سے ان کو مل گئی ہو گی۔

جناب سپیکر: شکریہ

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا! انہوں نے اتنی لمبی گردان سنادی ہے جب یہ حکومت جائے گی اور اگلی حکومت آئے گی وہ بھی اسی طرح کہے گی کہ جو پہلی حکومت تھی اس نے لوٹ مار کی عیاشیاں کیں اور ہم نے یہ کام کیا ہے۔ میں نے تو ان سے specific question یہ کیا تھا کہ جو share انہوں نے determine کئے اس میں سے سیالکوٹ کا کتنا share ہے۔ یہ بتا دیں کہ ڈسٹرکٹ سیالکوٹ کو 2006 میں کتنا share دیا ہے؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں exact figure تو یاد نہیں ہوں گے۔ وزیر صاحب آپ کے ذہن میں کوئی exact figures ہیں؟

وزیر بیت المال: جناب والا! ویسے یہ fresh question بنتا ہے میں پھر بھی ان کو بتا دیتا ہوں۔ سیالکوٹ کو اس سال 45 لاکھ روپیہ دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: سید احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ڈی جی خان کو 2 لاکھ 80 ہزار 958 روپے 04-2003 میں دیئے گئے۔ اس کے بعد 05-2004 میں ڈی جی خان کی رقم 26 لاکھ 59 ہزار 59 روپے کر دی گئی۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ 2 لاکھ 80 ہزار روپے سے بڑھا کر 26 لاکھ 59 ہزار روپے کر دی گئی۔ یہ کس ratio سے بڑھی ہے انہوں نے جو فرمایا ہے کہ آبادی کی بنیاد پر رقم بڑھاتے ہیں۔ ڈی جی خان میں اس تیزی سے آبادی میں اضافہ ہوا ہے یا کوئی اور وجہ ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔وزیر بیت المال!

وزیر بیت المال: جناب والا!میں نے جیسے پہلے گزارش کی تھی کہ پہلے اس کا بجٹ بالکل کم ہوتا تھا جب سے اس کو independent کیا گیا اس کا بجٹ بھی وزیر اعلیٰ پنجاب نے enhance کر دیا ہے۔اس وجہ سے ڈی جی خان کا share بڑھ گیا ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال سردار پرویز حسن نکئی صاحب!۔۔۔تشریف نہیں رکھتے سوال dispose of کیا۔۔۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا!On his behalf۔

جناب سپیکر: نمبر پکاریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا!سوال کا نمبر 7473 ہے اور جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں کوآپریٹو بنک کی شاخوں، سٹاف
اور قرضہ جات سے متعلقہ تفصیل

*7473 سردار پرویز حسن نکئی: کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کوآپریٹو بنک پنجاب میں کتنا عملہ کام کر رہا ہے۔اس کی صوبہ بھر میں ضلع وار کتنی شاخیں ہیں۔ بنک ہذا کس شرح سود پر کسانوں کو قرضے فراہم کرتا ہے۔کیا حکومت شرح سود کو دو تا چار فیصد کرنے کے لئے تیار ہے اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

(ب) صوبہ بھر میں بنک ہذا نے گزشتہ تین سالوں میں کتنا قرضہ فراہم کیا اور کتنی مالیت کی رقوم/قرضہ جات گزشتہ پانچ سالوں میں معاف کئے گئے مکمل تفصیلات ضلع اور تحصیل وار فراہم کی جائیں؟

وزیر امداد باہمی:

(الف) پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ میں 1688 افراد پر مشتمل عملہ کام کر رہا ہے جبکہ اس کی صوبہ بھر میں 159 شاخیں ہیں۔(ضلع وار شاخوں کی تفصیل تتمہ(الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) بنک ہذا اس وقت 15 فیصد مارک اپ پر قرضہ جات جاری کر

رہا ہے، چونکہ بنک ہذا کو اپنے وسائل کے لئے سٹیٹ بنک آف پاکستان کی کریڈٹ لائن پر انحصار کرنا پڑتا ہے اور سٹیٹ بنک آف پاکستان بنک سے GOP ٹریژری بلز کی شرح سے سروس چار جز وصول کرتا ہے اور گزشتہ ایک برس سے ٹریژری بلز کے ریٹ میں اضافے کا رجحان ہے اس لئے بنک بھی شرح مارک اپ بڑھانے پر مجبور ہے۔ سٹیٹ بنک آف پاکستان کی طرف سے چار جز میں کمی کی صورت میں بنک شرح سود میں کمی کے لئے تیار ہے۔

(ب) صوبہ بھر میں بنک ہذا کی شاخوں سے گزشتہ تین سالوں میں فراہم کردہ قرضہ جات مبلغ -/19969113074 روپے کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

گزشتہ پانچ سالوں میں معاف کئے گئے قرضہ جات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام مقروض	ضلع	رقم معاف کی گئی	سال	تفصیل
1	محمد حسین قادری	اٹک	276980.65	2001	پراناقرضہ سنٹرل
	کوآپریٹو بنک				
2	شیخ کرامت اللہ	گجرات	50514.50	2002	پراناقرضہ

سنٹرل کوآپریٹو بنک

یہاں اس امر کا ذکر کرنا ضروری ہے کہ مذکورہ بالا قرضہ جات سنٹرل کوآپریٹو بنک (سال 1976) سے پہلے کے ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے اس میں لکھا ہے کہ گزشتہ تین سال میں یعنی اربوں روپے کی رقم انہوں نے disperse کی ہے۔ عملی طور پر پوزیشن یہ ہے کہ عرصے سے کچھ کوآپریٹو سوسائٹیز رجسٹرڈ ہیں اور وہ اس رقم سے استفادہ کرتی ہیں جو بنک انہیں دیتا ہے۔ جب سال کا اختتام آتا ہے عملی طور پر بنک کے خزانے میں رقم جمع نہیں ہوتی اور کاغذی طور پر اس میں آمد بھی ہو جاتی ہے اور اس کی روانگی بھی ہو جاتی ہے۔ بنک کا عملہ اس میں سے پندرہ بیس ہزار یا جتنا بھی ان کا آپس میں طے ہو جاتا ہے مقروض اور بنک کا عملہ وہ رقم دے کر معاملہ ختم کروا دیتے ہیں اور یہ مستقل طور پر چل رہا ہے۔ اس کے لئے محکمے نے کیا سد باب کیا ہے اور کیا نئی سوسائٹیوں کو رجسٹرڈ کرنے کا کوئی پروگرام ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر امداد باہمی!

وزیر امداد باہمی: جناب سپیکر! یہ محترم فاضل رکن کی ایک observation ہے کہ اس طریقے سے adjustment ہو رہی ہے اگر کوئی specific case وہ اس قسم کا ہمارے سامنے لاتے ہیں جس میں کوئی corruption ہوئی ہے تو ہم اس پر واقع ایکشن لیں گے۔ جہاں تک نئی سوسائٹیز کی رجسٹریشن کا تعلق ہے اس پر وزیر اعلیٰ صاحب نے پابندی لگائی ہوئی ہے اور اب چونکہ ایک نیا کوآپریٹو بل بھی پاس ہو چکا ہے اس کے بعد ہم وزیر اعلیٰ صاحب کو عرض کریں گے کہ اس پر غور کریں اور پابندی اٹھالیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ سید احسان اللہ وقاص!

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک جو ہے اس کے حوالے سے تمام کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیز پر پابندی ہے کہ وہ اپنے اکاؤنٹس پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک کے ساتھ لازماً maintain کریں۔ ایک تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس پابندی پر کتنا عملدرآمد کروایا جارہا ہے۔ دوسرا میرا سوال یہ ہے اور اسی کا حصہ ہے کہ 15 فیصد مارک اپ پر یہ قرضے جاری کرتے ہیں اور اس کے جواب میں ایک دفعہ فاضل وزیر نے یہ بھی فرمایا تھا کہ چونکہ ہمیں سٹیٹ بنک سے کافی loaning کرنی پڑتی ہے اور ان سے لے کر ہم آگے دیتے ہیں تو اس وجہ سے مارک اپ بہت زیادہ بڑھ جاتا ہے تو ہمارا بھی مارک اپ بڑھ جاتا ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ بنک خود جو لوگوں کی savings اپنے پاس رکھتا ہے اس کا کتنے فیصد utilize ہوتا ہے اور سٹیٹ بنک سے کتنی loaning کر کے اس کی utilization کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ وزیر امداد باہمی!

وزیر امداد باہمی: جناب سپیکر! جہاں تک سٹیٹ بنک کی loaning کا تعلق ہے وہ تو میں عرض کر دیتا ہوں کہ وہ 8-ارب سے 10-ارب روپے تک ہے جو ہم ایگریکلچر سیکٹر میں دیتے ہیں۔ جہاں ٹوٹل رقم کا تعلق ہے وہ ایگریکلچر سیکٹر میں سٹیٹ بنک دیتا ہے وہی disperse ہو جاتی ہے، وہی ہم سٹیٹ بنک کو قسطوں میں واپس کر دیتے ہیں۔ یہ جو باقی رقم ہے یہ تو negligible ہے جس کا یہ ذکر کر رہے ہیں۔ ہاؤسنگ سوسائٹیز پر بھی ایسی پابندی نہیں ہے انہوں نے مختلف بنکوں میں اپنے اکاؤنٹس کھولے ہوئے ہیں ضروری نہیں ہے کہ ان تمام کے اکاؤنٹس پراونشل کوآپریٹو بنک میں ہوں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔اگلا سوال حاجی محمد اعجاز صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! on his behalf سوال نمبر 7458 جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور میں قائم دارالامان، رہائشی خواتین، دستیاب سہولیات اور متعلقہ دیگر تفصیلات

*7458 **حاجی محمد اعجاز:** کیا وزیر سماجی بہبود از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور میں کتنے دارالامان ہیں، یہ کس کس جگہ ہیں؟

(ب) ہر دارالامان کتنے کمروں پر مشتمل ہے، تفصیل الگ الگ دی جائے؟

(ج) اس وقت ہر دارالامان میں رہائش پذیر خواتین کی تعداد کتنی ہے، تفصیل الگ الگ دی جائے؟

(د) ان میں رہائش پذیر خواتین کو کیا سہولیات فراہم کی جاتی ہیں؟

(ہ) کیا ان میں رہائش پذیر خواتین سے کوئی پیسے ماہانہ وصول کئے جاتے ہیں تو کتنے اور کس کس مد میں؟

(و) ان کے سال 2004 اور 2005 کے خرچ کی تفصیل علیحدہ علیحدہ فراہم کی جائے؟

وزیر سماجی بہبود:

(الف) ضلع لاہور میں محکمہ سماجی بہبود کے زیر انتظام صرف ایک دارالامان واقع شیرا کوٹ بالمقابل رہبر ٹریلور زبند روڈ لاہور کام کر رہا ہے۔

(ب) دارالامان میں کل کمروں کی تعداد 16 ہے جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔	رہائشی کمرے	12
2۔	انتظامی دفاتر	02
3۔	کامن رومز/ہال	01
4۔	رہائش سپرنٹنڈنٹ	01

(ج) اس وقت دارالامان میں رہائش پذیر خواتین کی تعداد 29 ہے جن کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) دارالامان میں رہائش پذیر خواتین کو کھانا پینا، مذہبی تعلیم، تفریحی اور مختصر مدت کے تربیتی کورسوں کی سہولیات فراہم کی جاتی ہیں۔

(ہ) ان میں رہائش پذیر خواتین سے کوئی ماہانہ خرچہ وصول نہیں کیا جاتا۔

(و) دارالامان میں سال 2004 کے دوران کل -/5,31,000 روپے اخراجات ہوئے جبکہ دسمبر 2005 تک کل اخراجات -/233040 روپے ہو چکے ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ لاہور میں جو دارلامان ہے کیا یہ خالصتاً محکمہ سماجی بہبود ہی چلا رہا ہے یا کسی این جی او کی بھی خدمات حاصل کی گئی ہیں یا محکمہ اس بات پر تیار ہے کہ کوئی اچھی شہرت رکھنے والی این جی اواس میں ان کے ساتھ اس کے انتظامات میں partnership کرنا چاہے تو کیا یہ اس کے لئے تیار ہوں گے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر سماجی بہبود!

وزیر سماجی بہبود: جناب سپیکر! اس وقت تک یہ دارالامان خالصتاً محکمہ سماجی بہبود چلا رہا ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور دارلامان ہے جو انجمن حمایت الاسلام والے اپنے طور پر چلاتے ہیں۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ کوئی این جی او انتظامات میں partnership کرنا چاہے تو میں یہ عرض کروں گا کہ اس وقت offhand میں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ جب اس سلسلے میں کوئی proposal آئے گی تو اس کو examine کیا جائے گا۔ جہاں تک انہوں نے partnership کا کہا ہے اس بارے میں اس وقت تو offhand کچھ نہیں کہا جا سکتا اگر کوئی این جی او اپنی proposal لائے گی تو اس کو review کر لیا جائے گا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، next ہے محترمہ طلعت یعقوب صاحبہ!

MISS TALLAT YAQOOB: Mr. Speaker! Answer to be taken as read. Question No. 7678

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ملتان و پاکپتن میں خواتین کی پلاسٹک سرجری کے لئے فنڈز کا اجراء

*7678 محترمہ طلعت یعقوب: کیا وزیر بیت المال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ملتان اور پاکپتن کے اضلاع سے تعلق رکھنے والی دو خواتین کے پلاسٹک سرجری کے کیس زیر کارروائی ہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو یہ کیس کب سے زیر کارروائی ہیں اور کب تک ان دونوں خواتین کو رقم فراہم کر دی جائے گی؟

وزیر بیت المال:

(الف،ب) ضلع ملتان اور پاکپتن سے تعلق رکھنے والی کسی بھی عورت کا پلاسٹک سرجری کیس ڈسٹرکٹ بیت المال کمیٹی، ملتان اور پاکپتن میں زیر کارروائی نہ ہے۔

محترمہ طلعت یعقوب: میرے سوال 7678 کے جواب میں کہا گیا ہے کہ ضلع ملتان اور پاکپتن سے تعلق رکھنے والی کسی بھی خاتون کا پلاسٹک سرجری کیس ڈسٹرکٹ بیت المال ملتان اور پاکپتن میں زیر کارروائی نہ ہے جبکہ سوال نمبر 3224 جو کہ 22۔نومبر 2005 کو پوچھا گیا تھا اس میں کہا گیا تھا کہ سال 03-2002 کے دوران تشدد کا شکار ہونے والی کسی خاتون نے پلاسٹک سرجری کے لئے بیت المال سے امداد حاصل نہیں کی تاہم ملتان اور پاکپتن کے اضلاع سے تعلق رکھنے والی دو خواتین کے کیس زیر کارروائی ہیں یعنی سوال نمبر 3224 کے جواب میں کہا گیا تھا کہ دو خواتین کے کیس زیر کارروائی ہیں جبکہ میرے سوال میں کہا گیا ہے کہ زیر کارروائی نہ ہیں۔اس ضمن میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ آیا سوال نمبر 3224 کا جواب درست ہے یا میرے اس سوال کا جواب درست ہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر بیت المال!

وزیر بیت المال: جناب سپیکر! ان کی بات بالکل درست ہے۔انہوں نے جب پہلے question کیا تھا اس وقت ہمارے پاس دو کیس pending تھے اور ان کو ہم نے 10/10 ہزار روپے کے چیک ایک نشتر ہسپتال اور دوسرا ڈی ایچ کیو پاکپتن میں داخل مریضوں کی مالی امداد کی تھی۔اب ہمارے پاس کوئی کیس pending نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔جناب ارشد محمود بگو!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! ڈیپارٹمنٹ ہر سوال کا جواب اس انداز سے دیتا ہے کہ اس سے کوئی واضح صورتحال سامنے نہیں آتی۔ اب اگر محترمہ طلعت یعقوب انہیں اس سوال کا reference نہ دیتیں تو منسٹر صاحب نے کہہ دینا تھا کہ یہ بالکل درست ہے کہ وہاں پر اس نام کی دو ایسی خواتین موجود نہیں ہیں لہذا ڈیپارٹمنٹ کو ہدایت کی جائے کہ وہ جواب دیتے وقت یہ تو کہہ سکتے تھے کہ یہ دو خواتین وہاں پر موجود تھیں ان کا علاج ہو چکا ہے اور وہ جا چکی ہیں۔ اب انہوں نے کہا ہے کہ ان ناموں کی کوئی دو خواتین یہاں پر موجود ہی نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب! ان کی بات ٹھیک ہے کہ جواب میں پہلے ہی detail آ جانی چاہئے۔

وزیر بیت المال: جناب سپیکر! میں اس میں گزارش کروں کہ اس سوال میں پوچھا گیا ہے کہ زیر کارروائی ہیں، زیر کارروائی تو کوئی نہیں ہے ہمارا وہ جواب تو ٹھیک ہے۔ پہلے جو سوال آیا تھا انہیں ہم نے 10,10 ہزار روپے کے چیک دے دیئے تھے اس وقت کوئی کارروائی under process نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ اگلا سوال ملک محمد اقبال چنڑ صاحب کا ہے۔

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب سپیکر! سوال نمبر 7821۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سال 2003 تا 2005، کوآپریٹو بنک بہاولپور سے جاری قرضہ جات کی تفصیل

*7821 **ملک محمد اقبال چنڑ:** کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

کوآپرٹیو بنک بہاولپور نے 2003 سے 2005 تک کتنے لوگوں کو کتنا کتنا قرض دیا ہے، قرض خواہوں کے نام، پتا اور حاصل شدہ قرض کی تفصیل بتائیں اور کتنے لوگ defaulter ہیں ان کی تفصیل بتائیں؟

وزیر امداد باہمی:

کوآپرٹیو بنک بہاولپور نے 2003 سے 2005 تک 5842 لوگوں کو مبلغ -/156260750 روپے کا قرضہ فراہم کیا ہے، فراہم کردہ قرضہ کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	تفصیل قرضہ	تعداد مقروضان	رقم قرضہ
1۔	زرعی قرضہ	5574	مبلغ-/13,21,10,950روپے
2۔	قرضہ برائے خرید ٹریکٹر (سوسائٹی)	18	مبلغ-/72,46,600روپے
3۔	قرضہ برائے خرید ٹریکٹر (انفرادی)	16	مبلغ-/53,57,400روپے
4۔	قرضہ برائے لائیوسٹاک (انفرادی)	42	مبلغ-/43,07,000روپے
5۔	قرضہ برائے لائیوسٹاک (سوسائٹی)	2	مبلغ-/2,70,000روپے
6۔	ایس ٹی ریوالونگ لائیوسٹاک (سوسائٹی)	1	مبلغ-/99,000روپے
7۔	قرضہ برائے خرید کمپیوٹر	59	مبلغ-/29,23,600روپے
8۔	قرضہ بعوض سونے کے زیورات	130	مبلغ-/39,46,200روپے
	میزان کل	5842	مبلغ-/15,62,60,750روپے

قرض خواہوں کے نام، پتا اور حاصل شدہ قرض کی تفصیل تتمہ (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ڈیفالٹرز کی کل تعداد55ہے اور کل قابل وصول رقم مبلغ -/31,40,450روپے ہے، جس کی تفصیل تتمہ (ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر:کوئی ضمنی سوال؟

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے اپنے جواب میں بتایا کہ 55 defaultersہیں۔کیا وہ chronicقسم کے defaultersہیں یا عام defaultersہیں یا جن افسران نے recoveryنہیں کی، محکمہ ان کے خلاف کیا کارروائی کرنا چاہتا ہے؟

جناب سپیکر: جی،وزیر امداد باہمی!

وزیر امداد باہمی: جناب سپیکر!defaultersکی لسٹ پیش کر دی گئی ہے اور انہوں نے chronicکی ایک نئی اصطلاح نکال دی،جوdefaulterہے وہ defaulterہےاس نے بنک کا پیسا دینا ہے اور ہم نےrecoverکرنا ہے۔محکمے والے کوشش کر رہے ہیں اور recovery proceedings under land revenue actجاری ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔جی،

ملک محمد اقبال چنڑ:جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ تھا کہ ان کے خلاف محکمے نے کیا کارروائی کی ہے اور جن افسران نے recoveryنہیں کی محکمہ ان کے خلاف کیا کارروائی کرنا چاہتا ہے۔

وزیر امداد باہمی: جناب سپیکر!جوrecoveryہو چکی ہے وہ بھیreflect کرتی ہے اور outstandingبھی ادھر موجود ہے اور اگر ان کو محکمے کے کسی افسر کے متعلق شکایت ہے کہ اس

نے کوتاہی کی ہے تو ہم اس کے خلاف کارروائی کریں گے۔

جناب سپیکر: سید احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ نمبر شمار 7 میں یہ فرمایا گیا کہ قرضہ برائے خرید 59 کمپیوٹرز۔ ان کمپیوٹرز کی خرید کے لئے بہت بڑی رقم ہے یعنی -/2923600 روپے۔ 8 ہزار روپے کا ایک کمپیوٹر آتا ہے تو انہوں نے ان کمپیوٹرز کی خرید پر 29 لاکھ روپیہ کیسے لگا دیا؟

جناب سپیکر: جی، وزیر امداد باہمی!

وزیر امداد باہمی: جناب سپیکر! یہ ایک سپیشل سکیم ہے جو پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک نے پنجاب گورنمنٹ کے ملازمین کے لئے کی ہوئی ہے اور یہ 59 کمپیوٹرز خریدے گئے ہیں۔ پتا نہیں احسان اللہ وقاص صاحب 8 ہزار کا کمپیوٹر کہاں سے خرید کر دیتے ہیں۔ یہ اچھی کوالٹی کے کمپیوٹرز ہیں جس آدمی نے خریدا ہے اس کی مرضی ہے وہ کون سا کمپیوٹر خریدتا ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ Next ہے سردار پرویز حسن نکئی صاحب! تشریف فرما نہیں ہیں۔ question dispose of ہوا۔ Next ہے محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! سوال نمبر 7728 جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

حویلی لکھا تحصیل دیپالپور میں بیت المال کے فنڈز کی تقسیم

*7728 **محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری**: کیا وزیر بیت المال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حویلی لکھا، تحصیل دیپالپور، میں سال 2005 میں بیت المال کے جہیز فنڈ سے کتنی یتیم بچیوں کو کتنا کتنا جہیز فنڈ مہیا کیا گیا؟

(ب) 2005 میں بیت المال فنڈز سے حویلی لکھا ضلع اوکاڑہ کے کتنے غریب، نادار لوگوں کو فنڈز دیا گیا اور کس شرح سے، علیحدہ علیحدہ آگاہ کریں؟

وزیر بیت المال:

(الف) سال 2005 میں ضلعی بیت المال کمیٹی اوکاڑہ سے جہیز فنڈ کی مد میں تحصیل دیپالپور کے 17 افراد کو مبلغ -/56,500 روپے کی مالی امداد دی گئی، تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سال 2005 میں ضلعی بیت المال کمیٹی اوکاڑہ سے 65 افراد کو مبلغ -/1,33,500 روپے کی مالی امداد دی گئی جو کہ تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! منسٹر صاحب سے میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ میں نے کچھ مہینے پہلے Resolution پیش کیا تھا کہ جہیز فنڈ کی رقم کو 5 ہزار روپے سے بڑھا کر 10 ہزار روپے کر دیا جائے۔ جس پر وزیر صاحب نے on the floor of the House commitment کی تھی کہ اس کو بڑھا دیا گیا ہے تو جو لسٹ میرے پاس ہے اس کے مطابق کسی شخص کو بھی 10 ہزار روپے جہیز فنڈ نہیں ملا تو میں ان سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ سب کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر بیت المال!

وزیر بیت المال: جناب سپیکر! محترمہ نے ہاؤس کے اندر ایک requisition پیش کی تھی اس میں ہم نے commitment دی تھی اس کا جواب ہم نے سوال نمبر 7907 کے اندر بھی دیا ہوا کہ جہیز فنڈ 10 ہزار ہے۔ جہاں تک ان کے سوال کی بات ہے کہ لسٹ میں کسی کو بھی 10 ہزار نہیں ملا۔

جناب سپیکر! problem یہ ہے کہ فنڈز کی کمی کی وجہ سے needy لوگ زیادہ ہوتے ہیں ان سب کو accommodate کرنے کے لئے ایسا کرنا پڑتا ہے۔ ہماری زیادہ سے زیادہ شرح 10 ہزار ہی ہے۔ ہم 10 ہزار دیتے ہیں اور اگر درخواست گزار زیادہ ہو جائیں تو اس کو پھر کم کر کے سب پر equally divide کر دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ منسٹر صاحب نے بڑا عجیب سا جواب دیا۔ میرے پاس 17 افراد کی جو لسٹ موجود ہے ان میں ایک محمد حسین صاحب ہیں انہیں -/7500 روپے جہیز فنڈ دیا گیا ہے باقی mostly لوگوں کو 2/2 ہزار روپے جہیز فنڈ دیا گیا ہے تو مجھے

صرف یہ بتادیں کہ محمد حسین صاحب کے پاس ایسا کیاcriteria تھا کہ ان کو-/7500روپے دے دیا گیااور باقی لوگوں کو2/2ہزار روپے دیا گیااس کا مطلب یہ ہے کہ جوcommitment کی گئی تھی کہ 10ہزار روپے جہیز فنڈ دیا جائے گا وہ غلط ہے یعنی پھر آپ یہ مت کہیں کہ ہم نے جہیز فنڈ10ہزار روپے کر دیا ہے اس سےsense یہ آتی ہے کہ کم از کم جہیز فنڈ10ہزار روپے ہو گا۔

جناب سپیکر!10ہزار روپے کوئی اتنی رقم نہیں ہے اس سے بہت زیادہ جہیز خریدا جا سکے۔ایک طرف آپ کہتے ہیں کہ 10ہزار روپے کر دیا ہے اور دوسری طرف آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ اس ملک میں غربت بہت ہے اور بہت سی بچیوں کی شادیاں ہونے کے مسائل ہیں تو یہ کیا طریقہ ہے کہ ایک تو آپ کہہ رہے ہیں کہ 10 روپے ہزار کر دیا ہے اور دوسری طرف آپ کسی کو بھی 10ہزار روپے نہیں دے رہے ہیں اور جس ایک کو-/7500روپے دیا گیا ہے اس کا کیاcriteria تھا جو باقی لوگوں کو2/2ہزار روپیہ دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔جی،منسٹر بیت المال!

وزیر بیت المال: جناب سپیکر!میں نے پہلے جیسے گزارش کی ہے کہ ہماری upper limit Rs.10 thousand rupeesہے اگر لوکل کمیٹی میں درخواستیں زیادہ آ جائیں تو اس کا فیصلہ لوکل کمیٹی کرتی ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس سے استفادہ حاصل کر سکیں اس لئے فنڈز کی کمی کی وجہ سے ہم چاہتے ہیں کہ لوگوں کو نہ دینے کی بجائے کچھ نہ کچھ دے دیا جائے اور ضرورت کے مطابق انہیںfacilitate کر دیا جائے اور اس کا فیصلہ بھی لوکل ڈسٹرکٹ بیت المال کرتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر!میں نے سوال یہ کیا تھا کہ محمد حسین صاحب کو -/7500 روپے دیا گیا ہے یہ کسcriteria پر دیا گیا ہے اور جن صاحب کو2 ہزار روپے فنڈ دیا گیا ہے یہ کسcriteria پر دیا گیا ہے اور یہdiscrimination کس وجہ سے ہے؟

جناب سپیکر: جی،منسٹر بیت المال!

وزیر بیت المال: جناب سپیکر!میں نے جیسے پہلے گزارش کی ہے کہ یہ لوکل کمیٹی کا فیصلہ ہوتا ہے کہ وہcase to caseاس کی انکوائری اور اس کے اوپر فیصلہ کرتے ہیں کہ کس کو کتنا دینا ہے اور کس کو کتنا نہیں دینا۔ہو سکتا ہے کہ اس کےcircumstances کیا ہوں مجھے اس کیس کیdetail کا نہیں

پتا۔ اگر محترمہ چاہتی ہیں تو Fresh Question دے دیں تو میں اس کی detail بھی محترمہ کو پیش کر دوں گا۔

جناب سپیکر: محترمہ! وزیر صاحب فرما رہے ہیں کہ upper limit Rs. 10 thousand ہے باقی مقامی کمیٹی کی صوابدید پر ہے کہ کسی کو دو، تین یا چار ہزار دیتے ہیں۔ یہ ان کی صوابدید ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں چاہ رہی تھی کہ وزیر صاحب اس پوائنٹ پر آ جائیں، جس پر وہ آ گئے ہیں کہ یہ ذاتی پسند اور ناپسند کیا ان کمیٹیوں میں count کرتی ہے۔ یہاں پر کسی کے لئے کوئی طریق کار نہیں ہے۔ میری اطلاع میں ہے کہ لوگ رل جاتے ہیں اور یہ جو 17 افراد خوش قسمت ہیں۔ ان میں سے اکثر وہ ہیں جو ان کی کمیٹیوں کے پسندیدہ افراد ہیں۔ ان میں مستحق لوگ بہت کم ہیں۔ میں یہ کہنا چاہوں گی کہ محمد حسین صاحب جن کو -/7500 روپیہ دیا گیا ہے۔ یہ اوکاڑہ کی بااثر سیاسی شخصیت کی چٹ پر ملا ہے اور بشیر احمد صاحب جن کا لسٹ میں دوسرا نمبر ہے ان کو دو ہزار روپیہ دیا ہے۔

جناب سپیکر! یہ صرف اوکاڑہ کی بات نہیں ہے بلکہ پورے پنجاب میں یہی طریق کار ہے کہ کمیٹیوں کے جو ممبران ہیں۔ ان کی ذاتی پسند اور ناپسند پر جہیز فنڈ ملتا ہے۔ کسی بھی مستحق بندے کو جہیز فنڈ نہیں ملتا۔ اس پر سب اچھا کی رپورٹ دے کر وزیر صاحب بھی مطمئن ہیں اور ان کا محکمہ بھی مطمئن ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ سید ناظم حسین شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ پوچھوں گا کہ کیا ان کے زیر نظر کوئی ایسی تجویز ہے کہ جو discretion کا طریق کار ہے، It is an act of injustice. جہاں بھی discretion استعمال ہو گی تو وہ ایک آدمی کی پسند اور ناپسند پر آ جائے گی۔ یہ ایسی تجویز اور قانون کیوں نہیں بناتے کہ جب بھی کوئی جہیز فنڈ کے لئے درخواست دے تو fix رقم ہو چاہے دس ہزار روپے ہو یا پانچ ہزار روپے ہو۔ ویسے بھی ان کو آج کل مہنگائی کے زمانے میں reasonable کرنا چاہئے۔ یہ fix کر دیں کہ یہ نہ ہو کہ کسی کو دو ہزار روپے ملیں اور کسی کو سات ہزار روپے ملیں۔ کیا ایسی کوئی تجویز یہ لانا چاہتے ہیں؟

وزیر بیت المال: جناب سپیکر! میں نے جس طرح پہلے گزارش کی ہے کہ محترمہ نے بھی کہا کہ وہاں

پسند ناپسند ہے، ہرگز ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ ہم نے کمیٹی میں سماجی کارکن، دیانتدار اور ایماندار لوگوں کوappoint کیا ہوا ہے اور پوری جمہوری طریقے سے وہ پوری کمیٹی بیٹھتی ہے۔ اس کی ایک سب کمیٹی ہے جو سکروٹنی کمیٹی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب کا سوال ہے کہ کیا ایسی تجویز آپ کے زیر غور ہے کہ سب کو برابری کی سطح پر مقامی کمیٹی جہیز فنڈ تقسیم کرے؟

وزیر بیت المال: جناب سپیکر! فی الحال تو ایسا نہیں ہے۔ ہم لوگ چاہتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو فائدہ ہو۔ اگرfix کر لیں گے تو بہت کم لوگ اس میں آ سکیں گے۔ اس طرح اگر ہم پورا نہیں دے سکتے تو کسی کو دس نہیں تو پانچ ہزار روپیہ تو مل رہا ہے۔ اس طرح وہ پانچ ہزار روپے سے بھی محروم ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: ان کا مقصد ہے کہ اگر پانچ ہزار روپے ملے تو سب کو پانچ ہزار روپے ملے۔ اگر دو ہزار روپے ملے تو سب کو دو ہزار روپے ملے۔ یہ اچھی تجویز ہے۔ آپ اس پر غور کریں۔

وزیر بیت المال: ہم اس تجویز کوconsider کریں گے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ) صاحب کا ہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سوال نمبر 7906۔

پراونشل کوآپریٹو بنک، 2002 تا حال۔ ڈیفالٹرز کی تعداد

*7906 **چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ):** کیا وزیر امداد باہمی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) یکم جنوری 2002 سے آج تک پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک نے جن افراد کا قرضہ معاف کیا ان کی تفصیل دی جائے؟

(ب) اس عرصہ کے دوران کتنے افراد کا قرضہ ری شیڈول کیا گیا ہے؟

(ج) اس وقت بنک کےdefaulters کی تعداد مع رقم کی تفصیل دی جائے؟

(د) ضلع پاکپتن میں موجودہ ڈیفالٹرز کے نام، پتاجات اور رقم کی تفصیل دی جائے؟

وزیر امداد باہمی:

(الف) یکم جنوری 2002 سے آج تک پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک نے صرف ایک مقروض کا قرض معاف کیا ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نام مقروض	ضلع	معاف کی گئی رقم	سال
شیخ کرامت اللہ	گجرات	50,514.50	2002

یہاں اس امر کا ذکر کرنا ضروری ہے کہ مذکورہ بالا قرضہ سنٹرل کوآپریٹو بنک 1976 سے پہلے کا ہے اور اس کی منظوری بنک ہذا کے بورڈ آف ڈائریکٹرز نے زیر ریزولوشن نمبر 12 مورخہ 28-11-1998 کو دی۔

(ب) پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک نے آج تک کسی کا قرضہ ری شیڈول نہیں کیا تاہم قرض خواہوں کی سہولت کے لئے بنک وقتاً فوقتاً ریکوری پیکیج کے ذریعے اپنے وسائل سے پرانے رکے ہوئے قرضہ جات پر کسانوں کو سود میں 50 سے 100 فیصد معافی نیز قرضہ کی واپسی بذریعہ اقساط کی سہولت فراہم کرتا رہتا ہے۔

(ج) اس وقت بنک ہذا کے ڈیفالٹرز کی تعداد 23394 ہے اور رقم مبلغ -/2170045226 روپے ہے۔

(د) ضلع پاکپتن میں 373 مقروضان ڈیفالٹرز کے ذمہ کل مبلغ -/30197218 روپے واجب الادا ہیں۔

اصل	مبلغ -/2,21,33,475 روپے
مارک اپ	مبلغ -/80,63,743 روپے
میزان	مبلغ -/3,01,97,218 روپے

جس کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ میرا ضمنی سوال ہے کہ ہمارے محکمے نے یہ جواب دیا ہے کہ یکم جنوری سے لے کر صرف ایک آدمی کا قرضہ معاف ہوا ہے لیکن آج تک کسی کا ریشیڈول نہیں کیا گیا جبکہ ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ تاہم قرض خواہوں کی سہولت کے لئے بنک وقتاً فوقتاً ریکوری پیکج کے ذریعے اپنے وسائل سے پرانے رکے ہوئے قرضہ جات پر کسانوں کو سود میں 50 فیصد سے لے کر 100 فیصد معافی نیز قرضہ کی واپسی بذریعہ اقساط کی سہولت مہیا کرتا ہے۔

جناب سپیکر! یہ میرا ضمنی سوال ہے کہ کیا یہ بات ہمارے ان ڈیفالٹرز کو encourage کرنے کے لئے نہیں ہے کہ جو قرضہ نہ دیں اور پانچ دس سال بعد وہ معافی بھی لے لیں اور اقساط بھی کرالیں، کیا حکومت اس سلسلے میں کوئی پالیسی بنانا چاہتی ہے کہ جو وقت پر قرضہ ادا کرتے ہیں، ان کو یہ سہولت دی جائے، اگر پرانے رکے ہوئے قرضوں پر 100 فیصد سود معاف ہو سکتا ہے تو وقت پر

ادا کرنے والوں کو یہ سہولت کیوں نہیں دی جاتی۔

جناب سپیکر: وزیر امداد باہمی!

وزیر امداد باہمی: جناب سپیکر! سوال میں بڑا واضح طور پر بتایا گیا ہے کہ قرضہ معاف اور ریشیڈول کرنے میں فرق ہے۔ اسی طرح جب chronic قسم کے کیس آ جاتے ہیں کہ لوگ ڈیفالٹر ہو جاتے ہیں تو ان کے لئے recovery package مروجہ طریق کار کے مطابق دیتے ہیں جس پر تمام بنک عمل کرتے ہیں، کچھ عرصے بعد ڈیفالٹروں کو دیا جاتا ہے تاکہ بنک کا پھنسا ہوا پیسا واپس لیا جائے۔ اس package میں ہم صرف سود میں 50 فیصد سے لے کر اوپر تک معافی دیتے ہیں تاکہ لوگوں کو incentive دیا جائے اور وہ قرضہ ادا کریں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب کی تجویز یہ ہے کہ جو ڈیفالٹر ہے اور جس نے پانچ دس سال قرضہ ادا نہیں کیا۔ اس کو تو حکومت ریلیف دیتی ہے لیکن جو بروقت قرضہ ادا کرتا ہے۔ اگر اس کو ریلیف اور incentive دیا جائے تو اس کے نتائج بہتر آ سکتے ہیں۔ یہ ان کی اچھی تجویز ہے۔ آپ اسے دیکھ لیں۔

وزیر امداد باہمی: ٹھیک ہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرے بھائی نے جو کچھ فرمایا ہے۔ انھوں نے پالیسی کا بتا دیا ہے۔ جس طرح کہ محکمہ جات کی پالیسیاں ہوتی ہیں لیکن میں ان سے گزارش کروں گا کہ یہ خود initiative لیں اور پنجاب کے لئے ایک مثال بنیں۔ صحیح کسانوں کے قرضے کبھی نہیں مرتے، جو بڑے بڑے وڈیرے اور جاگیردار قرضے لیتے ہیں وہ قرضے کو اس طرح سے کرتے ہیں اس لئے میری درخواست ہے کہ اس مسئلے کو سنجیدگی سے لیتے ہوئے اس پر working کریں اور اپنی سفارشات پر نہ صرف حکومت پنجاب بلکہ وفاقی حکومت کو بھی سفارش کریں۔

جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہاں پر ڈیفالٹرز کی تعداد 23394 لکھی گئی ہے اور ان کے ذمہ ہمارے کوآپریٹو بنک کی رقم 2۔ارب 17 کروڑ 45 ہزار 226 روپے ہے۔ یہ اتنی بڑی رقم ہے۔ اس کے لئے یہ کیا سدباب کر رہے ہیں نیز ان کے پاس سالانہ کتنا بجٹ قرضہ جات کے لئے آتا ہے؟

وزیر امداد باہمی: جناب سپیکر! میں پہلے بھی ایک سوال کے سلسلے میں عرض کر چکا ہوں کہ

ہمارا loan port folio، 8۔ارب روپے سے لے کر 10۔ارب روپے تک ہے اور جو قرضے پھنسے ہوئے ہیں۔یہ 1977 سے لے کر اب تک بقایا ہیں۔ان پر کارروائی جاری ہے، انشاء اللہ ان کی ریکوری کے لئے کوشش کی جائے گی۔

جناب سپیکر: شکریہ

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! 1977 سے لے کر آج تک 30 سال ہو گئے ہیں اور ابھی تک رقم بقایا ہے اور یہ ابھی بھی measures لے رہے ہیں۔یہ تو افسوسناک کارکردگی ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔اگلا سوال عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کا ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! سوال نمبر 7727۔

اوکاڑہ میں بے سہارا بزرگ شہریوں کے لئے رہائشی ادارے

*7727 محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا وزیر سماجی بہبود از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

ضلع اوکاڑہ میں بے سہارا بزرگ شہریوں کے لئے محکمہ نے کتنے رہائشی ادارے قائم کئے ہیں، اگر نہیں تو کب قائم کرنے کا ارادہ رکھتا ہے، سال و تاریخ بتائی جائے؟

وزیر سماجی بہبود:

ضلع اوکاڑہ میں فی الحال بے سہارا بزرگ شہریوں کے لئے محکمہ کے زیر انتظام کوئی ادارہ کام نہیں کر رہا ہے۔محکمہ سماجی بہبود اگلے تین سال کے دوران (MTDF) 2006-08 Medium Term Dev. Framework کے تحت مزید 10 شہروں میں بے سہارا بزرگ شہریوں کے لئے ادارے قائم کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔جن میں فیز-I میں تین شہروں ساہیوال، نارووال اور ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کام کا آغاز جولائی 2006 میں ہو جائے گا۔ضلع اوکاڑہ کو فیز II میں شامل کیا جائے گا۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس وقت پنجاب میں کتنے ادارے موجود ہیں اور جن دس شہروں کا ذکر کیا گیا ہے، وہ کون کون سے شہر ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر سماجی بہبود!

وزیر سماجی بہبود: جناب سپیکر! دس شہروں میں قائم کرنے کا mid term frame work میں ذکر کیا گیا ہے لیکن ان شہروں کا حتمی فیصلہ نہیں ہو سکا۔ اس سال جن تین شہروں میں کام ہو رہا ہے وہ ٹوبہ ٹیک سنگھ، ساہیوال اور جھنگ ہیں اور باقی دس کا ابھی فیصلہ نہیں ہوا۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میرا سوال یہ تھا کہ اس وقت پنجاب میں کتنے ایسے ادارے کام کر رہے ہیں۔ میں نے پہلے یہ پوچھا تھا اور اس کے بعد مزید دس شہروں کا پوچھا تھا؟

جناب سپیکر: گردیزی صاحب! اس وقت پنجاب میں کتنے ادارے کام کر رہے ہیں؟

وزیر سماجی بہبود: اس وقت لاہور، ملتان اور راولپنڈی میں تین ادارے کام کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال چودھری زاہد پرویز اور لالہ شکیل الرحمٰن صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: سوال نمبر 7740 On his behalf

گوجرانوالہ میں سال 05-2004 کے لئے بیت المال کے فنڈز اور خرچ کی تفصیل

*7740 چودھری زاہد پرویز اور لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): کیا وزیر بیت المال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) مالی سال 05-2004 کے دوران ضلع گوجرانوالہ کو صوبائی بیت المال سے کتنی رقم دی گئی؟

(ب) اس عرصہ کے دوران یہ رقم گوجرانوالہ میں صوبائی حلقہ وار کتنی تقسیم ہوئی؟

(ج) اس عرصہ کے دوران کتنی رقم گوجرانوالہ میں طالب علموں اور کتنی رقم اجتماعی شادیوں پر خرچ ہوئی؟

(د) اس رقم میں سے کتنی رقم گوجرانوالہ میں تعینات سرکاری ملازمین کی تنخواہوں، ٹی۔اے، ڈی۔اے پر خرچ ہوئی؟

(ہ) اس عرصہ کے دوران کتنی رقم سرکاری گاڑیوں کی مرمت اور پٹرول کی خرید پر خرچ ہوئی؟

وزیر بیت المال:

(الف) مالی سال05-2004کے دوران گوجرانوالہ کو صوبائی بیت المال سے مبلغ-/4824674 روپے کی رقم دی گئی۔

(ب) اس عرصہ کے دوران گوجرانوالہ میں مبلغ-/40,28,294روپے تقسیم کئے گئے۔

حلقہ پی پی۔91	-/2,87,735روپے
حلقہ پی پی۔92	-/2,96,000روپے
حلقہ پی پی۔93	-/2,85,700روپے
حلقہ پی پی۔94	-/2,97,300روپے
حلقہ پی پی۔95	-/2,79,000روپے
حلقہ پی پی۔96	-/2,85,400روپے
حلقہ پی پی۔97	-/2,87,900روپے
حلقہ پی پی۔98	-/2,87,000روپے
حلقہ پی پی۔99	-/2,80,500روپے
حلقہ پی پی۔100	-/2,96,000روپے
حلقہ پی پی۔101	-/2,85,300روپے
حلقہ پی پی۔102	-/2,87,859روپے
حلقہ پی پی۔103	-/2,86,000روپے
حلقہ پی پی۔104	-/2,86,600روپے

(ج) اس عرصہ کے دوران-/14,35,200روپے کی مالی امداد طالب علموں کو دی گئی، جبکہ اجتماعی شادیاں گورنر ہاؤس سے براہ راست منعقد ہوتی ہیں اور تمام اخراجات بھی گورنر ہاؤس کے ذریعے کئے جاتے ہیں، محکمہ بیت المال پنجاب کا ان سے کوئی تعلق نہ ہے۔ اجتماعی شادیوں پر کوئی رقم خرچ نہیں ہوئی۔

(د) کوئی رقم خرچ نہیں ہوئی اور نہ ہی کوئی گاڑی ہے۔

(ہ) کوئی رقم خرچ نہیں ہوئی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ انھوں نے تفصیل دی ہے کہ گوجرانوالہ میں اتنے لوگوں کو، اتنے طالبعلموں کو اور اجتماعی شادیوں کے لئے پیسے دیئے ہیں۔ محترم اعجاز شفیع صاحب اس محکمے کے وزیر ہیں اور جو طریق کار محکمہ بیت المال اختیار کرتا ہے یہ کافی بہتر ہے۔ میں اس پر اعجاز شفیع صاحب کو مبارکباد بھی دیتا ہوں اور یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ کی صوابدیدی گرانٹ

میں سے محکمے کے بجٹ کو اس کام کے لئے ڈبل کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر بیت المال!

وزیر بیت المال: جناب سپیکر! اس کے لئے ہم نے چیف منسٹر صاحب کو اپنی ڈیمانڈز بھیجی تھیں اور اس کے اوپر جس طرح چیف منسٹر صاحب نے پچھلے سال بجٹ میں اضافہ کیا اسی طرح اس بجٹ کو بھی وہ انشاء اللہ تعالیٰ ڈبل کر کے اس میں اضافہ ضرور کریں گے۔ کیونکہ ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے صوبہ پنجاب کے اندر جو غریب اور نادار لوگ ہیں ان کی زیادہ سے زیادہ مالی معاونت کی جائے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال ملک محمد اقبال چنڑ صاحب کا ہے۔

ملک محمد اقبال چنڑ: سوال نمبر 7990۔

پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک کے قرضہ جات پر مارک اپ کی تفصیل

*7990 ملک محمد اقبال چنڑ: کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جنرل منیجر پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک کی چٹھی نمبری 114/2004 مورخہ 29۔ ستمبر 2004 میں کاشتکاروں کو بنک کی طرف سے فراہم کردہ قرضوں پر 9 فیصد مارک اپ درج ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بنک 9 فیصد مارک اپ کی بجائے کسانوں سے قرضوں پر 15 فیصد مارک اپ زبردستی وصول کرتا رہا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ جنرل منیجر بنک ہذا نے اپنے مراسلہ نمبری 05/122 مورخہ 31۔اگست 2005 سے قرض پر مارک اپ 15 فیصد کر دیا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ صوبائی اسمبلی پنجاب نے کسانوں کو قرضہ جات کی فراہمی کے لئے مارک اپ مقرر کرنے کی قرارداد منظور کی تھی؟

(ہ) کیا حکومت کسانوں کو بھی انڈسٹریل قرضہ جات کے مارک اپ پر قرض دینے اور 15 فیصد مارک اپ وصول کرنے پر جنرل منیجر بنک ہذا کے خلاف قانونی اور محکمانہ کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر امداد باہمی:

(الف) فصلی قرضہ جات برائے ربیع 05-2004 کی پالیسی ہیڈ آفس مراسلہ نمبری

114/2004 مورخہ 2004-09-29 کو 9 فیصد شرح مارک اپ پر جاری کی گئی۔

(ب) اس سلسلہ میں عرض ہے کہ پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک ایک کارپوریٹ باڈی ہے جو کہ کوآپریٹو سوسائٹیز ایکٹ 1925 کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ بنک بائی لاز نمبری (9)40 کے تحت مارک اپ کی شرح کا تعین کرنے کا اختیار بورڈ آف ڈائریکٹرز/ایڈمنسٹریٹر بنک ہذا کو ہے، بنک ہذا زرعی قرضہ جات کی تقسیم، سٹیٹ بنک آف پاکستان کی سالانہ کریڈٹ لائن پر فراہم کرتا ہے جو کہ سٹیٹ بنک گورنمنٹ آف پاکستان ٹریژری بل ریٹس پر فراہم کرتا ہے۔

مزید برآں بنک اپنی شرح مارک اپ کا تعین ٹریژری بل ریٹسCost of funds اورoperating cost کو مدنظر رکھ کر کرتا ہے۔ موجودہ ٹریژری بل ریٹ 8.29 فیصد ہے، درج بالا امور کو مدنظر رکھتے ہوئے اس وقت کے ایڈمنسٹریٹر بنک ہذا/پرنسپل سیکرٹری فنانس اینڈ ٹیکسیشن جناب سلمان صدیق نے بنک کے جملہ قرضہ جات کی شرح prescribed formula کے تحت 15 فیصد سالانہ از مورخہ 05-07-16 کر دی لیکن بعد ازاں قرضہ کے جاری کرنے میں اس اضافی شرح کی وجہ سے کچھ تحفظات کا سامنا کرنا پڑا لہذا کیس دوبارہ جملہ حالات اور چھوٹے کسانوں کی مشکلات کو مدنظر رکھتے ہوئے بنک انتظامیہ کی طرف سے ایڈمنسٹریٹر بنک ہذا/چیئرمین (پی اینڈ ڈی) کو پیش کیا گیا، جنہوں نے درج ذیل قرضہ جات پر شرح مارک اپ 12 فیصد سالانہ از مورخہ 2006-01-26 کر دی۔

1۔ فصلی قرضہ جات اور قرضہ جات بذریعہ ریوالونگ کریڈٹ سکیم
2۔ خواتین انجمن ہائے کے قرضہ جات
3۔ لائیو سٹاک فنانس انفرادی/سوسائٹیز بذریعہ ریوالونگ کریڈٹ سکیم
4۔ لائیو سٹاک پراجیکٹ فنانسنگ انفرادی/سوسائٹیز
5۔ آٹو لون

(ج) جواب (ب) میں وضاحت کر دی گئی ہے کہ اندریں حالات بنک نے اپنے فصلی قرضہ جات پر شرح مارک اپ 15 فیصد سالانہ از مورخہ 2005-07-16 بمطابق منظوری اس وقت کے ایڈمنسٹریٹر بنک ہذا/پرنسپل سیکرٹری فنانس اینڈ ٹیکسیشن سلمان صدیق صاحب کر دی۔ تاہم موجودہ شرح مارک اپ برائے فصلی قرضہ جات 12 فیصد

سالانہ از مورخہ 26-01-2006 ہے۔

(د) یہ درست ہے کہ صوبائی اسمبلی پنجاب نے کسانوں کو قرضہ جات کی فراہم کے لئے مارک اپ مقرر کرنے کی قرار داد بذریعہ 2006/42 منظور کی تھی جس کا جواب تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ہ) سٹیٹ بنک آف پاکستان بنک ہذا کو صرف زرعی قرضہ جات کے لئے سالانہ کریڈٹ لائن فراہم کرتا ہے تاہم انڈسٹریل کو آپریٹو سوسائٹیز کے قرضہ جات کی فراہمی بنک اپنے merger resources سے کرتا ہے، بنک کے cost of funds اور operating cost کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ ممکن نہ ہے کہ ان قرضہ جات پر مارک اپ میں کمی کی جائے۔مزید عرض ہے کہ مارک اپ میں اضافہ کا حکم نامہ جناب RCS/President نے بمطابق منظوری ایڈمنسٹریٹر بنک ہذا/ پرنسپل سیکرٹری فنانس اینڈ ٹیکسیشن سلمان صدیق صاحب جاری کیا، جس کی کاپی تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔اس سلسلہ میں مزید عرض ہے کہ جنرل مینجر بنک ہذا کے اختیار میں نہ ہے کہ سود میں کمی بیشی کرے بلکہ بورڈ آف ڈائریکٹرز /ایڈمنسٹریٹر کی منظوری سے جملہ ہدایات برانچوں میں جاری کی جاتی ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب سپیکر! انہوں نے جواب میں جز (الف) میں کہا ہے کہ فصلی قرضہ جات برائے ربیع 05-2004 کی پالیسی ہیڈ آفس مراسلہ نمبری 2004/114 مورخہ 29-09-2004 کو 9 فیصد شرح مارک اپ جاری کی گئی ہے۔اسی طرح جز (د) میں کہا ہے کہ یہ درست ہے کہ صوبائی اسمبلی پنجاب نے کسانوں کو قرضہ جات کی فراہمی کے لئے مارک اپ مقرر کرنے کی قرارداد بذریعہ 2006/42 منظور کی تھی۔اس پر میں آپ کی رولنگ چاہوں گا کہ جو اس معزز ایوان نے قرارداد پاس کی تھی اس کی کیا حیثیت ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر امداد باہمی!

وزیر امداد باہمی: جناب سپیکر! اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ یہ قرارداد بھی آئی اور اس وقت ہم نے یہی گزارش کی تھی کہ یہ پیسا چونکہ سٹیٹ بنک کا ہے اور سٹیٹ بنک جس terms and conditions پر ہمیں پیسا دے رہا ہے ہم اسی کے حساب سے آگے دے سکتے ہیں اس سے کم پر ہم

نہیں دے سکتے۔ اگر سٹیٹ بنک ہمیں interest free loan کر دے تو ہم اس کو آگے دے سکتے ہیں لیکن ہم 8.29 فیصد پر لے کر آگے فری نہیں دے سکتے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر وسیم اختر!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اقبال چنڑ صاحب نے جو سوال کیا ہے وہ بہت valid ہے اور کسانوں کے مفاد کے حوالے سے ہے۔ اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ جو اتنا مارک اپ بڑھتا جا رہا ہے اس حوالے سے کبھی محکمے نے فیڈرل گورنمنٹ سے بات کی ہے کہ یہ سٹیٹ بنک اتنا مارک اپ بڑھاتا ہے اور یہ سارا لوڈ غریب کسانوں پر آ جاتا ہے۔ اس سلسلے میں محکمے نے آج تک کیا کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر امداد باہمی!

وزیر امداد باہمی: جناب سپیکر! اس سلسلے میں گورنر سٹیٹ بنک سے ہماری میٹنگز بھی ہوئی ہیں وہ یہاں پر تشریف بھی لائے ہیں۔ جو ایک طریق کار ہے اس میں تمام زرعی قرضہ جات ایک فکسڈ حساب پر جا رہے ہیں اس میں زرعی ترقیاتی بنک بھی شامل ہے جس کو پیسے ملتے ہیں۔ باقی ہمارا جو loan portfolio ہے اس میں ہے اور وہ ٹریژری بل ریٹس کے حساب سے چل رہا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! کافی ہو گئے ہیں۔ جی۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی گزارش کی تھی کہ جب تک یہ کوآپریٹو بنک اپنے deposits کو نہیں بڑھائے گا اور اس کے لئے سٹیٹ بنک کا محتاج رہے گا تب تک یہ اسی طرح کسانوں کی کھال اترتی رہے گی۔ اس بارے میں وزیر موصوف رہنمائی فرمائیں اور مختلف کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیز ہیں ان کے پاس اربوں روپیہ پڑا ہوا ہے وہ ان کے ساتھ affiliated ہیں۔ یہ ان کو پابند کر کے اپنے deposits کو بڑھانے کے لئے کوئی مہم چلائیں، جب تک یہ اس طرف توجہ نہیں دیں گے اس وقت تک کسانوں کو یہ کوئی ریلیف نہیں دے سکیں گے۔ نئے نئے بنک آئے ہیں ان کے پاس اربوں روپے کے deposits آ گئے ہیں اور یہ اتنا پرانا بنک ہے ان کے deposits کا نام و نشان ہی نہیں ہے۔ اس کے لئے انہوں نے کیا کوشش کی ہے اور deposits کو بہتر بنانے کے لئے

کیا اقدامات کئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر امداد باہمی!

وزیر امداد باہمی: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو deposits ہیں اس سلسلے میں بنک نے کافی تگ و دو کی ہے اور کوشش جاری ہے۔ اس بنک کی فنانشل ہیلتھ پہلے سے بہت بہتر ہو گئی ہے جو اس کے اندر ریفارمز کئے جا رہے ہیں اور اس میں ابھی ہم نے بنک کی تمام برانچز کے مینیجرز کو ٹارگٹس دیئے ہوئے ہیں کہ وہ یہ فنڈز اکٹھا کریں اور انشاء اللہ اس میں بہتری آئے گی۔ یہ بڑی اچھی تجویز ہے اور اس پر غور ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر بیت المال: جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

وزیر سماجی بہبود: جناب سپیکر! میں بھی بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

وزیر امداد باہمی: جناب سپیکر! میں بھی بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ضلع قصور، بے سہارا افراد (مرد و خواتین) کے لئے قائم کردہ ادارہ جات اور ان سے متعلقہ دیگر تفصیلات

*7469 **سردار پرویز حسن نکئی:** کیا وزیر سماجی بہبود از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ سوشل ویلفیئر نے ضلع قصور میں بے سہارا خواتین و حضرات کے لئے کتنے رہائشی و تربیتی ادارے کہاں کہاں قائم کئے ہیں؟

(ب) مذکورہ اداروں میں داخلہ اور فراہم کردہ سہولیات کی تفصیلات کیا ہیں؟

(ج) اس وقت ان اداروں میں کتنے مرد و خواتین داخل ہیں اور محکمہ ہذا مزید کتنے سوشل ویلفیئر کے ادارے کہاں کہاں قائم کرنے کے منصوبہ جات رکھتا ہے؟

وزیر سماجی بہبود:

(الف) محکمہ سماجی بہبود کے زیر انتظام بے سہارا خواتین کے لئے تربیتی ادارہ صنعت زار کے نام سے کام کر رہا ہے۔ یہ ادارہ بیرون کوٹ رکن الدین تالاب ہری ہر قصور میں کام کر رہا ہے، اس کے علاوہ بے سہارا خواتین کے لئے دارالامان کھیم کرن روڈ بالمقابل واپڈا دفتر SOS بلڈنگ قصور عنقریب کام شروع کر دے گا۔

(ب) صنعت زار میں خواتین کے لئے درج ذیل تربیتی کورسز کی سہولت موجود ہے:۔

1۔	سلائی کڑھائی	2۔	پینٹنگ
3۔	بیوٹی پارلر	4۔	بوتیک
5۔	کمپیوٹر ٹریننگ	6۔	کٹنگ
7۔	ٹائپنگ	8۔	شارٹ ہینڈ
9۔	پینٹنگ وغیرہ		

اسی طرح دارالامان کے قیام کے بعد بے سہارا خواتین کے لئے رہائش کھانا پینا مذہبی تعلیم اور مختصر مدت کے تربیتی کورسز کی سہولت بھی میسر ہو گی۔

(ج) اس وقت صنعت زار میں کل 38 بچیاں اور خواتین کورسز میں زیر تربیت ہیں۔
محکمہ ہذا آئندہ آنے والے سالوں کے دوران قصور میں عمر رسیدہ افراد اور بچوں کے لئے ادارے قائم کرنے کا ارادہ رکھتا ہے جس کے لئے جگہ کا تعین اگلے مالی سال کے ترقیاتی پروگرام کی تشکیل کے وقت کیا جائے گا۔

تحصیل مری و کوٹلی ستیاں میں جنوری 2003 تا حال، بیت المال فنڈز کی تقسیم

*7970 راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر بیت المال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) جنوری 2003 سے آج تک حلقہ پی پی۔1 تحصیل مری، کوٹلی ستیاں میں بیت المال سے کتنے غریب، نادار، بے سہارا افراد کی مدد کی گئی نیز جہیز فنڈز کتنا مہیا کیا گیا، کتنے ایسے افراد کے کلیم مسترد کئے گئے، مسترد کرنے کی وجوہات کیا تھیں، جملہ افراد کے نام، پتا، حاصل کردہ امداد، جن کے کلیم مسترد کئے گئے جملہ تفصیل سے ایوان کو مطلع فرمائیں؟

(ب) کیاحکومت علاقہ کی پسماندگی کے پیش نظر بیت المال فنڈز میں اضافہ کاارادہ رکھتی ہے؟
(ج) بیت المال فنڈز کی تقسیم کاطریق کاراور معیار کی تفصیل بیان فرمائیں؟

وزیر بیت المال:

(الف) جنوری2003 سے مارچ2006 تک حلقہ پی پی۔1 تحصیل مری، کوٹلی ستیاں میں بیت المال سے مندرجہ ذیل تفصیل کے مطابق غریب نادار، بے سہاراافراد کی مدد کی گئی اور جہیز فنڈ مہیا کیا گیا:۔

تحصیل مری:۔

تفصیل	تعداد مستفید افراد	رقم جو دی گئی
1۔مالی امداد	143	4,10,000/-
2۔جہیز فنڈ	46	2,07,000/-
3۔تعلیمی وظیفہ	67	1,55,000/-
ٹوٹل	256	7,72,200/-

تحصیل کوٹلی ستیاں:۔

تفصیل	تعداد مستفید افراد	رقم جو دی گئی
1۔مالی امداد	82	2,44,500/-
2۔جہیز فنڈ	30	96,000/-
3۔تعلیمی وظیفہ	83	1,49,600/-
ٹوٹل	195	4,90,000/-

تحصیل مری وکوٹلی ستیاں کی جو درخواستیں مسترد کی گئیں:۔

تفصیل	مسترد کی گئیں
مالی امداد	39
جہیز فنڈ	17

(ب) 2003-04 کے دوران حکومت پنجاب نے صوبہ بھر میں بیت المال فنڈ میں مبلغ 5 کروڑ روپے کی رقم جاری کی، اسی طرح2004-05 میں مبلغ5 کروڑ روپے کی رقم جاری کی گئی۔2005-06 میں مبلغ12.5 کروڑ روپے کر دی گئی تاکہ زیادہ سے زیادہ مستحقین کی امداد کی جا سکے۔

(ج) بیت المال فنڈز پہلے آئیے پہلے پایئے کی بنیاد پر تقسیم کئے جاتے ہیں، مجوزہ درخواست فارم پر مستحقین سے درخواستیں طلب کی جاتی ہیں، جن کو متعلقہ ضلعی بیت المال کمیٹی کی ذیلی سکروٹنی کمیٹی جانچ پڑتال کے بعد مستحق قرار پانے والے افراد کی درخواستیں ضلعی بیت المال کمیٹی کے اجلاس میں منظوری کے لئے پیش کرتی ہے اور منظوری کے بعد متعلقہ ضلعی بیت المال کمیٹی مستحقین کے نام چیک جاری کرتی ہے۔ بیت المال فنڈز سے مستحقین کو درج ذیل مدات میں امداد فراہم کی جاتی ہے:۔

نمبر شمار	مد	امداد کی فراہمی کا معیار	رقم کی حد
1۔	مالی امداد	نادار، بیوہ، معذور	10,000/-
2۔	جہیز فنڈ	غریب، بیوہ، ضرورت مند	10,000/-
3۔	تعلیمی وظائف		
		ہوسٹل میں رہائشی طلباء	غیر رہائشی طلباء
الف۔	مڈل (چھٹی تا آٹھویں)	--	-/100روپے ماہانہ
ب۔	میٹرک (نہم دہم)	--	-/150روپے ماہانہ
ج۔	ایف اے، ایف۔ایس سی اور آئی سی ایس	-/1500روپے ماہانہ	-/700روپے ماہانہ
د۔	یونیورسٹی کے طلباء بی۔اے، بی ایس سی	-/2000روپے ماہانہ	-/1000روپے ماہانہ
ہ۔	ووکیشنل ایجوکیشن تربیتی اداروں کے طلباء	-/1000روپے ماہانہ	-/700روپے ماہانہ

4۔ طبی امداد غریب، نادار افراد، مریضوں کے لئے بذریعہ انجمن بہبود مریضاں متعلقہ گورنمنٹ ہسپتال، زیادہ سے زیادہ دس ہزار روپے

5۔ قرض بلا سود غریب، نادار افراد کے لئے، زیادہ سے زیادہ بیس ہزار روپے تک (جو قرض جاری ہونے کی تاریخ کے چھ ماہ بعد سے چالیس مساوی اقساط میں قابل واپسی ہوتا ہے)

6۔ رفاہی ادارہ جات -/50,000 تک بذریعہ ضلعی بیت المال کمیٹی اور اس سے زیادہ بذریعہ پنجاب بیت المال کونسل (ایسے ادارہ جات جو کہ محکمہ سوشل ویلفیئر سے رجسٹرڈ ہوں)

ملتان میں کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیز کی تعداد و تفصیل اور قرضہ کی فراہمی

*8115 محترمہ زیب النساء قریشی: کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع ملتان میں کتنی کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیز رجسٹرڈ ہیں۔ان میں سے کتنی سوسائٹیز قانون کے مطابق حکام کر رہی ہیں اور کتنی فعال نہ ہیں؟

(ب) ضلع ملتان میں رجسٹرڈ کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیز کے نام اور رقبہ کی علیحدہ علیحدہ تفصیل بتائی جائے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ دیہی کوآپریٹو سوسائٹیز کو زرعی قرضہ جات فراہم کرتا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ زرعی قرضہ جات کی طرح ہاؤسنگ سوسائٹیز کو قرضہ جات مہیا نہیں کرتا، کیا محکمہ کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیز کو بھی قرضہ فراہم کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر امداد باہمی:

(الف) ضلع ملتان میں کل 11 کوآپریٹو سوسائٹیز رجسٹرڈ ہیں جن میں سے 9 سوسائٹیز فعال ہیں جبکہ 2 سوسائٹیز ترقیاتی کام مکمل کرنے کے بعد فعال نہ ہیں۔

(ب) ضلع ملتان کی ہاؤسنگ سوسائٹیز کے نام اور حاصل کردہ رقبہ جات کی تفصیل Annex A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) زرعی کوآپریٹو سوسائٹیز کو قرضہ کی فراہمی محکمہ نہ کرتا ہے، بلکہ اس کے لئے فنڈز پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ مہیا کرتا ہے۔

(د) یہ درست ہے کہ بنک زرعی قرضہ جات کی طرح ہاؤسنگ سوسائٹیز کو قرضہ جات مہیا نہ کرتا ہے، زرعی کوآپریٹو سوسائٹیز کو قرضہ کی فراہمی کے لئے فنڈز پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ مہیا کرتا ہے جبکہ ہاؤسنگ سوسائٹیز کے ممبران اپنے اختیار کردہ بائی لاز کے تحت اصولات امداد باہمی پر عمل پیرا ہوتے ہوئے فنڈز مہیا کرتے ہیں جس سے سوسائٹی کا کاروبار چلایا جاتا ہے۔

ضلع جھنگ میں قائم فلاحی اداروں سے متعلقہ تفصیلات

*8140 سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر سماجی بہبود از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) سماجی بہبود کے تحت ضلع جھنگ میں کون کون سے فلاحی ادارے کس کس جگہ کام کر رہے ہیں؟

(ب) ان اداروں کے سربراہوں کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل دی جائے؟

(ج) ان اداروں کے سال 05-2004 اور 06-2005 کے اخراجات کی تفصیل دی جائے؟

(د) اس وقت کتنے ادارے خواتین کو ہنر مندی کی تعلیم دینے کے لئے اس ضلع میں محکمہ ہذا کے تحت کام کر رہے ہیں۔ ان اداروں کے نام اور ان میں خواتین کو جو ہنر سکھائے جا رہے ہیں ان کی تفصیل دی جائے؟

وزیر سماجی بہبود:

(الف) 1۔ دارالامان جھنگ (شیلٹر ہوم)

2۔ ڈسٹرکٹ انڈسٹریل ہوم (صنعت زار جھنگ)

(ب) چودھری محمد صابر، مینجر سپرنٹنڈنٹ (اضافی چارج) بی پی ایس 17

(ج)

سال	تنخواہ	ٹی اے
2004-05	963010/-	17957/-
2005-06	933317/-	27420/-

(د) اس وقت محکمہ کے زیر انتظام خواتین کو ہنر مندی کی تعلیم دینے کے لئے صرف ایک ادارہ ڈسٹرکٹ انڈسٹریل (صنعت زار) کام کر رہا ہے۔ اس وقت اس ادارہ میں خواتین کو سلائی کڑھائی، کٹائی، ہاتھ اور مشین کی کڑھائی، بیوٹی پارلر ٹریننگ، پینٹنگ اور کمپیوٹر کی تربیت دی جا رہی ہے۔

سیالکوٹ میں سال 2002 تا 2005 بیت المال سے مستحق خواتین کی امداد کی تفصیل

*8106 جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر بیت المال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع سیالکوٹ میں پی پی-122 میں 2002 سے 2005 تک جن بے سہارا خواتین کی مالی مدد از بیت المال اور جن بچیوں کی امداد بسلسلہ جہیز فنڈ کی گئی ان کے مکمل کوائف مع ایڈریس دیئے جائیں؟

(ب) ضلع سیالکوٹ میں کتنی بچیوں کو جہیز فنڈ بسلسلہ جہیز فنڈ دیا گیا، مکمل تفصیل مع ایڈریس بتائیں جائیں؟

وزیر بیت المال:

(الف) ضلعی بیت المال کمیٹی سیالکوٹ نے پی پی-122 میں 2002 سے 2005 تک 113 بے سہارا خواتین کی مبلغ -/3,88,800 روپے مالی امداد اور 38 بچیوں کی امداد مبلغ -/1,68,000 روپے بسلسلہ جہیز فنڈ از بیت المال کی ہے جس کی تفصیل تتمہ (الف) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے

(ب) ضلع سیالکوٹ میں سال 2002 تا 2005 میں 539 بچیوں کو مبلغ -/23,35,500 روپے جہیز فنڈ دیا گیا، مکمل تفصیل مع ایڈریس تتمہ (ب) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

محکمہ سماجی بہبود ضلع جھنگ کا سال 06-2004 کا بجٹ اور اخراجات

*8141 سید حسن مرتضٰی: کیا وزیر سماجی بہبود از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) سماجی بہبود ضلع جھنگ کا سال 05-2004 اور 06-2005 کا بجٹ سال وار کتنا تھا؟

(ب) ان سالوں کے دوران محکمہ ہذا نے جھنگ میں جو ترقیاتی کام / عوامی فلاح کے منصوبے مکمل کئے ان کے نام اور تخمینہ لاگت کی تفصیل الگ الگ دی جائے؟

(ج) ان سالوں کے دوران محکمہ ہذا کے افسران و اہلکاران کی تنخواہوں اور ٹی۔اے / ڈی اے کے اخراجات کی تفصیل دی جائے؟

(د) ان سالوں کے دوران کتنی رقم سرکاری گاڑیوں کے پٹرول / تیل اور مرمت پر خرچ ہوئی؟

وزیر سماجی بہبود:

(الف)	2004-05	7387000/-
	2005-06	9308000/-

(ب) 2005-06

1۔ 0.475 ملین کی لاگت سے ڈسٹرکٹ انڈسٹریل ہوم میں خواتین کے نئے کمپیوٹر سنٹر کا قیام۔

2۔ 0.574 ملین کی لاگت سے صنعت زار میں پی ڈبلیو پی ریڈی میڈ گارمنٹس ٹریننگ سنٹر کا قیام۔

3۔ 0.560 ملین کی لاگت سے دیہی اور شہر حلقوں میں 10 وومن سکل ٹریننگ کا قیام۔

4۔ 0.571 ملین کی لاگت سے صنعت زار جھنگ میں نئے ہنر جس میں وردی بنانا اور بان بنانا کا اجراء

5۔ 2.982 ملین کی لاگت سے مستحق خواتین میں سلائی مشینوں کی تقسیم اور سلائی کی تربیت۔

(ج)

سال	تنخواہ	ٹی اے
2004-05	6092406/-	208046/-
2005-06	5396528/-	214057/-

(د)

سال	پٹرول	مرمت
2004-05	54959/-	34109/-
2005-06	48301/-	14629/-

ضلع لودھراں میں جنوری 2003 تا حال، بیت المال کا مختص فنڈ اور اخراجات کی تفصیل

*8350-A سید محمد رفیع الدین بخاری: کیا وزیر بیت المال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) یکم جنوری 2003 سے آج تک ضلع لودھراں کو پنجاب بیت المال کی طرف سے سالانہ کتنی رقم کس کس مد میں فراہم کی گئی؟

(ب) کتنی رقم غرباء میں تقسیم کی گئی اور کتنی رقم انتظامی اخراجات پر خرچ ہوئی؟

(ج) کتنی رقم شادی اور جہیز فنڈ کے لئے فراہم کی گئی؟

(د) کتنی رقم سرکاری گاڑیوں کی مرمت / پٹرول / ڈیزل پر خرچ ہوئی؟

وزیر بیت المال:

(الف) یکم جنوری 2003 سے آج تک ضلع لودھراں کو پنجاب بیت المال کی طرف سے فراہم کی گئی رقم کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز رکھ دی گئی ہے۔

(ب) -/6164520 روپے کی رقم غرباء میں تقسیم کی گئی اور -/120591 روپے کی رقم انتظامی اخراجات پر خرچ ہوئی جس کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) -/736500 روپے کی رقم شادی اور جہیز کے لئے فراہم کی گئی۔

(د) کوئی رقم بھی سرکاری گاڑیوں کی مرمت/پٹرول/ڈیزل پر خرچ نہ ہوئی۔

پنجاب سوشل سروسز ویلفیئر بورڈ کے اغراض و مقاصد اور جاری فنڈز کی تفصیل

*8171 محترمہ فائزہ احمد: کیا وزیر سماجی بہبود از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب سوشل سروسز ویلفیئر بورڈ کا قیام کب آیا اور اس کے مقاصد کیا تھے؟

(ب) اس بورڈ نے مالی سال 05-2004 اور 06-2005 میں کتنی رقم غیر سرکاری تنظیموں کو دی ہے، نیز یہ رقم کن کن تنظیموں کو کن کن مقاصد کے لئے فراہم کی گئی؟

(ج) ان تنظیموں کو جو رقم دی گئی، کیا اس کا آڈٹ بھی کروایا گیا ہے اگر ہاں تو کن کن تنظیموں کے حساب و کتاب میں ہیرا پھیری کا انکشاف ہوا، ان تنظیموں کا نام اور رقم کی تفصیل دی جائے؟

(د) کیا حکومت ایسی تنظیموں کے خلاف سخت سے سخت action لینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سماجی بہبود:

(الف) پنجاب سوشل سروسز بورڈ کا قیام 12-اکتوبر 1970 کو ویسٹ پاکستان سوشل ویلفیئر کونسل کی جگہ عمل میں آیا، اس کے مقاصد درج ذیل ہیں:۔

1۔ سوشل ویلفیئر کے پروگراموں کو وسیع کرنا اور سوشل ویلفیئر کی سرگرمیوں کو پنجاب میں کوآرڈینیٹ کرنا اور شہریوں کو سوشل ویلفیئر کی تحریک میں شامل کرنا۔

2۔ تعلیم، صحت، زراعت اور حکومت کے دوسرے محکموں کے ساتھ قریبی رابطہ قائم کرنا

3۔ سماجی بہبود کی تنظیموں کی کارکردگی کو بہتر کرنے کے لئے تکنیکی وفنی رہنمائی اور مالی امداد فراہم کرنا، این جی اوز کے لئے تربیتی کورسز منعقد کرنا۔

(ب) مالی سال 05-2004 میں پنجاب سوشل سروسز بورڈ کی طرف سے کسی ادارے کو مالی امداد فراہم نہیں کی گئی تاہم نیشنل کونسل آف سوشل ویلفیئر اسلام آباد کی طرف سے نامزد کردہ 147 این جی اوز کی فہرست اور 20لاکھ روپے موصول ہوئے جو پنجاب سوشل سروسز بورڈ نے نیشنل کونسل آف سوشل ویلفیئر اسلام آباد کی مرضی سے تقسیم کئے، تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔06-2005 میں کسی ادارے کو مالی امداد فراہم نہیں کی گئی۔

(ج) غیر سرکاری تنظمیں اپنا آڈٹ خود کرواتی ہیں، مالی امداد جاری کرنے کے لئے گزشتہ سال کی آڈٹ رپورٹ ادارہ سے منگوائی جاتی ہے بورڈ کی طرف سے اداروں کا آڈٹ نہیں کیا جاتا۔

(د) اگر کسی ادارے میں کسی قسم کی بے ضابطگی کا انکشاف ہو تو ڈائریکٹوریٹ جنرل آف سوشل ویلفیئر ایسی تنظیموں کو بلیک لسٹ کرنے کا مجاز ہے، جس کے بعد آئندہ ایسے اداروں کو گرانٹ جاری نہیں کی جاتی۔

پنجاب سوشل سروسز بورڈ میں سال 05-2004 کے بجٹ اور اخراجات

*8172 محترمہ فائزہ احمد: کیا وزیر سماجی بہبود از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب سوشل سروسز بورڈ کو مالی سال 05-2004 میں جو گرانٹ فراہم کی گئی، اس میں کتنی رقم سرکاری ملازمین/افسران کی تنخواہوں اور ٹی اے/ڈی اے پر خرچ ہوئی؟

(ب) کتنی رقم سرکاری گاڑیوں کی مرمت پر خرچ ہوئی؟

(ج) کتنی رقم سے سرکاری گاڑیوں کے لئے پٹرول/ڈیزل خرید کیا گیا؟

(د) اس بورڈ کی ملکیت کتنی گاڑیاں ہیں نیز یہ جن افسران کے زیر استعمال ہیں ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل دی جائے؟

وزیر سماجی بہبود:

(الف) مالی سال05-2004میں تنخواہ برائے افسران پر-/11,52,232روپے خرچ ہوئے۔ تنخواہ برائے سٹاف پر-/820,34,141روپے خرچ ہوئے، جبکہ ٹی اے،ڈی اے پر-/27,970روپے خرچ ہوئے۔

(ب) سال05-2004میں گاڑیوں کی مرمت پر مبلغ-/42,539روپے خرچ ہوئے۔

(ج) پٹرول/ڈیزل کی مد میں مبلغ-/2,32,929روپے خرچ ہوئے۔

(د) بورڈ کے پاس اس وقت دو گاڑیاں ہیں۔

1۔ ٹویوٹا ہائی لکس نمبرX.68-3029سال05-2004 چیئرمین، سیکرٹری پی ایس ایس بی، سوشل ویلفیئر افسران کے دوروں کے مواقع پر استعمال ہوئی۔

2۔ سوزوکی بولان نمبرLXB-6899برائے جنرل ڈیوٹی افسران و عملہ

لاہور میں محکمہ کے ماتحت خواتین کے اداروں سے متعلقہ تفصیل

*8177حاجی محمد اعجاز: کیاوزیر سماجی بہبود ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ سماجی بہبود کے تحت لاہور میں خواتین کو ہنر سکھانے کے کتنے ادارے کس کس جگہ کام کررہے ہیں؟

(ب) ان اداروں میں خواتین کو کون کون سے ہنر سکھائے جاتے ہیں؟

(ج) ان اداروں سے سالانہ کتنی خواتین کو ہنر سکھایا جاتا ہے؟

(د) ان اداروں کی سال2004اور2005 کے خرچ اور آمدن کی تفصیل علیحدہ علیحدہ دی جائے؟

(ہ) ان اداروں کے سربراہان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل دی جائے؟

(و) حکومت خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے مزید کتنے ادارے لاہور میں قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سماجی بہبود:

(الف)

1۔ ڈسٹرکٹ انڈسٹریل ہوم (صنعت زار)22 کشمیر بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور

2۔ قصر بہبود خواتین 12 M/ ایکسٹنشن ماڈل ٹاؤن لاہور

(ب) ہینڈی کرافٹ، پرنٹنگ، آرٹ، بیوٹی پارلر، کٹنگ، کمپیوٹر، پیکینز، ڈرائیو نگ، انگلش لینگویج، ایروبکس، آرٹ ورک، بیوٹیشن، پولیٹیکل فلاور بنانا، کارڈ میکنگ، کٹنگ، کرافٹ ورک، کرسٹل ورک، ڈے کیئر، نرسری، ڈریس میکنگ، ڈرائیو نگ، فیشن ایمبرائیڈری، سپوکن انگلش، فیشن ڈیزائننگ، فائن آرٹ، فلور گلاس، مہندی، میوزک، اٹالین فلاور اور ٹیکسٹائل ڈیزائن

(ج) صنعت زار 2562 سالانہ

قصر بہبود 7000 سالانہ

(د) سال صنعت زار بجٹ صنعت زار خرچ قصر بہبود بجٹ قصر بہبود خرچ

سال	صنعت زار بجٹ	صنعت زار خرچ	قصر بہبود بجٹ	قصر بہبود خرچ
2004-05	1801226	1769566	272000	239000
2005-06	2110971	1289853	376000	373732

	قصر بہبود آمدن	قصر بہبود خرچ
2004-05	5973840	3527321
2005-06	6419960	4681464

(ہ)

نام آفیسر	عہدہ	گریڈ
مسز تہمینہ حنیف	مینجر	17
مسز تنویر اسلام	پراجیکٹ مینجر	۔ایضاً۔

(و) حکومت ٹاؤن کی سطح پر ادارے قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے صنعت زار قائم ہوں۔

تحاریک استحقاق

(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق take up کرتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 28 ملک محمد اقبال چنڑ صاحب کی طرف سے ہے۔ یہ move ہو چکی ہے اور اس کا جواب آنا ہے۔

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب سپیکر! اس میں راجہ صاحب نے وعدہ کیا ہے کہ Monday والے دن پنجاب اسمبلی میں ڈی سی او آئیں گے تو اسے Monday تک pending کر دیں۔

جناب سپیکر: تحریک Monday تک pending کی جاتی ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار take up کرتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 307 احسان اللہ وقاص صاحب اور چودھری اصغر علی گجر صاحب کی طرف سے ہے۔

آؤٹ فال روڈ (لاہور) پر وٹرنری یونیورسٹی کے گیٹ پر طالبہ پر موٹر سائیکل سواروں کا تیزاب پھینکنا

سید احسان اللہ وقاص: میں یہ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ نوائے وقت مورخہ 29۔مارچ 2006 کی خبر کے مطابق آؤٹ فال روڈ لاہور پر یونیورسٹی آف وٹرنری اینڈ اینمل سائنسز کے گیٹ پر موٹر سائیکل سوار دو لڑکوں نے سیکنڈ ایئر کی طالبہ رابعہ پر تیزاب پھینک دیا جس سے وہ بری طرح جھلس گئی۔ تفصیل کے مطابق ائر فورس کے ریٹائرڈ اہلکار سردار محمد کی بیٹی رابعہ یونیورسٹی میں جبکہ اس کا چھوٹا بھائی یاسین قریبی سکول میں میٹرک کا طالب علم ہے۔ گزشتہ روز وہ پیدل یونیورسٹی جا رہی تھی کہ گیٹ پر ایک نوجوان نے اس کے چہرے پر تیزاب پھینک دیا جس سے اس کے دونوں ہاتھ، گردن اور سینہ جھلس گئے۔ تیزاب پھینکنے کے بعد ملزم اپنے ساتھی کے ساتھ موٹر سائیکل پر بیٹھ کر فرار ہو گئے۔ یونیورسٹی ہذا SSP Operations کے دفتر سے چند قدم کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اس واقعہ سے عوام میں عموماً اور والدین میں خصوصاً غم و غصہ کے جذبات پائے جاتے ہیں۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس وقت رپورٹ ڈپٹی انسپکٹر جنرل آف پولیس انوسٹی گیشن لاہور مدعیہ مقدمہ مسماۃ رابعہ انجم دختر سردار محمد قیوم جٹ موضع رائے کلاں

تھانہ مصطفیٰ آباد قصور کی درخواست پر مقدمہ نمبر203 مورخہ 29-03-2006 بجرم 34/324، 506,336 ت پ اور 7 ATA کے تحت تھانہ اسلام پورہ میں برخلاف محمد عمران، محمد عرفان اور بدرالاسلام درج رجسٹر ہوا۔ مورخہ 31-03-2006 ملزمان بالاتین کو گرفتار کیا گیا اور مجاز عدالت سے ملزمان کا ریمانڈ جسمانی حاصل کیا گیا۔ دوران تفتیش ملزم بدرالاسلام کی نشاندہی پر آلہ زر تیزاب والی بوتل اور تیزاب برآمد کیا گیا اور ملزم محمد عرفان کی نشاندہی پر اس کے گھر سے واردات میں استعمال ہونے والی موٹر سائیکل نمبر LZZ 9662 قبضہ پولیس میں لی گئی جبکہ ملزم عمران کے خلاف وقوعہ ہذا میں شامل ہونے کی کوئی ٹھوس شہادت سامنے نہ آئی ہے۔ مدعی فریق سے ملزمان عمران کے بارے میں صفائی یا قسم دینے کے متعلق بات کی گئی جس پر مدعیہ کی والدہ اختر بانو نے صاف انکار کر دیا۔ مندرجہ بالاتین ملزمان کو گناہ گار قرار دے کر جوڈیشل حوالات بھجوایا جا چکا ہے اور جلد ہی اس مقدمہ کا چالان بھی عدالت میں پیش کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں اور اس پر جو بھی کارروائی ہوئی ہے اس پر میں منسٹر صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ کسی بچی پر تیزاب پھینکنا اس کے قتل کرنے سے بھی بدتر جرم ہونا چاہئے اور اس بارے میں جناب وزیر قانون سے میں یہ درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ اس مقدمے کو اگر دہشت گردی کی عدالت میں نہیں بھیجا گیا تو اسے اس میں ضرور شفٹ کریں۔ یہ واقعات بہت بڑھ گئے ہیں اور یہ اتنا گھناؤنا جرم ہے کہ جس کا کوئی آدمی تصور بھی نہیں کر سکتا۔ میں جناب وزیر قانون سے یہ درخواست کروں گا اور وہ آئندہ کے لئے بھی ہمیں یقین دہانی کرائیں کہ اس مقدمے میں بھی جن ظالموں نے جو اتنا بڑا ظلم کیا ہے ان کے مقدمے کو دہشت گردی کی عدالت میں بھیجیں اور ان کے خلاف سخت ترین کارروائی ہونی چاہئے اور عبرت کا نشان بنانا چاہئے جو ہماری بچیوں، ہماری بیٹیوں اور ہماری بہنوں کے ساتھ اس طرح کا گھناؤنا فعل کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ گینگ ریپ سے بھی سو گنا زیادہ گھٹیا اور بدترین عمل ہے۔ اس کے نتیجے میں تو وہ بچیاں زندہ درگو ہو جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ اس نوعیت کے جو تمام کیسز ہیں وہ دہشت گردی کی عدالت میں جانے چاہئیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں معزز رکن کے جذبات کے ساتھ سو فیصد اتفاق کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ کوئی بھی ذی شعور انسان کے یہی جذبات ہونے چاہئیں اور بچیاں سب کی ایک جیسی ہوتی ہیں۔ میں اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ یہ ایک ایسا فعل ہے کہ جس سے ایک بچی کی ساری زندگی تباہ ہو جاتی ہے۔ میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ اس کا چالان انسداد دہشت گردی کی عدالت میں ہی پیش کیا جائے گا کیونکہ اس میں 7ATA لگایا گیا ہے لیکن میں اس کے علاوہ بھی معزز رکن کو اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس کیس کے لئے موثر پیروی کرنے کے لئے بھی ہدایات جاری کی جائیں گی۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، سید ناظم حسین شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! جیسا کہ ہمارے بھائی وقاص صاحب نے کہا ہے اور وزیر قانون راجہ صاحب کی بھی مہربانی کہ انہوں نے اتفاق کیا ہے میری گزارش یہ ہے کہ اس کے متعلق جتنا بھی کہا جائے کم ہے۔ جیسا کہ وقاص صاحب نے کہا کہ واقعی وہ بچیاں زندہ در گور ہو جاتی ہیں اس لئے کیوں نہ ایک ایسا deterrent and proactive قانون راجہ صاحب لے کر آئیں کہ آئندہ اس قسم کا فعل جس سے بھی سرزد ہو اس کو اس کی قرار واقعی سزا ملے اور جس کے ساتھ ہو اس کی پلاسٹک سرجری اب تو کینیڈا میں کافی حد تک ایڈوانس ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس بچی کی پلاسٹک سرجری گورنمنٹ کے خرچ پر ہو تاکہ وہ بچی معاشرے میں acceptable ہو اور اگر ہو سکے تو اس کا خرچ بھی مجرم سے وصول کریں اگر نہ کریں تو گورنمنٹ اپنے خرچ پر اس کی پلاسٹک سرجری کروائیں تاکہ وہ بچی جو کہ ایک زندہ چلتی پھرتی لاش ہے وہ نہ رہے بلکہ معاشرے میں اس کی acceptance ہو جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں اور میں نے پہلے بھی اس بات سے اتفاق کیا ہے اور جو محترم شاہ صاحب نے فرمایا ہے اس کے متعلق میں ذاتی طور پر متعلقہ حکام سے کہوں گا۔ وہ رابطہ کریں گے اگر کسی قسم کی بھی گورنمنٹ کی طرف سے ان کو financial assistance علاج معالجہ کے لئے یا پلاسٹک سرجری کے لئے ضرورت ہوئی تو انشاء اللہ تعالیٰ تعمیل کی جائے گی۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ چونکہ محرک اس کو مزید press نہیں کرنا چاہ رہے لہذا تحریک dispose of ہوئی۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 309 سید احسان اللہ وقاص، محترمہ زیب النساء قریشی صاحبہ! محترمہ طاہرہ منیر صاحبہ! جی، محترمہ زیب النساء قریشی پیش کریں گی۔

مظفر گڑھ کے قریب چوک پرمٹ کے علاقہ میں مسلح افراد کی کاشتکار کی بیٹیوں سے زیادتی

محترمہ زیب النساء قریشی: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ ''نوائے وقت'' مورخہ 30۔ مارچ 2006 کی خبر کے مطابق مظفر گڑھ کے قریب چوک پرمٹ کے علاقہ میں مسلح افراد نے غریب کاشتکار کی دو بیٹیوں سے سر عام زیادتی کی اور ایک لڑکی کو اٹھا کر ساتھ لے گئے۔ تفصیل کے مطابق بستی رام پور کی بستی جوئیہ کا کاشتکار محمد نواز جوئیہ اور اس کا بیٹا جاوید جوئیہ گھر سے باہر گئے ہوئے تھے کہ محمد عیسیٰ خلیل اور بشیر وغیرہ ان کے گھر گھس آئے اور گھر کی خواتین کے سامنے دو بہنوں اٹھارہ سالہ جندن مائی اور شادی شدہ صغراں کو صحن میں لے آئے اور برہنہ کر کے اجتماعی زیادتی کی۔ گھر کی خواتین نے ملزمان کو خدا کے واسطے دیئے مگر ملزموں پر کوئی اثر نہ ہوا۔ اس دوران ملزمان ہوائی فائرنگ بھی کرتے رہے۔ ملزمان دونوں بہنوں کو اٹھا کر ساتھ لے گئے اور شادی شدہ صغراں کو برہنہ حالت میں چھوڑ گئے۔ جبکہ جندن مائی کو ملزمان ساتھ لے گئے۔ اس واقعہ سے عوام میں خوف وہراس کی فضا پائی جاتی ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری اس تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب سپیکر! جن واقعات کا تحریک التوائے کار میں ذکر کیا گیا ہے وہ درست ہیں اور اس سلسلے میں مقدمہ نمبر 122 مورخہ 06-03-29 کو درج ہو چکا ہے۔ دوران تفتیش پولیس نے مغویہ جندن مائی کو برآمد کیا اس کا بیان زیر دفعہ 161 ت پ لے کر اس کا طبی ملاحظہ کروایا گیا۔ مغویہ جندن مائی کو مجسٹریٹ کے روبرو پیش کر کے اس کا بیان زیر دفعہ 164 ت پ قلمبند کروایا گیا۔ جس میں اس نے بیان کیا کہ سلیم، وزیر، غلام عباس، محمد عیسی، خلیل اور بشیر نے اس کے ساتھ باری باری زیادتی کی ہے۔ اس پر اسلامی حدود کی دفعات کے تحت مقدمہ ایزاد کیا

گیا۔ دوران تفتیش امیر بخش، خلیل احمد، غلام عباس، محمد ریاض کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ مزید تفتیش جاری ہے جلد ہی اس کی تفتیش مکمل کر کے چالان عدالت میں پیش کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: شکریہ

محترمہ زیب النساء قریشی: جناب سپیکر! آئے دن ایسے واقعات ہوتے رہتے ہیں۔ میں یہ چاہتی ہوں کہ ایسے واقعات کے خلاف سخت قسم کا قانون بنایا جائے کہ کوئی بھی گھروں کے تقدس کو پامال نہ کرے۔ خواتین اور بچیوں کی عزتیں محفوظ ہوں۔

جناب سپیکر! محمد بن قاسم صرف 17 سالہ نوجوان تھا اور وہ ایک عورت کی پکار پر یہاں آیا اور آج ہم سب یہاں اسی وجہ سے مسلمان ہیں۔ جناب! خواتین یہ کہتی ہیں کہ آج ایک اور محمد بن قاسم پیدا ہو اور آئندہ کے لئے کسی بھی ظالم کو اس قسم کی جرأت نہ ہو۔ فوری طور پر اگرچہ قانون ہے لیکن اس سے بھی سخت قانون ہو کہ آئندہ ہر لڑکی کی عزت محفوظ ہو سکے اور کوئی بھی آرام سے اپنے گھر میں رہ سکے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ چونکہ محرک اس کو مزید press نہیں کرنا چاہ رہیں لہذا تحریک dispose of ہوئی۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 315 محترمہ فرزانہ راجہ کی ہے۔

مین بازار دھرم پورہ (لاہور) میں دن دہاڑے ڈاکا

محترمہ فرزانہ راجہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 5۔ اپریل 2006 کو بوقت دن 12 بجے مین بازار دھرم پورہ لاہور میں معمول کے مطابق دکاندار اپنا کاروبار کر رہے تھے کہ اچانک تین موٹر سائیکلوں پر سوار پانچ ڈاکوؤں نے آ کر بشارت جیولری شاپ کے گن مین ظفر کو تشدد کا نشانہ بناتے ہوئے اس سے اس کی لائسنسی گن چھین لی اور فائرنگ کر کے ڈاکوؤں نے دکان میں شوکیس کا شیشہ توڑ ڈالا اور چالیس لاکھ روپے مالیت کے طلائی زیورات لوٹ لئے۔ ڈاکو فائرنگ کرتے ہوئے ساتھ والی دکان بلال جیولری شاپ میں گھس گئے جیولرز اور سیلزمینوں کو خوفزدہ کر کے بیس لاکھ روپے کے طلائی زیورات لوٹ لئے بلال جیولری شاپ کو لوٹنے کے بعد ڈاکو ساتھ والی مقصود جیولری شاپ میں چلے گئے اور جیولر مقصود اور اس کے بھائی صدیق کو گن پوائنٹ پر یرغمال بنا کر اٹھارہ لاکھ روپے مالیت کے طلائی

زیورات لوٹ لئے اور اندھا دھند فائرنگ کرتے ہوئے فرار ہو گئے۔ دن دہاڑے ڈکیتی کے یکے بعد دیگرے تین وارداتوں سے صوبائی دارالحکومت (لاہور) کے عوام میں بالخصوص خوف وہراس پایا جا رہا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس سلسلے میں میری پہلی گزارش یہ ہے کہ تحریک التوائے کار 315 اور 317 دونوں ایک ہی ہیں اور دونوں کو اکٹھا کر لیا جائے۔ ہم 315 پر بات کر رہے ہیں اس کے بعد 317 حاجی اعجاز صاحب کی ہے وہ بھی ایسی ہی نوعیت کی ہے۔ دونوں کو اکٹھا take up کر لیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس سلسلے میں گزارش ہے کہ 6۔اپریل کو تحریک التوائے کار جمع کروائیں گئیں تھیں۔24۔ اپریل کو ہم نے اس کا جواب دے دیا تھا۔ جواب کے مطابق مقدمہ نمبر 143 مورخہ 5/4/2006 کو درج ہو چکا ہے اس میں مزید انہوں نے کہا تھا کہ تفتیش جاری ہے۔ اس میں، میں نے update جواب مانگا ہوا ہے کیونکہ اس واقعہ کو تقریباً دو تین مہینے ہو گئے ہیں تو میری استدعا ہے کہ اگر Monday تک اس کو pending فرما لیں۔ Monday کو میں اس کا update جواب دے دوں گا۔

جناب سپیکر: جی، حاجی صاحب! اس کو Monday تک pending کر دیں۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! کیا راجہ صاحب کو update جواب ملا نہیں؟ میرے علم میں ہے کہ متعلقہ ڈاکو گرفتار ہو چکے ہیں اور ان سے مال بھی برآمد کر لیا گیا ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ یہ مجھے update جواب دے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں اسی لئے عرض کر رہا ہوں کہ میرے پاس update جواب نہیں ہے میں Monday کو اس کا update جواب دے دوں گا۔

(اس مرحلہ پر تحریک التوائے کار نمبر 315 کے ساتھ 317 کو بھی take up کیا گیا
اور pending کیا گیا)

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ یہ تحریک Monday تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار 320 سید حسن مرتضیٰ، حاجی محمد اعجاز، ملک اصغر علی قیصر۔ جی، حاجی صاحب!

لاہور کے بڑے ہسپتالوں میں سی ٹی سکین مشین کی عدم دستیابی کی وجہ سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا

حاجی محمد اعجاز: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 6-اپریل 2006 کو ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق لاہور بھر کے 16 سرکاری ہسپتالوں میں سے 10 ہسپتال جن میں لیڈی ولنگڈن، لیڈی ایچیسن، گورنمنٹ میاں محمد منشی، گورنمنٹ کوٹ خواجہ سعید شاد باغ، گورنمنٹ نواز شریف ہسپتال، یکی گیٹ، پنجاب ڈینٹل، گورنمنٹ سید مٹھا، گورنمنٹ مزنگ، گورنمنٹ ہسپتال چوہان روڈ سانده کلاں اور گورنمنٹ ہسپتال پاتھی گراؤنڈ گوالمنڈی شامل ہیں، میں سی ٹی سکین کی مشین عدم دستیابی کے باعث مریضوں کو خاص کر خواتین کو دیگر ہسپتالوں یا پھر پرائیویٹ طور پر مہنگے داموں سی ٹی سکین ٹیسٹ کروانے پڑتے ہیں۔ جن چھ بڑے ہسپتالوں میں یہ سہولت ہے ان کی بھی سی ٹی سکین اکثر خراب رہتی ہے یا پھر خراب کر دی جاتی ہے۔ تاکہ لوگ پرائیویٹ لیبارٹریوں پر جو کہ انہی ڈاکٹروں کی ہیں جو سرکاری ملازمین ہیں، سے مہنگے داموں سی ٹی سکین ٹیسٹ مجبوراً کروائیں اس طرح ہزاروں مریض صرف لاہور میں خراب ہو رہے ہیں جبکہ دیگر بڑے بڑے شہروں کی صورتحال ناقابل بیان ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر صحت!

وزیر صحت: شکریہ۔ جناب سپیکر! عرض یہ ہے کہ ہم نے اس وقت تمام ٹیچنگ ہسپتالوں میں پرانے سٹی سکین کی جگہ نئے سی ٹی سکین لگا دیئے ہیں اور اس سال سروسز ہسپتال اور PIC جبکہ پچھلے سال گنگارام اور میو ہسپتال جبکہ 2003 میں جناح ہسپتال میں سی ٹی سکین لگایا گیا تھا اور لاہور سے باہر کے ٹیچنگ ہسپتال جن میں نشتر میڈیکل سنٹر، فیصل آباد، راولپنڈی میڈیکل کالج، رحیم یار خان تمام کے تمام ہسپتالوں میں سی ٹی سکین ہیں بلکہ اس وقت صورتحال یہ ہے کہ ہم ان ہسپتالوں کو MRI جو کہ سی ٹی سکین سے بھی ایڈوانس ٹیکنالوجی ہے اور پچھلے تین سالوں میں چار

نئےMRI خریدے گئے ہیں اور جن میں recently جنوبی پنجاب میں بہاولپور میں بھی نیاMRI نصب کیا گیا ہے۔ جہاں تک ان مشینوں کے disfunctional ہونے کی بات ہے تو ہم انسٹیٹیوشنز سے باقاعدہ رپورٹ لیتے ہیں اور اگر کسی انسٹیٹیوشن کا سی ٹی سکین disfunctional ہو تو اس کے ایم ایس کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر! پہلے پرچیز کے وقت contract میں کمپنیاں ذمہ داری نہیں لیتی تھیں اور اب ہم نے ان کمپنیوں کے ساتھ پرچیز کے جو contracts کئے ہیں ان میں تین سال کی وارنٹی شامل ہوتی ہے اور down time جو سی ٹی سکین کا ہو یعنی اگر ایک سی ٹی سکین مہینے کے لئے بند رہتا ہے تو کمپنی کو مزید ایک ماہ بغیر payment کے extension میں مزید وارنٹی automatically ہو جاتی ہے تو اس پراسیس سے ہم نے اس معاملے کو کافی حد تک stream line بھی کیا ہے۔ معزز رکن نے جو بات کی ہے تو اگر individual case کسی انسٹیٹیوشن میں specifically ہو تو ہمیں بتائیں اور پھر ہم اس کے مطابق کارروائی کریں گے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! میں اتنی سی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ وہاں ان مشینوں پر تعینات عملہ شریف ہونا چاہئے تاکہ مریضوں کو پریشانی نہ ہو اور یہ بہانے نہ بنائیں کہ مشین خراب ہے اور آپ کہیں اور سے کروالیں۔ وہ اسی طرح کہتے ہیں کہ آپ کہیں باہر سے کروالیں کیونکہ باہر لیبارٹریوں کے ساتھ ان کا contact ہے اور وہ باقاعدہ انہیں refer کرتے ہیں تو ایسا عملہ وہاں پر تعینات کیا جائے جن کی اچھی reputation ہو۔

شیخ اعجاز احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ اعجاز احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! میری آپ کی وساطت سے وزیر صحت سے گزارش ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ہم MRI کی صورت میں ایڈوانس ٹیکنالوجی متعارف کروا رہے ہیں اور ٹیچنگ ہسپتالوں میں یہ زیادہ prefer کر رہے ہیں تو فیصل آباد بھی ڈاکٹر صاحب! بڑا اہم شہر ہے اور اس میں ابھی تک MRI کی سہولت موجود نہیں ہے لہذا اس بارے میں فرمادیں کہ کیا گورنمنٹ کوئی ایسا ارادہ رکھتی ہے؟

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر صحت!

وزیر صحت: جناب سپیکر! شیخ صاحب نے بڑی اہم بات کی طرف اشارہ کیا ہے۔ فیصل آباد اس وقت پاکستان کا تیسرا بڑا شہر ہے اور پنجاب کی جو ایکسپورٹ ہیں پاکستان کی ترقی میں اس کا بہت اہم رول ہے اور تقریباً چھ مہینے پہلے وزیر اعلیٰ صاحب نے فیصل آباد میڈیکل کالج، الائیڈ ہسپتال کے بورڈ آف مینجمنٹ کی میٹنگ چیئر کی تھی۔ بورڈ اور پرنسپل کی request پر چیف منسٹر صاحب نے approve کیا تھا کہ فیصل آباد میڈیکل کالج کو بھی MRI کی سہولت دی جائے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں ڈاکٹر صاحب کا بڑا مشکور ہوں کہ اگر انہوں نے فیصل آباد میں MRI کی سہولت دینے کے لئے وعدہ کیا ہے تو یہ وہاں کی بڑی اہم ضرورت ہے کیونکہ غریب مریض بیچارے پرائیویٹ لیبارٹریوں میں 15 ہزار روپے نہیں دے سکتے۔ یہ بڑی اچھی کاوش ہے تو وہاں پر جتنی جلد ممکن ہو سکے MRI install ہونی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے جی۔ چونکہ محرک اس تحریک کو مزید press نہیں کرتے اس لئے یہ Motion dispose of ہوئی۔ اگلی تحریک حاجی محمد اعجاز اور ملک اصغر علی قیصر کی 325 ہے۔ جی، حاجی صاحب!

ٹرانسپورٹرز کا حکومتی نوٹیفکیشن میں متعین کرایوں سے زائد وصول کرنا

حاجی محمد اعجاز: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 5۔ اپریل 2005 کی ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق حکومت پنجاب کے کرایوں میں اضافے کے نوٹیفکیشن کے بعد گزشتہ ایک ماہ سے لاہور سمیت پنجاب کے شہری زائد کرایہ دے رہے ہیں۔ کسی بھی قسم کی کارروائی ابھی تک نظر نہیں آئی اور نہ ہی کسی ٹرانسپورٹ کمپنی کے روٹ پرمٹ کینسل کئے گئے ہیں۔ اربن ٹرانسپورٹ سسٹم نے ملی بھگت کر کے ابھی تک بسوں میں جعلی کرائے نامے لٹکا رکھے ہیں۔ صوبائی دارالحکومت میں پبلک ٹرانسپورٹ کی قلت اور ٹرانسپورٹرز کی طرف سے ناجائز اوور چارجنگ نے مسافروں کو ناکوں چنے چبوا دیئے ہیں جس کے سبب مسافروں کو نہ صرف دوسرے سٹاپ کا کرایہ سات روپے کی بجائے دس روپے اور دور کے سفر کا دس روپے کی بجائے چودہ روپے کے ٹکٹ پر سفر کرنا پڑ رہا ہے۔ ٹرانسپورٹرز مسافروں کو

سفری سہولیات دینے کی بجائے محکمہ ٹرانسپورٹ کے جعلی کرائے نامے دکھا رہے ہیں۔ انتظامیہ حرکت میں آنے کی بجائے خاموش تماشائی کا کردار ادا کر رہی ہے جس کی وجہ سے لاہور شہر کی عوام اور پورے پنجاب کی عوام میں حکومت کے خلاف شدید نفرت پائی جاتی ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر ٹرانسپورٹ!

وزیر ٹرانسپورٹ: شکریہ۔ جناب سپیکر! محکمہ ٹرانسپورٹ نے لاہور میں اربن روٹس پر چلنے والی بسوں اور ویگنوں کے کرائے میں اضافہ بذریعہ نوٹیفکیشن 06-03-25 کیا جس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

فاصلہ چار کلومیٹر تک	-/6 روپے
ایک تا چار اور چار تا آٹھ کلومیٹر تک	-/8 روپے
ایک تا آٹھ اور آٹھ تا دس کلومیٹر تک	-/10 روپے
ایک تا 14 اور 14 تا 22 کلومیٹر تک	-/12 روپے
22 کلومیٹر سے 32 کلومیٹر	-/14 روپے

مندرجہ بالا نوٹیفکیشن سے پہلے عوام سے 06-03-23 تک تجاویز /اعتراضات مانگے گئے لیکن اس سے قبل کہ نوٹیفکیشن جاری ہوتا۔ کئی جگہ سے زائد کرایہ وصول کرنے اور جعلی کرائے ناموں کی شکایات موصول ہوئیں جس پر ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی اور پنجاب پراونشل ٹرانسپورٹ اتھارٹی کے عملہ نے سخت کارروائی کرتے ہوئے 265 گاڑیوں کے چلان کئے 128 کو تھانوں میں بند کیا اور مبلغ ایک لاکھ 26 ہزار 200 روپے جرمانہ وصول کیا۔ 06-03-25 کے نوٹیفکیشن کے مطابق پہلی سٹیج جس پر سروے کے مطابق 50 فیصد سے زائد لوگ سفر کرتے ہیں، کوئی اضافہ نہیں کیا گیا۔ دوسری سٹیج کا کرایہ -/10 روپے نہیں بلکہ -/8 روپے ہے اور دور کا سفر کرنے والوں کے فی کلومیٹر کرائے میں کمی ہوتی چلی گئی ہے جیسا کہ اوپر چارٹ میں دکھایا گیا ہے۔ مندرجہ بالا کرایہ نامہ سے زائد کرایہ وصول کرنے یا کسی بے ضابطگی کی صورت میں ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی جو ضلعی حکومت کے دائرہ کار میں کام کر رہی ہے، سخت کارروائی کرتی ہے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! واقعی بہت سی ایسی بسیں تھیں جنہوں نے اوور چارجنگ کی تھی لیکن میں حلفاً یہ بات کہتا ہوں کہ پہلی سٹیج کا کرایہ -/6 روپے نہیں بلکہ -/7 روپے ہے اور وہ آج بھی وصول کیا جارہا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ پنجاب ٹرانسپورٹ نے ان کے جو چالان کئے ہیں تو وہ پیسا حکومت کو چلا گیا اور پبلک کو اس سے کوئی ریلیف نہیں ملا تو میں یہ چاہتا ہوں کہ پبلک کو ریلیف ملے۔ پہلی سٹیج کا کرایہ -/6 روپے اور دوسری کا انہوں نے -/8 روپے بتایا ہے۔ ٹرانسپورٹر وہ چارج نہیں کر رہے بلکہ پہلی سٹیج کا کرایہ -/7 روپے اور دوسری کا -/10 روپے کر رہے ہیں اس لئے یہ اس بات کی یقین دہانی کروائیں۔ نہیں تو یہ میرے ساتھ چلیں اور ابھی میں بس پر بیٹھنے کو تیار ہوں اور وہ ہم سے -/7 روپے ہی لیں گے اس کا جواب دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جیسے آپ کہہ رہے ہیں کہ وزیر ٹرانسپورٹ کے نوٹس میں یہ بات آئی ہے اور آپ نے بھی اس کی وضاحت کر دی ہے اور وہ پہلے ہی ایکشن لے رہے ہیں تو وہ اس میں بھی دیکھ لیں گے اور جو مناسب ہوگا وہ کریں گے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! بات یہ نہیں ہے بلکہ بات یہ ہے کہ انہوں نے ٹھیک کہا ہے کہ پہلی سٹیج کا کرایہ -/6 روپے ہے اور میں بھی مانتا ہوں کہ -/6 روپے ہے لیکن -/6 روپے لیا نہیں جارہا اور آج بھی -/7 روپے ہی لیا جارہا ہے اس بارے میں یہ سخت ایکشن لیں۔ حکومت نے جو چالان کئے اس کا فائدہ تو حکومت کو ہوا عوام کو تو کوئی ریلیف نہیں ملا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: حاجی صاحب! چالان تو اس لئے کیا کہ وہ زیادہ کرایہ وصول کر رہے تھے۔ مزید وہ اس بارے میں توجہ فرمائیں گے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! اس سے پبلک کو کیا ریلیف ملا، چالان کرنے کا عوام کو کیا فائدہ ہوا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جو over charge کر رہے ہیں آخر ان کو سزا تو ملنی چاہئے۔

حاجی محمد اعجاز: لیکن اصل ریلیف تو یہ ہے کہ عوام سے وہ کرایہ وصول کیا جائے جو محکمہ ٹرانسپورٹ نے ان کو دیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مقصد یہ ہے کہ عوام کو ریلیف ملے۔

وزیر ٹرانسپورٹ: جناب سپیکر! جو میرے معزز بھائی بات کر رہے ہیں میں ان سے بالکل اتفاق نہیں کرتا۔ پہلے سٹیج کا کرایہ چھ روپے ہے اور اگر ان کے علم میں کسی جگہ پر کوئی زائد کرایہ وصول

کرنے کی بات ہے تو یہ میرے ساتھ بات کریں ہم ان کے خلاف سخت ایکشن لیں گے۔ ہم نے ایک دن کے اندر ایک لاکھ 26ہزار روپے چالان کیا ہے اگر کوئی گاڑی کسی روٹ پرviolation کرتی ہے تو جو قانون ہمیں اجازت دیتا ہے اس کے تحت ہم کارروائی کر سکتے ہیں اور کرتے ہیں۔ اگر ان کے علم میں ایسی کوئی بات ہے کہ کسی جگہ پر بھی کرایہ زائد وصول کیا جا رہا ہے تو یہ میرے علم میں لائیں میرے ساتھ بیٹھیں ہم ان کے خلاف سخت ایکشن کریں گے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! میں ابھی ان کو بتاتا ہوں کہ نیو خان کی بسیں جلو موڑ سے چلتی ہیں اور وہ پہلے سٹیج پر -/7 روپے کرایہ وصول کرتی ہیں آج بھی کر رہی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ جو بات کر رہے ہیں وزیر موصوف اسی کا جواب دے رہے ہیں کہ آپ ان کے پاس بیٹھیں وہ ایکشن لیں گے۔

حاجی محمد اعجاز: میں ان کو پوائنٹ آؤٹ کر رہا ہوں یہ چیک کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لیکن آپ کو ان کے ساتھ بیٹھنے میں کوئی حرج تو نہیں ہے۔ دیکھیں آپ بھی agree کر رہے ہیں وہ بھی agree کر رہے ہیں یہ مسئلہ حل ہو جائے گا انشاء اللہ۔

محترمہ صغیرہ اسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی!

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! یقین کریں بغیر کوئی نوٹس کے اور بغیر کسی وجہ کے جتنی بھی ٹرانسپورٹ لاہور شہر کے اندر چلتی ہیں انہوں نے ایک ماہ کے اندر چار پانچ دفعہ کرایہ بڑھایا ہے اور اپنی مرضی سے جیسے وہ چاہتے ہیں کرایہ وصول کرتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ جو غریب طبقہ ہے جو بہت دور سے اپنے کاموں کے سلسلے میں آتے ہیں جب وہ بیس تیس روپے روزانہ کرایہ دے دیتے ہیں تو ان کے پاس کچھ نہیں بچتا۔ تو میں وزیر موصوف سے یہ عرض کروں گی کہ یہ چیک کیا کریں اور اپنے محکمے والوں سے چیک کروایا کریں۔ ہم جو کہتے ہیں وہ غلط نہیں ہوتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ غلط نہیں کہہ رہی ہیں بلکہ وہ یہی کہہ رہے ہیں آپ ان کے پاس جائیں ان کی رہنمائی کریں اور جہاں جہاں ایسا سقم ہے اس کو درست کریں۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! میں نے اس لئے کہا تا کہ ان کے علم میں آجائے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ایک جگہ پھاٹک ہے، ایک ماڈل ٹاؤن موڑ ہے مختلف جگہوں پر ان کے آدمی کھڑے ہوتے

ہیں جو منتھلی وصول کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ چونکہ تم نے منتھلی دے دی ہے تم جو مرضی چاہو کرو تمہارا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے وزیر موصوف! آپ ان کی میٹنگ بلا لیں اور ان کے ساتھ بیٹھ کر ان کے مسئلے کو حل کر دیں۔

وزیر ٹرانسپورٹ: جناب سپیکر! معزز رکن کی بات میں بڑا واضح ابہام ہے کہ پھاٹک پر لوگ کھڑے ہوتے ہیں جو منتھلی لیتے ہیں یہ بتائیں کہ کون لوگ کھڑے ہوتے ہیں؟

محترمہ صغیرہ اسلام: آپ میرے ساتھ ابھی چلے جائیں، آپ تو کبھی ویگن میں آئے ہی نہیں۔

وزیر ٹرانسپورٹ: جناب سپیکر! ایک طریق کار ہے انہوں نے پوائنٹ آؤٹ کیا ہے اب مجھے جواب دینے دیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ پھاٹک پر لوگ کھڑے ہوتے ہیں۔ یہ مجھے بتائیں کہ کون سے پھاٹک پر لوگ کھڑے ہوتے ہیں اس سے پہلے بھی میرے معزز رکن نے بات کی ہے میں ان سے بھی گزارش کرتا ہوں اور آپ سے بھی گزارش کرتا ہوں یہ قطعاً بے بنیاد بات ہے کہ چھ روپے کرایہ ہے اور وصول -/7 روپے کئے جا رہے ہیں۔ جب بھی میرے علم میں کوئی معزز رکن بات لے کر آئے ہیں میں نے اس پر ایکشن لیا ہے اور ہم اب بھی ایکشن کرنے کے لئے تیار ہیں وہ کمپنی چاہے کسی کی بھی ہو اس میں کوئی دو رائے نہیں ہے۔ اگر کسی جگہ پر زائد کرایہ وصول کیا جا رہا ہے، کسی جگہ پر اگر کوئی غیر قانونی کام کیا جا رہا ہے آپ میرے علم میں لائیں ہم آپ کے مشکور ہوں گے اگر آپ کسی جگہ کی نشاندہی کریں گے اور یہ قطعاً ایسی بات نہیں ہے کہ یہ اقتدار والے لوگوں کی بات ہے اور یہ اپوزیشن کے لوگوں کی بات ہے اگر آپ نشاندہی کریں تو ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس پر ایکشن کریں گے۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! میں نے وزیر موصوف کو اسی لئے عرض کیا ہے کہ یہ گنگا رام ہسپتال کے باہر چلے جائیں اور پھاٹک پر چلے جائیں وہ آدمی منتھلی لیتے ہیں اگر یہ کہتے ہیں تو میں پروف بھی لا کر دے دیتی ہوں کیونکہ میں ویگن میں جاتی ہوں اس لئے مجھے اندازہ ہے آپ بھی ایسا کریں کہ آپ ویگن پر جائیں پھر آپ کو اندازہ ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ جی، اس کو dispose of کیا جاتا ہے اور وزیر موصوف معزز ممبران سے مل کر جو بھی مناسب ہو گا وہ کارروائی کریں۔ اب تحریک التوائے کار ختم کی جاتی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، راناصاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! ایک موشن نمبر 521 ہے اس میں ایک female سکول ٹیچر ہے اور وہ بھی اسی طرح کی صورتحال سے دوچار ہے جس طرح کا معاملہ پہلے سید احسان اللہ وقاص صاحب کی موشن میں discuss ہوا ہے تو میری یہ گزارش ہے کہ اس سے پہلے کہ بہت دیر ہو جائے تو اس معاملے کو آج آپ ٹیک اپ کر لیں وزیر تعلیم یہاں پر موجود ہیں تو پیر کو اس کا جواب آ جائے اور اس مظلوم کو ریلیف مل جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ آپ اس کو پیر کو ٹیک اپ کریں ابھی لاء اینڈ آرڈر پر discussion ہونی ہے تو ٹائم نہیں ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اگر آپ اس کو پیر کے لئے منظور فرمالیں تو آپ وزیر تعلیم سے کہہ دیں کہ وہ اس کا جواب حاصل کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اس دن پیش کر دیں انشاء اللہ تعالیٰ ٹیک اپ کر لیں گے اس میں ایسی کیا بات ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: ٹھیک ہے میں ان کو کاپی دے دیتا ہوں۔

سرکاری کارروائی

عام بحث

تھانوں کے ماحول کی اصلاحات کے لئے بحث اور تجاویز

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم اہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں اور آج کے ایجنڈے پر Thane Environment Reform Proposal پر عام بحث ہے۔ بحث کا آغاز وزیر قانون کریں گے۔

چودھری اصغر علی گجر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی!

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ کراچی پاکستان کا جو بہت بڑا شہر ہے اور منی پاکستان کہلاتا ہے اور پورے پاکستان سے لوگ وہاں پر کاروبار کرنے کے لئے

گئے ہوئے ہیں اور خاص طور پر پنجاب کے جو جنوبی اضلاع ہیں میانوالی، بھکر، لیہ، مظفر گڑھ، ڈی جی خان ملتان، بہاولپور وغیرہ سے بہت زیادہ لوگ وہاں پر مزدوری کرتے ہیں اور ملازمتیں کرتے ہیں لیکن وہاں پر جو صورتحال ہے وہ یہ ہے کہ کراچی کے اندر ہمارے جو لوگ ملازمتیں کرتے ہیں اور مزدوری کرتے ہیں ان میں سے بہت سے لوگ اس وقت قتل ہو چکے ہیں۔ ہمارے علاقے کے بطور خاص ابھی جو انسپکٹر قتل ہوا اس کا تعلق بھی ہمارے علاقے سے تھا تو میں یہ کہتا ہوں کہ جو لوگ ہمارے علاقے سے قتل ہو رہے ہیں ہمارا یہ حق بنتا ہے کہ ہم ان کے لئے آواز بلند کریں میں آپ کے ذریعے سے حکومت پنجاب کو یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ وہ حکومت سندھ سے یہ بات کہے اور ان سے احتجاج کرے کہ جو لوگ پنجاب کے اور خاص طور پر جنوبی اضلاع کے لوگ وہاں پر محنت مزدوری کرتے ہیں اور ملازمتیں کرتے ہیں اور محکمہ پولیس میں ہیں جنہیں دھڑا دھڑ قتل کیا جا رہا ہے ان کا تحفظ کرے اور میں تو یہ کہتا ہوں کہ اگر یہاں سے کوئی کمیٹی بنے وہاں کے گورنر کو جا کر احتجاج کرے کہ ایم کیو ایم کو نکیل ڈالے ان کے دہشت گردوں کو سمجھائے اور لوگوں کا تحفظ کرے۔ بہت مہربانی، بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر قانون! بحث کا آغاز کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ موجودہ حکومت نے برسر اقتدار آنے کے بعد محکمہ پولیس کی بہتری کے لئے مختلف اقدامات کئے اور ان تمام اقدامات کے پیچھے جو نیت کارفرما تھی وہ یہی تھی کہ لوگوں کو انصاف ملنا چاہئے اور یہ تاثر کہ قانون صرف غریب کے لئے ہوتا ہے اور انصاف صرف امیر کے لئے اس کو ختم کیا جائے اور ایک ایسا معاشرہ تشکیل دیا جائے جہاں پر سب کو انصاف ملے اور صرف انصاف باتوں تک محدود نہ ہو بلکہ انصاف ہوتا ہوا نظر بھی آنا چاہئے تو اسی سوچ کے پیش نظر مختلف initiatives لئے گئے جس میں بے شمار initiatives ہیں میں اس وقت ان کا ذکر نہیں کروں گا۔ پولیس کا محکمہ وسائل کے حوالے سے ایک طویل عرصہ سے نظر انداز چلا آ رہا تھا، اس کو وسائل فراہم کئے گئے۔ شاہراہوں کو محفوظ بنانے کے لئے پولیس پوسٹوں کا قیام عمل میں لایا گیا لیکن ایک بنیادی جو پولیس کی میں سمجھتا ہوں کہ hub activity ہے اور یہاں عام آدمی کا سب سے پہلا جو رابطہ ہوتا ہے وہ تھانہ ہے۔ ایک طویل عرصہ سے تھانے کی بہتری کے لئے کوئی اقدامات نہیں کئے گئے تھے تو چیف منسٹر پنجاب کے نوٹس میں بارہا یہ بات لائی گئی۔ انھوں نے اس بات سے اتفاق

کیا کہ تھانے کے ماحول کو بہتر ہونا چاہئے اور ہمیں تھانے کے ماحول کی بہتری کے لئے، working conditions بہتر بنانے کے لئے، لوگوں کو انصاف کی فراہمی کے لئے اقدامات کرنے چاہئیں۔ چیف منسٹر صاحب نے میری سربراہی میں ایک کمیٹی بنائی اور اس کمیٹی میں متعلقہ پولیس سے افراد کو لیا گیا، سوسائٹی کے باقی segments جتنے ہیں وکلاء سے مشورہ کیا گیا، جوڈیشری سے مشورہ کیا گیا اور چند ایک سفارشات ہم نے مرتب کیں جس کے متعلق چیف منسٹر صاحب کا یہ خیال ہے اور یہ فیصلہ اس کے پیش نظر انھوں نے کیا کہ وہ سفارشات اس معزز ایوان میں بھی لائی جائیں تاکہ معزز ممبران بھی ان کی بہتری کے لئے اپنی تجاویز دیں تاکہ ان کو مزید بہتر بنایا جا سکے اور ایک عام آدمی کو جو تھانے سے متعلق شکایات ہیں وہ دور کی جا سکیں تو ایک عام آدمی کو تھانے کی سطح پر ریلیف پہنچانے کے لئے یہ ایک کوشش ہے۔

جناب سپیکر! میں یہاں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں اس بات کو ضرور ذہن میں رکھنا چاہئے کہ اس معزز ایوان کی طرف سے جو وقتاً فوقتاً تجاویز آتی رہی ہیں، ہم ان پر عملدرآمد کرتے رہے ہیں اور آج بھی میں یقین دلاتا ہوں کہ ان ریفارمز کو بہتر بنانے کے لئے جو بھی تجاویز آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ ہم صدق دل سے ان پر عمل بھی کریں اور ان سفارشات کو مزید بہتر بنانے کی کوشش کریں گے لیکن میں معزز اراکین سے بھی یہ استدعا کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں بات کرتے وقت صرف اس بات کو مدنظر رکھنا چاہئے کہ ہم تنقید برائے تنقید نہیں کر رہے بلکہ ہم تنقید برائے اصلاح کر رہے ہیں۔ میں آپ کے توسط سے تمام معزز اراکین جو کہ دونوں اطراف میں بیٹھے ہوئے میرے بھائی ہیں کہ جو بھی تجویز برائے اصلاح ہو گی انشاء اللہ تعالیٰ اس پر عمل کیا جائے گا۔

جناب سپیکر! جیسے میں نے پہلے کہا ہے کہ تھانہ ہمارا ایک basic unit ہے اور تھانے میں صرف یہی نہیں کہ تھانے کے ساتھ interaction جو ہے وہ criminals کا ہوتا ہے یا کسی کے ساتھ کوئی زیادتی ہو جاتی ہے، ویسے بھی تھانے کے ساتھ interaction ایک عام شہری کا بیشمار حوالوں سے ہو سکتا ہے۔ رجسٹریشن آف کیسز کے حوالے سے تھانے کے ساتھ interaction ہوتا ہے، جو ناقابل دست اندازی جرائم ہیں ان کی disposal کے لئے بھی تھانے کے ساتھ رابطہ کرنا پڑتا ہے۔ ڈیلی رپورٹوں کے اندراج کے لئے بھی تھانہ ہی ہمارا بنیادی مرکز ہے۔ کریکٹر کی تصدیق کے لئے تھانے میں جانا پڑتا ہے۔ باقی جو انسدادی قوانین ہیں ان کی implementation کے لئے ہمیں تھانے سے رابطہ کرنا پڑتا ہے۔ تفتیش اور ایکسیڈنٹ کے حوالے

سے بھی ہمیں تھانے سے رابطہ کرنا پڑتا ہے۔ پھر عدالتی احکامات کی تعمیل کے سلسلے میں بھی تھانے سے رابطہ کرنا پڑتا ہے۔ پھر اشتہاری جو ہیں ان کی گرفتاری یا ان کے متعلق اطلاعات کے لئے بھی تھانے سے رابطہ ہوتا ہے۔ لاک اپ تھانہ maintain کرتا ہے۔ آرمز اینڈ آرڈیننس کے تحت جو licenses ہیں ان کی چیکنگ، ایکسائز لاء، Explosive Act، پٹرولیم، ان تمام قوانین کے حوالے سے بھی تھانے کے ساتھ کسی نہ کسی طریقے سے ایک عام آدمی کا interaction ہوتا ہے۔ تھانہ پٹرولنگ میں بھی اپنا کردار ادا کرتا ہے، ناکہ بندی، investigation, maintaining of Law & Order، یہ وہ مختلف کام ہیں جو تھانہ سرانجام دیتا ہے لیکن جب یہ سارا کام تھانہ کر رہا ہوتا ہے تو وہاں تھانے سے متعلق ایک عام آدمی کو جو شکایات ہیں وہ کیا پیدا ہوتی ہیں؟ سب سے پہلی شکایت جو ہے وہ in polite behaviour کے متعلق پیدا ہوتی ہے کہ تھانے میں ایک عام آدمی کے ساتھ مناسب رویہ اختیار نہیں کیا جاتا۔ ایک دوسری شکایت پیدا ہوتی ہے کہ ایف۔آئی۔آر درج نہیں کی جاتی۔ پھر ایک عام attitude جو پولیس افسران کا ہے جو تھانے میں بیٹھے ہوئے ہیں اس کے متعلق عام شکایات ہوتی ہیں۔ ناکے جو لگتے ہیں وہاں پر عوام کو جو inconvenience ہوتی ہے اس کے متعلق شکایت ہوتی ہے۔ غیر قانونی حراست میں جو لوگوں کو رکھا جاتا ہے اس کی شکایات ہوتی ہیں، tortures کی شکایات ہوتی ہیں، fake encounters کی شکایات ہیں، patronizing of crimes کی شکایات ہیں، کرپشن کی شکایات ہیں، یہ وہ شکایات ہیں جو ایک آدمی کو کسی نہ کسی وقت، کسی نہ کسی حوالے سے پولیس کے متعلق پیدا ہوتی رہتی ہیں۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ کمیٹی جس نے یہ recommendations دیں اس نے یہ ساری چیزیں مدنظر رکھیں لیکن اس کے ساتھ ہی چونکہ ہم اصلاحات کی طرف جا رہے تھے، ہم بہتری کی طرف جا رہے تھے تو ہم نے یہ مناسب سمجھا کہ ہم ایک طرف عوام کی شکایات کا تو ضرور جائزہ لے رہے ہیں اور ان کے ازالے کے لئے ہم recommendations بھی دے رہے ہیں لیکن at the same time ہمیں یہ بات بھی ذہن میں رکھنی چاہئے کہ یہ لوگ جو تھانوں میں بیٹھے ہوئے ہیں ان کے بھی کوئی مسائل ہو سکتے ہیں۔ ہمیں ان حالات کو بھی دیکھنا چاہئے کہ وہ کن حالات میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ تھانے میں کام کرنے والے لوگ یا پولیس میں کام کرنے والے لوگ جو ہیں ان کو lack of job security کی مسلسل پریشانی رہتی تھی، finances stress بھی موجود، extended working hours چوبیس چوبیس گھنٹے کی ڈیوٹی ہے اس کا بھی ان

پرpressure، پولیس میں چھٹی کا کوئی concept نہیں، ویلفیئر کا کوئی مناسب انتظام نہیں، ٹرانسپورٹ کی قلت، صحت کی سہولیات تھانے کی سطح پر بالکل ناپید، تھانے کی جو عمارتیں ہیں ان کی صورتحال کا تسلی بخش نہ ہونا، residential accommodation بالکل ناکافی، improper messing arrangements کھانے پینے کا کوئی مناسب بندوبست نہیں اور poor hygienic conditions یہ تھانے کے مسائل تھے جو کہ کمیٹی کے سامنے آئے۔ ان تمام کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم نے یہ دیکھا کہ اب ان کو دور کیسے کیا جائے۔ ہم نے جو recommendations دیں ان میں

Improvement in working environment at the Police Station, improvement in service condition and police office, reducing work load and stress management, improvement in attitude of police offices, welfare measures and emphasis on training, accountability of police officers, improvement of image of the police or role of the police leadership in bringing positive things.

ان ساری چیزوں کو مدنظر رکھ کر ان مختلف headings میں ہم نے اپنی recommendations دیں۔

جناب سپیکر! سب سے پہلے میں ایف۔آئی۔آر کے متعلق بات کرنا چاہوں گا کہ ہم نے یہ تجویز دی کہ ایک mandatory registration of F.I.R ہونی چاہئے۔ اس کے لئے یہ ایک بہت بڑی شکایت تھی کہ تھانے میں ایف۔آئی۔آر درج نہیں ہوتی۔ اس کے لئے ہم نے جب تھوڑا probe کیا تو ہمیں سب سے زیادہ اس بات کا احساس ہوا کہ تھانے میں ایف۔آئی۔آر درج نہ ہونے کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ پولیس کی کارکردگی کا پیمانہ ہمیشہ اس کرائم چارٹ کو رکھا گیا ہے کہ کس تھانے میں کتنے کیسوں کا اندراج ہوتا ہے۔ عام طور پر جب ہم پولیس کی کارکردگی کو review کرتے تھے تو ہم کہتے تھے کہ فلاں تھانے میں اتنے کیس رجسٹرڈ ہوئے ہیں اس لئے اس علاقے کی، اس تھانیدار کی، اس ضلع کی یا اس ایس۔ڈی۔پی۔او کی کارکردگی مناسب نہیں ہے اس لئے کیسوں کی رجسٹریشن میں اضافہ ہوا ہے۔ یہ ایک عام شکایت پیدا ہوتی تھی تو چیف منسٹر صاحب نے یہ فیصلہ کیا کہ آئندہ پولیس کی کارکردگی کو جرائم کی شرح میں اضافہ یا رجسٹریشن آف کیسز کے حوالے سے

نہیں دیکھا جائے گا بلکہ اس کو detection کے حوالے سے دیکھا جائے گا کہ پولیس کے پاس درج ہونے والے کیسوں میں detection rate کیا رہتا ہے۔

جناب سپیکر! میں یہاں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پولیس نے اس سلسلے میں کچھ اقدامات پہلے سے کئے تھے اور اس میں، میں یہ بھی ذکر کرنا چاہوں گا کہ اب ہم نے ہر تھانے میں ایک رپورٹنگ سنٹر قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے، کچھ تھانوں میں یہ رپورٹنگ سنٹر قائم ہو چکے ہیں کیونکہ یہ سارے میرے معزز بھائی اس بات سے اتفاق کریں گے کہ کوئی بھی شریف آدمی جب تھانے میں جاتا تھا تو سب سے پہلے اس کا رابطہ ایک محرر سے ہوتا تھا۔ اب محرر عام طور پر ایک میٹرک پاس شخص وہاں بیٹھا ہوا ہے جو ایف۔ آئی۔ آر بھی لکھ رہا ہے جو دیگر کاموں میں بھی مصروف ہے، ایک کرسی اس کے پاس پڑی ہوئی ہے، پہلی بات یہ ہے کہ اگر کوئی شریف آدمی وہاں جاکر کھڑا ہو جاتا تھا اس بات کے انتظار میں کہ مجھے کب یہ شخص کہے گا کہ جی، آپ کون صاحب ہیں، کہاں سے تشریف لائے ہیں؟ آپ تشریف رکھیں، میں آپ کی بات سنتا ہوں۔ یہ کوئی بات وہ نہیں کرتا تھا بلکہ سر نیچے کرکے اپنی لکھائی میں مصروف ہوتا تھا اور شریف آدمی humiliate ہو رہا ہوتا تھا کہ ایک جگہ کھڑا ہے جس کو یہ بھی نہیں کہا جا رہا کہ آپ تشریف رکھیں میں آپ کی بات سنتا ہوں۔ اس کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہر تھانے میں ایک رپورٹنگ سنٹر بنا دیا جائے جہاں کم از کم ایک سب انسپکٹر level کا ایک افسر بیٹھا ہو، وہاں اس کے پاس چار کرسیاں بھی ہوں، ایئر کنڈیشنڈ کمرہ ہو، پانی کا بندوبست ہو اور ٹیلی فون بھی ہو۔ اب جو آدمی بھی تھانے میں جائے خواہ وہ کسی بھی کام سے جائے، یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ ایف آئی آر کے اندارج کے لئے جائے۔ وہ character verification کے لئے جا سکتا ہے۔ تو کم از کم اسے بیٹھنے کے لئے ایک respectable جگہ ملے، پھر کوئی ایک ذمہ دار آدمی اس کی بات سنے۔ So ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہر تھانے میں ایک رپورٹنگ سنٹر بنایا جائے گا تاکہ جو ایک پہلا منفی تاثر پولیس کے متعلق پیدا ہوتا تھا وہ ختم کیا جا سکے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد ہم نے یہ تجویز کیا ہے کہ رپورٹنگ سنٹر سے ہٹ کر بھی کچھ جگہیں بنا دینی چاہئیں جہاں پر ایک عام شہری جا کر اپنی شکایت کا اندراج کروا سکے۔ اس کے لئے ہم CCPO، ڈی آئی جی (آپریشن)، SSP آپریشن، DPOs، ٹاؤن پولیس آفیسرز اور SDPOs کے دفاتر میں یہ سہولت بھی فراہم کر رہے ہیں کہ وہاں پر ایف آئی آر کا اندراج ہو سکے

گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب اتنے avenues کھول دیئے جائیں گے تو پھر ہمیں یقین ہے کہ انشاءاللہ تعالیٰ non-registration of FIR کی شکایت پیدا نہیں ہوگی۔

جناب سپیکر! میرے معزز دوست اس بات سے اتفاق کریں گے کہ ایف آئی آر لکھتا کون تھا؟ وہی محرر ایف آئی آر لکھتا تھا جس کی qualification matric ہوتی تھی یا بہت زیادہ ہے تو کسی تھانے میں ASI ہوگا لیکن اس کی کوئی legal know how نہیں ہوتی تھی اور نتیجہ یہ نکلتا تھا کہ جو آدمی آکر اسے کوئی stories narrate کرتا تھا اس پر وہ ایف آئی آر بناتا اور یہ اس کی judgment یا فیصلہ ہوتا تھا کہ کون کون سے law کی legal provisions attract ہو رہی ہیں۔ چنانچہ بعض اوقات یہ شکایت آتی تھی کہ انسداد دہشت گردی کی دفعہ کیوں نہیں لگائی گئی، ATA کی دفعہ لگنی چاہئے تھی، فلاں دفعہ غلط لگی ہے۔ چونکہ ایک آدمی کو legal know how ہی نہیں ہے تو ہم اس سے کس طرح expect کر سکتے ہیں کہ وہ قانون اور ضابطے کے مطابق ایک ایف آئی آر کو لکھے گا۔

جناب سپیکر! آپ اس بات سے اتفاق کریں گے کہ ایف آئی آر لکھنے والا ایک میٹرک پاس ہمارا محرر یا اے ایس آئی ہوتا ہے لیکن وہی ایف آئی آر دوسرے دن ہمارے بہت سینئر criminal lawyers کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ جس طرح یہاں ارشد بگو صاحب بیٹھے ہوئے ہیں اور دوسرے بڑے بڑے نام ہیں، ان جیسے قابل آدمی جو criminal practice کا تجربہ رکھتے ہیں۔ یہ ایف آئی آر ان لوگوں کے ہاتھوں میں ہوتی تھی اور وہ اس ایف آئی آر کی deficiencies نکال رہے ہوتے ہیں کہ یہ یہ غلطیاں اس ایف آئی آر میں ہیں۔ چنانچہ اب ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہر تھانے میں کم از کم ایک لیگل انسپکٹر ہونا چاہئے جس کو کم از کم پتا ہو کہ ایف آئی آر کیسے لکھنی ہے اور کون سی relevant sections of law attract ہوتی ہیں۔

جناب سپیکر! اس کے بعد آپ اس بات سے اتفاق کریں گے کہ ہمارے تھانوں کا سب سے بڑا مسئلہ SHOs کی تعیناتی رہی ہے۔ ہمارے سیاسی بھائی بھی ہمیشہ اس بات سے ناراض رہے ہیں، شکایات بھی پیدا ہوتی رہی ہیں کہ جی فلاں تھانے کا ایس ایچ او ان کی مرضی سے نہیں لگا ہوا۔ ہماری یہ تجاویز آنے تک پورے پنجاب میں جو ایک صورت حال چل رہی تھی، ہم نے دیکھا ہے کہ بعض تھانوں میں ایک میٹرک ایس ایچ او بھی لگا ہوا ہے جو کہ نیچے سے promote ہو کر آیا ہے اور بعض تھانوں میں گریجوایٹ، ایل ایل بی بھی ایس ایچ اوز لگے ہوئے ہیں۔ موجودہ حکومت نے،

وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویزالٰہی صاحب کی سربراہی میں یہ فیصلہ کیا ہے، ہم یہ تجاویز دے رہے ہیں، اس کی بنیاد پر یہ فیصلہ کرنا چاہتے ہیں کہ تھانوں میں SHOs کے لئے ایک criteria ہونا چاہئے۔ ہماری criteria سے مراد ہے کہ ہمیں پوری پولیس کی فہرست سامنے رکھ کر چند لوگوں کو qualify کر لینا چاہئے، on basis of his qualification, on basis of his experience and service record کہ یہ بندہ تھانے میں ایس ایچ او لگنے کا اہل ہے۔ CPO میں یہ فہرست موجود ہونی چاہئے اور پھر انھی افراد میں سے SHOs تعینات کئے جائیں نہ کہ پولیس افسر، سیاست دانوں یا کسی اور کی خواہش یا مرضی سے لگائے جائیں۔

جناب سپیکر! یہ ایک حقیقت ہے، میں نے ایک دفعہ پہلے بھی اس معزز ایوان میں یہ بات کی تھی، اپوزیشن کی طرف سے یہ بات آئی تھی اور میں نے اس سے اتفاق کیا تھا کہ ہمارے پولیس افسران کی جو promotions ہوتی ہیں اس میں ہمیں یہ ضرور دیکھنا چاہئے کہ جو شخص consider ہو رہا ہے وہ کتنی دفعہ suspend ہوا ہے کیونکہ پولیس کا محکمہ واحد ایسا محکمہ ہے جس میں suspension کو سزا نہیں سمجھا جاتا۔ کسی شخص کو آج ایک تھانے میں آپ suspend کریں گے تو دس دن کے بعد وہی شخص کسی دوسرے تھانے میں SHO لگا ہو گا۔ وہ suspension کسی طور پر بھی اس کے سروس ریکارڈ کو affect نہیں کر رہی ہوتی۔ چنانچہ ہم نے اس میں یہ بھی تجویز کیا ہے کہ SHOs کی تعینات کا جو criteria ہو اس میں سروس ریکارڈ کو ضرور مدنظر رکھنا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں یہاں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس criteria کو ہم کابینہ سے منظور کروا رہے ہیں۔ کابینہ سے منظوری کا ہمیں فائدہ یہ ہو گا کہ پھر کوئی شخص خواہ وہ پولیس افسر ہو، خواہ وہ انتظامی افسر ہو، خواہ وہ کوئی بھی ذمہ دار شخص ہو وہ اس criteria سے deviate نہیں کر سکے گا unless or until کابینہ منظوری دے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ایسا فیصلہ ہے جو کہ تاریخی فیصلہ ثابت ہو گا۔ اس کے بعد کسی کی صوابدید نہیں چلے گی بلکہ افسران، SHOs میرٹ کی بنیاد پر تعینات ہو سکیں گے۔

جناب سپیکر! یہاں پر SHOs کی تعیناتی کے لئے میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم یہ تجویز کر رہے ہیں کہ ان لوگوں کو SHOs تعینات کیا جائے جنھوں نے کورسز کئے ہوں۔ ہمارے ہاں کورسز کا concept ختم ہو چکا ہے۔ جن لوگوں نے بہت سارے کورسز کئے ہوتے ہیں

وہ باہر بیٹھے ہوتے ہیں جبکہ جس نے ایک کورس بھی نہیں کیا ہوتا وہ ایس ایچ او لگا ہوتا ہے۔ اسی طرح پریڈ کا کوئی concept نہیں ہے، physical fitness کا کوئی concept نہیں ہے۔ So یہ ساری باتیں مدنظر رکھ کر ہم ایک criteria بنانا چاہتے ہیں اور اس criteria کی بنیاد پر ہی آئندہ SHOs کی تعیناتی ہو سکے گی۔

جناب سپیکر! اس کے بعد تھانے کی سطح پر ایک سپروائزری آفیسر تعینات کرنے کی تجویز دی گئی ہے۔ جیسا کہ میں نے پہلے گزارش کی ہے کہ تھانے میں ایک ایس ایچ او بیٹھا ہوتا ہے اور اس کے علم میں ہر بات ہوتی ہے کہ اس کے تھانے میں کیا ہو رہا ہے۔ اسی ایس ایچ او کو تھانے سے نکل کر عدالتوں میں بھی جانا پڑتا ہے، اسی ایس ایچ او کو ریڈ کرنے کے لئے بھی جانا پڑتا ہے، اسی ایس ایچ او کو باہر side پر ڈیوٹی دینے کے لئے بھی جانا پڑتا ہے۔ تو بیشتر اوقات تھانہ ایس ایچ او کی موجودگی سے خالی رہتا ہے۔ چنانچہ ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ کم از کم کوئی ایک ذمہ دار افسر جس کا کام field میں نہ ہو اس کو تھانے میں موجود ہونا چاہئے، جو ایک سپروائزری رول ادا کرے۔ اسے پتا ہو کہ اس تھانے میں کسی کے ساتھ ٹارچر تو نہیں ہو رہا، اس تھانے میں کوئی اس کے نیچے بیٹھا ہوا رشوت تو نہیں لے رہا، اس تھانے میں کوئی ایسا غیر قانونی کام تو نہیں ہو رہا جو کہ ایک ذمہ دار افسر کی موجودگی میں نہیں ہونا چاہئے۔ لہذا ہم نے یہ تجویز دی ہے کہ ہر تھانے میں ایک DSP,ASP لیول کا سپروائزری آفیسر موجود ہونا چاہئے جس کی بنیادی طور پر یہ ذمہ داری ہو کہ وہ تھانے کی over all situation/working کو سپروائز کرے۔

جناب سپیکر! یہاں میں یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ جب ایک ذمہ دار آدمی تھانے میں بیٹھا ہوگا تو وہ ان معاملات پر نظر رکھے ہوئے ہوگا اور دوسرا بعض اوقات کچھ فیصلے سینئر لیول پر ہونا ہوتے ہیں تو کم از کم وہ اس پوزیشن میں ہوگا کہ وہ فیصلہ کر سکے اور at the same time وہ ایس ایچ او کو guidance بھی provide کر سکے گا۔

جناب سپیکر! ہم نے کچھ اضلاع میں City district Government بنائے ہیں۔ جس طرح کہ پہلے لاہور تھا اور اب ملتان، فیصل آباد، گوجرانوالہ اور راولپنڈی میں بھی City District Government بنائے گئے۔ City District Government کے جتنے ٹاؤن ہیں، ہمارے ان پانچ ڈویژنل ہیڈ کوارٹرز پر ہم نے یہ تجویز دی ہے کہ کم از کم ایک ایس پی اس ٹاؤن کے لئے ہونا چاہئے تاکہ سپروائزری رول اور surveillance کا رول بہتر ہو سکے۔ اسی طرح

یہاں accountability کے concept کی بات بھی کی گئی ہے کہ accountability بہت ضروری ہے۔یہاں میں اس وقت فگرز نہیں دینا چاہوں گا لیکن آپ یقین کیجئے کہ گزشتہ تقریباً ایک سال کے دوران، میں ایک یا دو درجن کی بات نہیں کرتا بلکہ ایسے سینکڑوں cases ہمارے نوٹس میں ہیں کہ جہاں پولیس افسران کے خلاف تادیبی کارروائی کی گئی ہے اور وہ صرف اسی صورت میں کی گئی ہے کہ ہمارا جو ایک سپروائزری رول ہے اس کو ہم نے improve کیا ہے اور دوسرا ہم accountability کے concept کو لے کر آئے ہیں۔اگر ہم پولیس کو اتنے زیادہ اختیارات دے رہے ہیں، اتنے زیادہ وسائل دے رہے ہیں، ان کی بہتری کے لئے اتنی زیادہ کوشش کر رہے ہیں، ہم نے پولیس سے اتنی زیادہ توقعات وابستہ کی ہوئی ہیں تو ہاں پھر پولیس کا بھی فرض بنتا ہے کہ وہ deliver کرے۔جہاں پولیس deliver نہیں کرے گی accountability کے concept کے نیچے ان کے خلاف تادیبی کارروائی بھی کی جا سکے گی۔

جناب سپیکر! ٹریننگ کے لئے میں نے پہلے بھی گزارش کی ہے کہ یہاں ایس ایچ اوز کی ٹریننگ کا کوئی concept نہیں تھا۔ ان کے لئے ایک regular tanning کے modules تیار کئے جا رہے ہیں in service ان کی ٹریننگ کا ایک باقاعدہ طریق کار ہونا چاہئے۔ جتنے بھی پولیس کے training institutes ہیں ہم ان کو upgrade کر رہے ہیں، ان کو بھی وسائل فراہم کر رہے ہیں تاکہ وہ بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کر سکیں۔

جناب سپیکر! ایک اور اہم فیصلہ جو موجودہ حکومت کرنے جا رہی ہے وہ shift system کا ہے۔پولیس ایک واحد محکمہ تھا جس میں 24 گھنٹے ڈیوٹی کا concept تھا۔ اگر آج بھی کسی شخص کو کوئی مسئلہ پیش آئے تو وہ رات ایک بجے بھی تھانے میں فون کرے تو وہ یہ expect کرتا ہے کہ وہاں پر ایس ایچ او کو موجود ہونا چاہئے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ 24 گھنٹے ڈیوٹی کا concept کسی طرح بھی بہتر کارکردگی کے لئے مناسب نہیں ہے۔اس لئے ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ابتدائی طور پر ہم ڈویژنل ہیڈکوارٹرز پر شفٹ سسٹم شروع کرنا چاہتے ہیں تاکہ ان کے duty hours مقرر ہوں اور ایک مقررہ وقت کے لئے ڈیوٹی دیں تاکہ ان کی سروس کی کوالٹی بہتر ہو سکے۔

جناب والا! میں نے ابتدا میں بھی تھانوں کے حوالے سے بات کی تھی کہ اس وقت پنجاب میں 619 تھانے ہیں۔ان میں سے صرف 160 تھانے ایسے ہیں جو اپنی satisfactory بلڈنگز میں موجود ہیں۔292 ایسے ہیں جن کی مرمت چاہئے۔31 ایسے تھانے ہیں جن کی بلڈنگ

زیر تعمیر ہیں اور باقی تھانے دوسرے محکموں کی بلڈنگز میں کام کر رہے ہیں۔ تو ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ ہمیں جس طرح وسائل میسر ہوں مرحلہ وار ان تھانوں کی بلڈنگ بنانی چاہئے نہ صرف بلڈنگ بنانی چاہئے بلکہ custom based police stations ہونے چاہئیں جہاں پر تمام سہولیات فراہم کی جائیں۔ میں ایک چھوٹی سی مثال دینا چاہتا ہوں کہ پولیس کا ایک سپاہی جو صبح چھ بجے ڈیوٹی پر آتا ہے اور باہر 45 ڈگری ٹمپریچر ہوتا ہے اور وہ ایک چوک میں کھڑا ڈیوٹی دے رہا ہے۔ اس نے اس گرمی کے موسم میں کم از کم رات 11.00 بجے تک ڈیوٹی دینی ہے اور پھر اس کے کھانے کا بھی کوئی انتظام نہیں ہے لیکن جب وہاں پر کوئی واقعہ ہو جائے تو ہم سب سے پہلا یہ سوال کرتے ہیں کہ جب یہ واقعہ ہوا اس وقت آپ کہاں تھے؟ آخر وہ انسان ہے۔ اس نے واش روم میں جانا ہے اس نے کھانا بھی کھانا ہے پانی بھی پینا ہے لیکن اس کے لئے ایسا کوئی سسٹم موجود نہیں تھا۔ اب ہم یہ ensure کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ جو آدمی اس طرح کی ڈیوٹی پر کھڑا ہو کم از کم اس تک ٹھنڈا پانی اور کھانا بھی پہنچانے کا کوئی بندوبست ہونا چاہئے اس لئے ہم ان کی messing کو بھی بہتر کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! ہم جب پولیس کی کارکردگی کی بات کرتے ہیں تو ہمیشہ اسے موٹر وے اور اسلام آباد پولیس کے ساتھ compare کرتے ہیں لیکن ہم نے یہ کبھی نہیں دیکھا کہ ان کی working conditions کیا ہیں، ان کو کیا سہولیات مل رہی ہیں، ان کا pay package کیا ہے اور ہمارا کیا ہے؟ اس لئے ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ابتدائی طور پر کانسٹیبلان اور ہیڈ کانسٹیبلان جن کی ٹوٹل تعداد ایک لاکھ 14 ہزار 439 بنتی ہے (99 ہزار کانسٹیبلان کی تعداد ہے اور تقریباً 15 ہزار ہیڈ کانسٹیبلان کی تعداد ہے) جن کی تنخواہوں میں فوری طور پر دو ہزار روپے کا اضافہ کر رہے ہیں۔ ہم lock ups check کا بھی باقاعدہ ایک نظام لانا چاہتے ہیں اس کے علاوہ لیگل انسپکٹرز کو عدالتوں کے ساتھ attach کرنے کا بھی سسٹم لانا چاہتے ہیں cavity police کو فروغ دینا چاہتے ہیں اور پولیس کی ویلفیئر کے لئے پولیس ہسپتال اور پولیس ملازمین کے بچوں کے لئے سکولز establish کرنا چاہتے ہیں اور alternate dispute resolution bodies کا قیام بھی عمل میں لانا چاہتے ہیں تاکہ پولیس کا عام کمیونٹی کے ساتھ عام شہریوں کے ساتھ مربوط رابطہ بنایا جائے اور ہمارے درمیان جو ایک کمیونیکیشن gap ہے ہمارے درمیان جو اعتماد کا فقدان ہے اسے دور کیا جاسکے۔

جناب والا! یہ وہ اقدامات ہیں جو حکومت کرنا چاہتی ہے۔ میں حکومتی بنچز اور اپوزیشن بنچز پر بیٹھے ہوئے اپنے بھائیوں سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ان میں مزید بہتری کے لئے اس سے ہٹ کر بھی اگر کوئی مثبت تجویز دینا چاہیں گے تو انشاء اللہ ان پر عملدرآمد کیا جائے گا۔ میں انہی الفاظ کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اپنے بھائیوں سے اس بات کی امید رکھتا ہوں کہ ان کی طرف سے بہتر تجاویز سامنے آئیں گی۔ بہت بہت شکریہ

محترمہ عابدہ جاوید: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ چونکہ ٹائم تھوڑا ہے اس لئے پوائنٹ آف آرڈرز کو نہ لیا جائے بلکہ اس پر بحث کر لی جائے اور آپ اس پر بحث کر لیں every thing you want to say

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں ایک انتہائی اہم بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جب آپ تقریر کریں گے تو بے شک اس میں اس پوائنٹ کو بھی لے آئیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! آج تھانہ کلچر پر بحث ہونی ہے۔ اگر ابھی ہم ہاؤس کو زیادہ سے زیادہ بھی چلائیں گے تو ایک گھنٹہ بھی مشکل ہے لہذا میری درخواست ہے کہ اس کی opening رانا صاحب کر دیتے ہیں۔ ایک ہی تقریر ہونی ہے اس کے بعد کسی کو موقع نہیں ملنا لہذا آپ کی وساطت سے حکومت سے درخواست ہے کہ یہ بڑا اہم issue ہے اس لئے اسے thrash out ہونا چاہیے اور ہر آدمی کو اپنی رائے دینی چاہیے۔ میری گزارش ہے کہ اس میں حکومت کا بزنس بہت زیادہ ہے اس لئے باقی بحث کو سوموار تک لے جایا جائے اور جتنے دوست اس پر بحث کرنا چاہتے ہیں وہ سوموار کو کر لیں۔ ہمیں جتنا بھی paper work دیا گیا ہے اس پر بحث ہونی چاہئے اس لئے میری درخواست ہے کہ آج رانا صاحب opening کر دیں اور باقی بحث سوموار کو ہو جائے۔

ملک نذر فرید کھوکھر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

ملک نذر فرید کھوکھر: جناب سپیکر! بگو صاحب کی تجویز درست ہے۔ واقعی آج ٹائم تھوڑا ہے اگر اسے سوموار پر رکھ دیا جائے تو بہتر ہے۔ میں دوسری یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ چونکہ آج لاء اینڈ آرڈر اور تھانہ کلچر پر بات ہونی ہے۔ اس موقع پر ڈیپارٹمنٹ کے ہیڈ آئی جی صاحب کا یہاں

موجود ہونا نہایت ضروری ہے۔ ایڈیشنل آئی جی صاحب بہت اچھے ہیں اور ان کی reputation بہت اچھی ہے وہ یہاں پر موجود ہیں لیکن میرے خیال میں یہ کافی نہیں ہیں اور ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ آئی جی صاحب کا یہاں موجود ہونا لازمی ہے۔ یہاں پر راجہ صاحب نے جو باتیں کی ہیں اگرچہ انھیں پتا ہو گا لیکن انھیں یہاں پر سننی چاہیئں تھیں۔ جس طرح حکومت اپنا موقف پیش کر رہی ہے اور راجہ صاحب نے بتایا ہے کہ حکومت پولیس کے لئے اتنے احسن اقدامات کر رہی ہے وہ انھیں پتا ہونا چاہئے کہ اس کا فروٹ بھی اس گورنمنٹ اور پبلک کو ملنا چاہئے اور ہماری اس کوشش کو کامیاب کرانے کے لئے اگر وہ راجہ صاحب اور اسمبلی کے جذبات سنتے تو یہ زیادہ بہتر ہوتا۔ اس لئے میری درخواست ہے کہ آئی جی صاحب کو فوری طور پر یہاں بلایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں ڈاکٹر اظہر ندیم صاحب بہت competent officer ہیں۔ بے شک آئی جی صاحب ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ ہیں لیکن جتنی محنت یہ کرتے ہیں وہ قابل تحسین ہے۔ ویسے آئی جی صاحب کو بھی یہاں آنا چاہئے مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں وضاحت کرنا چاہوں گا کہ یہ recommendations ہیں اور ایڈیشنل آئی جی صاحب He is being associated with me ہم ساری recommendations ان کی موجودگی میں تیار کرتے رہے ہیں اور یہی ان کو formulate کرتے رہے ہیں اس لئے ان کو بلایا گیا ہے۔ چونکہ آج بحث ہونی ہے اور تجاویز آنی ہیں اس لئے میں نے آج آئی جی صاحب کو یہاں تشریف لانے کے لئے نہیں کہا۔ مخدوم صاحب! پلیز ایڈیشنل آئی جی صاحب کو بات سننے دیں۔

جناب والا! میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ کمیٹی جتنا کام کرتی رہی ہے اس کمیٹی میں ڈاکٹر اظہر حسن ندیم صاحب ہمارے ساتھ associated رہے ہیں اور یہی ان recommendations کو حتمی شکل دیتے رہے ہیں اور formulate کرتے رہے ہیں۔ اب بھی معزز ایوان کی طرف سے جو تجاویز آئیں گی انھوں نے ہی corporate کرنی ہیں اور فائنل ڈرافٹ آنا ہے۔ جس دن ان کی approval ہو گی انشاء اللہ تعالیٰ آئی جی صاحب موجود ہوں گے۔ آج کے لئے آئی جی صاحب کو نہیں کہا گیا تھا۔ شکریہ

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! راجہ صاحب اس بات کا بھی جواب دے دیں کہ بحث ابھی آدھ گھنٹہ چلے گی۔۔

محترمہ عابدہ جاوید: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بی بی! میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔ ابھی important بات ہو رہی ہے میں ابھی آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔ اچھا بی بی! آپ بات کر لیں۔

محترمہ عابدہ جاوید: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں ہمیشہ سے یہی کہتی آ رہی ہوں کہ عدلیہ، امن، انصاف اور پولیس کا آپس میں گہرا تعلق ہوتا ہے۔ جب تک سب کو ایک جیسا انصاف نہ ملے تو اس وقت تک امن قائم نہیں ہو سکتا۔ ٹاؤن شپ، گرین ٹاؤن، بھٹہ نمبر ایک بھٹہ نمبر 2، باگڑیاں اور ستوکتلہ کا علاقہ اس وقت لاقانونیت کے شکنجے میں جکڑا ہوا ہے۔ وہاں کے لوگوں کو بھی پتا ہے وہاں کے پولیس والوں کو بھی پتا ہے تھانوں میں بھی پتا ہے ہر جگہ پتا ہے سات سال سے لاقانونیت اپنے عروج پر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: موضوع کی طرف آئیں۔

محترمہ عابدہ جاوید: میں اس طرف بھی آ رہی ہوں میں پہلے بتا رہی ہوں کہ اصل بات کیا ہے کیا وجہ ہے، ان سات سالوں میں لوگوں کو انصاف نہیں مل رہا تھا؟ اب میں آپ کا شکریہ بھی ادا کرتی ہوں اور ساتھ ہی احتجاج بھی کرتی ہوں کہ کل ایک آپریشن کے ذریعے ہمارے علاقے میں جو سات گیٹ غیر قانونی اور ناجائز طور پر لگائے ہوئے تھے ان کو اکھاڑ دیا گیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! میں نے بات کر لی ہے۔ اب ان کی طرف سے بات ہو رہی ہے اور یہ محترمہ سے debate open کروا رہے ہیں۔ رانا صاحب دوسرے نمبر پر بات کریں گے رانا صاحب پہلے کر لیں تو زیادہ بہتر ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ کو میں پہلے دعوت دے چکا ہوں۔

محترمہ عابدہ جاوید: جناب والا میں وہ بات کر رہی ہوں جس کا آپ کو پتا نہیں۔ اس وقت بھی میرے گھر پر پتھراؤ ہو رہا ہے---

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ آج راجہ صاحب نے جس قسم کی تجاویز پر بات کی ہے۔ ان کی تقریر کا میرے خیال میں محترمہ ہی جواب دے سکتی ہیں۔ میرا خیال ہے کہ آج کے مسئلے

کو اسی پر ہی wind up کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ عابدہ جاوید!

محترمہ عابدہ جاوید: جناب سپیکر! میں بات آپ سے یہ کہنا چاہ رہی ہوں کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے میرے سیکورٹی کے ایک بندے نے مجھ سے بات کی ہے کہ آپ کے گھر پر کچھ نامعلوم لوگ پتھراؤ کر رہے ہیں۔ میرے گھر پر جو پتھراؤ کیا جارہا ہے اس کا ذمہ دار کون ہے اس لئے کہ میں حق کی بات کرتی ہوں، سچ کی بات کرتی ہوں۔ میں عوام کی بات کرتی ہوں، میں عوام کے مفاد کی بات کرتی ہوں۔ میں سچائی کی بات کرتی ہوں، میں معاشرے کے مسائل کی بات کرتی ہوں، میں ظلم کی بات کرتی ہوں، میں اس ناانصافی کی بات کرتی ہوں اس لئے میرے لئے مشکلات پیدا کی جارہی ہیں۔ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ میں ڈٹی رہی کیونکہ مجھے پتا ہے کہ میرا رب میرے ساتھ ہے لیکن میں یہاں پر یہ بھی کہنا چاہ رہی ہوں کہ کون لوگ اس بات کے ذمہ دار ہیں کہ انہیں اتنی جرأت کیسے ہوئی اگر میں نے کوئی غیر قانونی بات کی ہے ان لوگوں کے ساتھ یا کسی کے ساتھ بھی تو پھر بات بنتی ہے۔ میں تو حق کی آواز اٹھا رہی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، نہیں۔ آپ کا بڑا احترام ہے۔

محترمہ عابدہ جاوید: جس کے پاس اختیارات ہیں وہی ذمہ دار ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ کا مکمل تحفظ کیا جائے گا۔ گھبرائیں مت آپ بیٹھیں۔

محترمہ عابدہ جاوید: شکریہ۔ نعرۂ تکبیر۔

آوازیں: اللہ اکبر۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: بی بی! اب آپ بیٹھ جائیں آپ کا مکمل تحفظ کیا جائے گا۔ (قطع کلامیاں) بی بی! آپ نے بات کر لی ہے میں نے سن لی ہے۔ آپ نے گیٹ اکھاڑنے کی تعریف کی ہے شاید اس کے reaction میں کچھ لوگ ایسا کر رہے ہوں آپ کو اس کا تحفظ مل جائے گا۔ (قطع کلامیاں) بی بی! آپ بیٹھ جائیں۔ میں نے کہا ہے کہ آپ کو تحفظ دیا جائے گا۔ آپ بیٹھ جائیے۔ رانا ثناء اللہ خان اپنی بات جاری رکھیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ عابدہ جاوید: جناب والا! آپ میری بات تو سنیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی بات میں نے کر دی ہے آپ کو تحفظ فراہم ہو گا۔ آپ بیٹھ جائیے پلیز۔(قطع کلامیاں)

No point of order please. Rana Sanaullah to continue. I would not allow any point of order. It is a very important issue. Just discuss it. Don't make mockery of the House.

بیگم صاحبہ آپ بیٹھئے۔ مہربانی فرما کر آپ بیٹھ جائیں۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ آپ ان کی بات سن لیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے وہ بات سن لی ہے اور میں نے کہہ دیا ہے I will not allow any point of order. میں نے کہہ دیا ہے کہ تحفظ ملے گا۔(قطع کلامیاں)

رانا صاحب آپ شروع کیجئے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! راجہ صاحب نے جو یہاں پر چیف منسٹر کا initiative بیان کیا ہے regarding تھانہ کلچر۔ اس پر انہوں نے تقریباً کوئی 35 منٹ بات کی ہے اور یہ جو پیپرز ہمیں دیئے گئے ہیں ان میں سے کوئی بات نہیں کی۔ اپنے طور پر اور اندازے کے ساتھ انہوں نے بات کی ہے۔ جو بگو صاحب نے تجویز دی ہے اگر تو وزیر قانون صاحب اس بات پر راضی ہیں کہ اس بحث کو سوموار تک لے جایا جائے گا اور باقی تمام دوستوں کو بھی ٹائم ملے گا تو پھر میں اس پر بات کر لیتا ہوں ورنہ میں prefer کروں گا کیونکہ اس مسئلے پر کافی سارے دوست بات کرنا چاہتے ہیں تو پھر ان کو ٹائم دے دیا جائے وہ بات کر لیں۔ اس بات پر آپ ان کی consent لے لیں کہ وہ کیا فرماتے ہیں اس کے مطابق پھر آگے بات کر لیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، راجہ صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میں نے ابتداء میں یہ عرض کیا تھا کہ تنقید برائے اصلاح جتنی بھی آپ چاہیں گے ہم سننے کے لئے تیار ہیں۔ کیونکہ ہمارا بنیادی مقصد اصلاح کا ہے اور رانا صاحب نے ابھی کہا کہ میں نے یہ اندازے پر باتیں کی ہیں۔ میں نے قطعی طور پر اندازے سے باتیں نہیں کیں۔ یہ سارا کاغذ میرے سامنے ہے اور اسی کو دیکھ کر میں بات کر رہا تھا۔ بہر حال میں اس بحث میں نہیں جاتا کیونکہ ہمارا مقصد یہ ہے کہ ہمارا جو initiative ہے ہم اس

کو کامیاب دیکھنا چاہتے ہیں اور اس کی کامیابی کا انحصار اس پر ہے کہ جتنی بھی پارلیمنٹ کی طرف سے اس پر تجاویز آئیں گی میں سمجھتا ہوں کہ اتنی ہی اس میں بہتری آئے گی۔ رانا صاحب آپ جتنی مرضی اس پر بات کریں لیکن خدارا! ہمیں اس میں بہتری کی تجاویز دیں آپ سوموار نہیں اس سے ایک دن آگے بھی رکھ لیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا کیونکہ ہم کھلے دل سے بہتری چاہتے ہیں آپ بسم اللہ کریں آپ اپنی گفتگو کا آغاز کریں باقی دوست بھی کھل کر بات کریں حکومتی پارٹی کی طرف سے بھی اپوزیشن کی طرف سے بھی تجاویز دیں۔ جب آپ کی تسلی ہو جائے گی اس وقت بات کو ختم کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راجہ صاحب! محترمہ نے جو بات کی ہے ان کے تحفظات کے بارے میں بھی کچھ کہہ دیں۔ کیونکہ ان کے گھر پر پتھراؤ ہو رہا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! میں ابھی ان سے بات کر لیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کو تسلی دے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: ٹھیک ہے۔

معزز اراکین: وہ واک آؤٹ کر گئی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں وہ آگئی ہیں۔ آپ ان کو تحفظ کے بارے میں بتا دیں۔

ایک آواز: وہ پھر چلی گئی ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب وزیر پاپولیشن ویلفیئر نسیم لودھی صاحبہ کو میں ان کے پاس بھیج رہا ہوں وہ ان سے بات کر کے مجھے بتاتی ہیں۔ آپ کے حکم کے مطابق ہماری منسٹر صاحبہ ان کی پوری بات سن لیں گی جو وہ حکم دیں گی انشاء اللہ اس کی تعمیل ہوگی۔

چودھری اصغر علی گجر: جمعہ کی وجہ سے وہ جلدی اٹھ کر چلی گئی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں جمعہ کو تو ابھی دیر ہے۔ وہ آگئی ہیں۔ محترمہ آتی ہیں پھر چلی جاتی ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: شکریہ۔ جناب سپیکر راجہ صاحب نے جو آج Chief Minister's initiative for improvement of the police stations بات کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! آپ صرف ایک منٹ رک جائیے۔ عابدہ بی بی آئی ہیں راجہ صاحب ان کی تسلی کروادیں۔ راجہ صاحب وہ سیٹ پر آ گئی ہیں ان کی تسلی فرمادیں۔ وہ کہتی ہیں کہ میرے گھر پر پتھراؤ ہورہا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! میں گزارش کرتا ہوں کہ واک آؤٹ تو انہوں نے نہیں کیا تھا میں نے میڈم نسیم لودھی کو اس لئے بھیجا تھا کہ وہ ان کے ساتھ بات کریں جو بھی ان کے grievances ہیں وہ بتائیں انشاء اللہ تعالیٰ اس کی تعمیل ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راجہ صاحب آپ خود میڈیم کے پاس چلے جائیں اور ان کی تسلی کروادیں۔

(اس مرحلہ پر وزیر قانون معزز رکن محترمہ عابدہ جاوید کی سیٹ پر چلے گئے)

سید حسن مرتضٰی: جناب سپیکر! راجا صاحب کہیں حکومت میں شمولیت کا اعلان نہ کروالیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ پھر آپ لوگوں کی اپنی قسمت ہے۔

(اس مرحلہ پر وزیر قانون اور وزیر بہبود آبادی، محترمہ عابدہ جاوید کو مناکر ہاؤس میں واپس لے آئے)

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! ان کو اعتراض یہ تھا کہ ان کو گھر سے اطلاع ملی ہے کہ ان کے گھر پہ کچھ خواتین نے پتھراؤ کیا ہے تو میں نے کہا کہ میں check کروالیتا ہوں اور انشاء اللہ تعالیٰ اس سلسلے میں کارروائی کی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ راجہ صاحب! یہاں میں خصوصاً خواتین سے request کروں گا اور میں ان کو وضاحت کرنا چاہوں گا کہ ہم کتنے concerned ہیں کہ کسی معزز خاتون کے خلاف کبھی اس قسم کی اگر کوئی بات ہو گی تو انشاء اللہ We are there to help you, especially the Law Minister come there to protect your interest. آپ بے فکر رہیں کیونکہ آپ کی عزت ہماری عزت ہے۔ انشاء اللہ ہر لحاظ سے آپ کا خیال کیا جائے گا اور حکومت کی یہ ذمہ داری ہے کہ آپ کا پورا احترام کریں اور یہ ہمارا فرض ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جی، رانا ثناء اللہ خان صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ تین pages ہیں اور اس کے اوپر لکھا ہوا ہے کہ:

Chief Minister's initiative for improvement of the police station.

پہلی تو بات یہ ہے کہ خدا کا شکر ہے کہ ساڑھے تین سال بعد انہیں یہ خیال آیا ہے کہ ہم نے تھانہ کلچر میں کسی قسم کی تبدیلی لانی ہے اور اس کے لئے یہ فرما رہے ہیں کہ ہم نے ایک کمیٹی بنائی ہے اور اس کمیٹی نے یہ درج ذیل recommendations دی ہیں۔ حیرانگی اور افسوس کی بات یہ ہے کہ ان تمام recommendations میں کوئی بات بھی ایسی نہیں ہے کہ جس کے اوپر یہ کہیں کہ جناب! اس پر عملدرآمد کرتے ہوئے ہم تھانہ کلچر میں تبدیلی لے آئیں گے۔ انہوں نے پہلے اوپر تھوڑی سی اپنی تعریف کر کے کہا ہے کہ .Functions of a police station اس میں انہوں نے Functions of police station 4/5 functions لکھے ہیں اس کے بعد police ہیں اس کے بعد انہوں نے کہا ہے کہ complaints of public اس کے بعد انہوں نے کہا ہے کہ grievances of police man اور پھر اس کے بعد انہوں نے کہا ہے کہ recommendations of the committee۔اب recommendations of the committee میں improvement in working environment, improvement in service condition, reducing work load. پھر اس کے بعد ہے کہ:

Improvement in attitude, welfare measures, emphasis on training, accountability of police officer, improvement of police image, role of police leadership.

جناب سپیکر! اب recommendations کے نام پر انہوں نے یہ تقریباً 8/10 فقرے لکھے ہیں۔ یہ فرمائیں کہ آپ جو لکھ رہے ہیں کہ یہ improvement چاہئے، یہ improvement چاہئے اس کا تو لوگوں کو پہلے دن سے پتا ہے۔ پہلے دن سے لوگ چاہتے ہیں کہ improvement in training ہونی چاہئے، working load میں کمی آنی چاہئے اور police attitude درست ہونا چاہئے اور اس کے علاوہ accountability ہونی چاہئے تو یہ recommendations جو آپ نے دی ہیں تو ان چیزوں کا تو پہلے دن سے لوگوں کو پتا ہے اور grievances of policemen اب آپ ان کی سادگی کا حال دیکھیں کہ grievances of policemen میں کیا لکھتے ہیں کہ lack of job security, financial stress اس کے بعد extended

work hours, problem in getting leaveاب یہ بھی انہیں ساڑھے تین سال بعد پتا لگا ہے کہ:

> Problem in getting leave, little emphasis on welfare, inadequate transport, lack of health facilities, shortage of residential accommodation, in proper messing arrangement, poor hygienic condition.

جناب سپیکر!اب ان سے کوئی پوچھے کہ آپ ساڑھے تین سال کیا کرتے رہے ہیں۔ جس دن آپ آئے تھے اس دن بھی یہ ساری چیزیں موجود تھیں۔آپ نے اوپر جو functions of police and functions of police stationلکھے ہیں اس دن بھی یہ موجود تھے تو آپ ساڑھے تین سال کیا کرتے رہے ہیں؟اب آپ فرما رہے ہیں کہ یہfunctions of policeہیں اور یہfunctions of police stationہیں اور یہgrievances of policemenہیں تو آپ فرمائیں کہ آپ نے ساڑھے تین سال کیا کیا ہے؟اس کے بعد آپ نے3/4لائنوں میں کہہ دیا کہ اس میں بھیimprovementچاہئے،اس میں بھیimprovementچاہئے اور اس کے بعد جناب!یہ آپ کیrecommendationsہیں۔یہimprovementsتو چاہئے لیکن کیا آپ نے انrecommendationsمیں کوئی طریق کار بیان کیا ہے کہ آپ انimprovements کو کس طریقے سے لانا چاہتے ہیں۔آپ جنfacilitiesکو بڑھانا چاہتے ہیں ان کے متعلق آپ نے کوئی طریق کار وضع کیا ہے۔آپ نے بتایا ہے کہ آپfinanceکہاں سے لے کر آئیں گے یعنی اس documentمیں کوئی چیز درج نہیں ہے اور اب اس میں انہوں نےchapter 2لئے ہیں ان میں ایک ہےmandatory registration of casesاب اس میں یہ ہے کہ پہلے ایف آئی آر صرف تھانے میں درج ہوتی تھی اب انہوں نے کہا ہے کہ اب ایف آئی آر کی جو رجسٹریشن ہے،

> These FIR registration centre shall be located in separate room in the offices of the CCPO, DIG Operation, SSP Operation, DPO, Town Police Officer and SDPO.

اور اس کے علاوہ انہوں نے کہا ہے کہ:

An inspector legal shall head the center he will provide advice to the complaints and issue orders for the registration FIR.

جناب سپیکر! اب اس میں انہوں نے مرض کا حل یہ بتایا ہے کہ جناب! لوگوں کو جو شکایت ہے کہ ایف آئی آر رجسٹرڈ نہیں ہوتی تو انہوں نے کہا ہے کہ پولیس سٹیشن کے علاوہ ایف آئی آر رجسٹرڈ کرنے کے ہم 5/6 سنٹر کھول دیں گے۔ اب بات یہ ہے کہ اگر تو صرف معاملہ اتنا ہی ہے کہ ایف آئی آر درج نہیں ہوتی اور تھانے کے علاوہ 3/4/5 اور جگہ پر ایف آئی آر درج کرنے کا انتظام کروادیں گے پھر تو چلو ٹھیک ہے یہ مسئلہ حل ہو گیا۔ کیا کسی بھی victim کا ایف آئی آر درج کروانا ہی مسئلہ ہوتا ہے اس کے بعد اس کو ریلیف نہیں چاہئے ہوتا، اس کے بعد ملزمان کی گرفتاری required نہیں ہے، اس کے بعد پولیس in action آئے، ملزمان کے خلاف کارروائی کرے کیا یہ کوئی requirement نہیں ہے۔ صرف ایک کاغذ کا پرزہ جس پر ایف آئی آر لکھا ہو وہی مظلوم کی انتہا کی دادرسی ہے اور اس کے بعد اسے کسی قسم کی دادرسی نہیں چاہئے۔ problem تو یہ ہے کہ تھانے میں جب complainant جاتا ہے تو اس کی ایف آئی آر درج اس لئے نہیں ہوتی کہ ایف آئی آر درج کروانے کے لئے وہ جو درخواست پیش کرتا ہے اس کے ساتھ 4/5 ہزار روپیہ وہ نہیں لگا سکتا۔ اگر اس کے پاس ساتھ پیسے دینے کی استطاعت ہو تو تھانے میں ایف آئی آر بڑی آسانی سے درج ہو جاتی ہے۔ اب اگر اس کی ایف آئی آر تھانے کے علاوہ دوسرے، تیسرے، چوتھے سنٹر میں درج کروادیں گے اور اس کے بعد جب تک وہ پولیس کی جیب گرم نہیں کرے گا پولیس کسی طرح سے متحرک نہیں ہوگی۔ ملزمان کو پکڑنے کے لئے باہر نہیں جائے گی یعنی بات یہ ہے کہ اگر صرف آپ نے اس کو ایف آئی آر صرف ایک کاغذ اس کے ہاتھ میں تھمانا ہے تو اس کے بعد اس کی کوئی دادرسی نہیں ہونی، اس کے بعد اس کی کوئی شنوائی نہیں ہونی تو آپ یہ بتائیں کہ اس recommendation کے ذریعے سے آپ کس طرح سے کہہ رہے ہیں کہ آپ لوگوں کو ریلیف دیں گے۔ کیا آپ نے یہاں پر اس بات کا حساب لگوایا ہے کہ پورے تھانے میں ایک گاڑی ہوتی ہے جو round the clock گشت کرتی ہے اس تھانے میں کم از کم 20/25 انوسٹی گیشن آفیسر ہوتے ہیں اور ان انوسٹی گیشن آفیسرز میں سے کسی کے پاس بھی کوئی سرکاری گاڑی نہیں ہوتی۔ جب ایک آدمی ایف آئی آر درج کروانے کے بعد، اس نے سفارش سے درج کروالی یا پیسے دے کر درج کروالی، اس کے بعد جب وہ تفتیشی کے پاس جاتا ہے تو تفتیشی کہتا

ہے کہ جناب!ملزمان کو پکڑنے کے لئے جانا ہے تو گاڑی لے کر آؤ۔اب اگر گاڑی کے لئے اس کے پاس پیسے نہیں ہیں تو پھر بھی اس کی دادرسی وہاں پہ رک جاتی ہے۔اگر وہ گاڑی لے آتا ہے تو پھر جس پولیس کو ساتھ لے کر جائے گا ان کو انہوں نے کھانا بھی کھلانا ہے،ان کو سگریٹ بھی لے کر دینے ہیں، باقی تمام لوازمات بھی پورے کرنے ہیں۔اگر میں یہاں پر یہ کہوں کہ جناب!وہ تفتیشی آفیسر خود اپنی جیب سے گاڑی کے لئے 2ہزار روپیہ لگائے یہ بھی ممکن نہیں ہے۔اگر میں یہ کہوں کہ جناب!باقی سارے معاملات وہ خود سے پورے کرے تو شائد یہ بھی اس کی تنخواہ میں ممکن نہ ہو یعنی تفتیشی جو اے ایس آئی یا سب انسپکٹر ہوتا ہے۔اگر ایک تھانے میں بیس تفتیشی ہیں تو کسی تفتیشی کے پاس اس مقصد کے لئے کہ وہ موقع پر جائے، وہ موقع ملاحظہ کرے، وہ ملزمان کے پیچھے جائے، وہ ملزمان کو گرفتار کرے تو قطعی طور پر اس وقت جو ground reality ہے کہ ان کے پاس کسی قسم کی کوئی ٹرانسپورٹ نہیں ہے۔ان تجاویز میں اس مسئلے کا ذکر تک نہیں ہے کہ اس معاملے کا بھی کوئی حل ہونا چاہئے۔صرف ایک معاملے Registration of FIR کو لے لیا گیا ہے کہ اگر آپ کی تھانے میں FIR رجسٹر نہیں ہوتی تو ٹھیک ہے آپ جو سنٹر ڈی پی او، سی سی پی او، ڈی آئی جی کے بنے ہوئے ہیں وہاں پر جا کر درج کروالیں۔

وزیر جیل خانہ جات:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی،نوانی صاحب!

وزیر جیل خانہ جات:جناب سپیکر!میری گزارش یہ ہے کہ میں راناصاحب کی باتیں سن رہا تھا۔ہم نے جو پالیسی یہاں on the floor of the House رکھی ہے۔ہم اس پر قطعاً یہ نہیں کہتے کہ یہ کوئی صحیفہ ہے اور ہم اس میں کوئی ترمیم نہیں کرنا چاہتے۔اس میں ترمیم کرنے کی بہت زیادہ گنجائش ہے۔میری گزارش یہ ہے کہ جتنے بھی لوگ یہاں debate کریں،ان کے لئے میری یہ درخواست ہے کہ اس میں جتنی خرابیاں ہیں جو ان کو بھی پتا ہیں اور ہمیں بھی پتا ہیں جس کے لئے ہم کوشش کر رہے ہیں کہ ان کا بہتر سے بہتر ازالہ ہو جائے اور عام آدمی کو سہولت ہو۔

جناب سپیکر!میری یہ گزارش ہے کہ اس میں بجائے تنقید کرنے کے تجویز دیں کیونکہ اس پر کوئی عملدرآمد نہیں ہوا،اس پر ابھی تک کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔گورنمنٹ نے تجاویز دی ہیں کہ ہمارے خیال میں یہ یہ تجاویز ہیں۔اگر ان کو implement کر دیا جائے تو شاید کوئی بہتری ہو۔اگر میرے دوست یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ناکافی ہیں یا اس میں کسی اضافے کی ضرورت ہے تو ہم اس

پر قطعاً بضد نہیں ہیں۔ اس لئے میری یہ درخواست ہے کہ دوست اس میں اپنی ترامیم اور تجاویز اس لحاظ سے دیں کہ اس میں بہتری لائی جائے۔ ہم نے یہ ریفارمز یا پالیسی اسی لئے بحث کے لئے رکھی ہے کہ اس میں اور زیادہ بہتری آ سکے۔ اس لئے میری گزارش ہے کہ بجائے تنقید کرنے کے اس میں اور بہتری کی تجاویز دی جائیں تاکہ عام آدمی کو پولیس سے جو تکالیف ہیں۔ ان تکالیف کا سب کو علم ہے اور کوئی بھی اس سے انکار نہیں کر سکتا۔ اگر ہم مان لیں کہ کوئی تکلیف نہیں ہے تو ہمیں کیا ضرورت تھی کہ یہ تجاویز لاتے۔ میری یہ گزارش ہے کہ اگر اس کو اس لحاظ سے لیا جائے کہ اس کو کیسے بہتر کیا جا سکتا ہے تو وہ زیادہ بہتر ہوگا۔ شکریہ

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! نوانی صاحب نے شاید اس document کو پڑھا نہیں ہے۔ میں اس طرف نہیں آنا چاہتا تھا۔ اس میں بات یہ ہے کہ انھوں نے problems کی identification کی ہے اور وہ بھی half heartedly انھوں نے معاملات کی گہرائی میں جا کر identify نہیں کیا۔ انھوں نے superficially identify کیا ہے۔ انھوں نے ان problems کا کوئی حل پیش نہیں کیا اور existing problems کو recommendations identify کرنے کے بعد ان کے حل کے لئے ہوتی ہیں کہ ان کے حل کے لئے یہ تجاویز ہیں۔ اگر آپ اس میں کوئی ترمیم چاہتے ہیں تو وہ آپ suggest کریں۔ اب ساڑھے تین سال کے بعد آپ ان problems کو identify کر رہے ہیں۔ اب آپ کے جانے کا ٹائم ہے۔ اب آپ اپنا سامان وغیرہ باندھیں اور جانے کی تیاری کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب، کم از کم پچاس سال کے بعد صحیح اس حکومت نے کام تو شروع کیا۔ یہ تو پہلے ہونا چاہئے تھا اگر اس وقت نہیں ہوا لیکن اب تو ہو رہا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ جس طرح سے انھوں نے پچھلے چھ ماہ سے یہ شور ڈالا ہوا تھا کہ ہم اس بجٹ میں سارے مسائل حل کر دیں گے۔ اس کے بعد جب بجٹ آیا اور ان کو identify کیا گیا کہ آپ نے مسائل حل نہیں کئے بلکہ آپ نے مسائل کو اور زیادہ aggravate کیا ہے تو پھر اس کا جواب دینے کی بجائے انھوں نے کہا کہ اس حمام میں تو ہم سارے ہی ننگے ہیں۔ اس حمام کے اوپر تو ان حکمرانوں کا قبضہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کو موقع دیا جا رہا ہے کہ آپ اپنی تجاویز دیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس کا جواب یہ تو نہیں ہے کہ اس حمام میں ہم سب ننگے ہیں۔ اس حمام پر ان حکمرانوں کا قبضہ ہے۔ یہ صرف ننگے ہی نہیں ہیں۔ ان کے پاس استرے بھی ہیں اور اس ایوان کی حجامت اس حمام میں کر رہے ہیں۔ ہم ان کو یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ۔۔۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئر نگ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیانی صاحب اس حمام کا جواب دینا چاہتے ہیں۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئر نگ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آج بڑا مبارک دن ہے۔ میرے بھائی ہمیشہ aggressive mood میں ہوتے ہیں۔ اس ایوان میں بڑی محنت کے ساتھ ایک چیز پیش کی جا رہی ہے جس طرح میرے بھائی نوانی صاحب نے کہا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے اپنے بھائیوں سے درخواست کروں گا کیونکہ رانا صاحب تو میرے پڑوسی ہیں۔ ہم تین سال سے اکٹھے بیٹھ رہے ہیں، جانا یا نہ جانا تو ہو سکتا ہے کہ ہم کل چلے جائیں، پرسوں چلے جائیں یا دو سال بعد جائیں۔ ہر ایک آدمی نے اس دنیا سے جانا ہے۔ یہ دنیا فانی ہے۔ رزق، روزی، عزت، دولت، اولاد اور سب چیز اللہ نے دینی ہے۔ یہ کسی بندے نے نہیں دینی ہے۔ ہم صرف چاہتے ہیں کہ ہماری پولیس پسی ہوئی ہے۔ میں آپ کو بتا دوں کہ لوگوں کو خوش کرنا بڑا مشکل کام ہے۔ ان کی جو صحیح مشکلات ہیں ہم سب مل کر حل کرنا چاہتے ہیں۔ ہمارا مذاق نہ اڑایا جائے۔ میں آپ کی بہت عزت کرتا ہوں۔ مہربانی فرما کر اس کو سنجیدگی سے لیا جائے اور آنے جانے کی باتیں کرنے کی ہمیں ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں آپ اس پالیسی پر رائے دیں۔ حکومت ہر اچھی تجویز ماننے کے لئے تیار ہے۔ پولیس کو خوامخواہ condemn کرنا اچھی روایت نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں اپنے دوستوں کو interrupt نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن بار بار recommendations کا کہا گیا ہے۔ اس میں کوئی عملی اقدامات نہیں ہیں اور یہ کیا کریں گے۔ میں ذاتی طور پر محسوس کر رہا تھا کہ شاید first time میرے بھائی prepared نہیں ہیں اس لئے ابھی پڑھنے پر لگے ہوئے ہیں۔ میں ان سے صرف یہ گزارش کروں گا کہ یہ FIR mandatory registration of cases کی وہ بات کر چکے ہیں۔ اس پر ذرا غور فرما

لیں۔ ہم نے پہلے کہا ہے کہ:

One of the major complaints of the public is that they are denied of their right to get a FIR record.

ہم نے یہ identify کیا۔

The Police Officers avoid register cases, particularly in heinous offences, to keep the crime figures low and to shirk hard work required for detection

جو میں نے پہلے گزارش کی ہے۔ ذرا غور فرمائیں کہ:

It has been proposed to provide the aggrieved complaints another mechanism in the shape of FIR Registration Centres. These FIR registration centres shall be located in a separate room in the offices of the CCPO, DIG Operations, SSP Operations, District Police Offices, Town Police Officers and SDPO.

اب یہ ہماری تجویز ہے کہ ہم یہ کرنا چاہ رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ انھوں نے بتایا نہیں تو یہ کیا کریں گے۔ ہم یہ کریں گے کہ ہم یہ centres بنائیں گے اور آ گے

An Inspector Legal shall head the Centres. He will provide advice to the complainants and issue orders for registration of FIR in cognizable cases.

وہاں لیگل انسپکٹر بیٹھیں گے جو آج نہیں بیٹھے ہوئے۔ جیسے میں نے گزارش کی تھی۔ اس کے بعد آ گے لکھا ہوا ہے کہ:

Departmental action shall be recommended against the Police Officer who refused to record FIR at the Police Station.

اب گزارش یہ ہے کہ ہم نے دیکھا ہے کہ FIR درج نہیں ہوتی۔ رانا صاحب کہتے ہیں کہ پیسے لے کر کریں گے۔ اب پیسے ایک جگہ ہوں گے، دو جگہ ہوں گے۔ CCPO office میں

بندہ بیٹھا ہوگا، کیا وہ بھی پیسے لے گا؟ DIG office میں بیٹھا ہے، وہ بھی پیسے لے گا؟ SDPO میں بیٹھا ہے وہ بھی پیسے لے گا۔ تھانہ بھی پیسے لے گا تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح ہمت ہارنے سے تو بات نہیں بنتی۔ اس پر initiative لینا پڑے گا اور ایک دفعہ کسی حکومت کو ایک دلیرانہ قدم اٹھانا پڑے گا تب یہ مسائل حل ہوں گے۔ انھوں نے فرمایا ہے کہ ساڑھے تین سال بیٹھے رہے ہیں۔ یہاں تو تیس چالیس سال سے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس بات پر تو کم از کم credit دیں کہ آخر کار کسی کو خیال آیا اور اس نے بھلائی کی طرف کوئی قدم اٹھایا ہے اور جس طرح نوانی صاحب نے کہا ہے کہ آپ بتائیں کہ اس لائن کو کاٹیں اور اس کی جگہ یہ شامل کریں۔ یہاں پر کون کہتا ہے کہ پولیس میں سے کرپشن ختم ہو گئی ہے۔ ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ اس کو ختم ہونا چاہئے۔ اس کے لئے آئیں مل کر وہ اقدامات کریں جن کے تحت اس کو ختم ہونا چاہئے۔ اس لئے اگر یہ تھوڑا positive line میں آئیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ contribute کر سکیں گے۔ شکریہ

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! راجہ صاحب یہ فرما رہے ہیں کہ اس کو پڑھا نہیں گیا۔ میں نے اس پر بڑی مفصل بات کی ہے کہ آپ نے mandatory registration of FIR کے زمرے میں ایک پولیس سٹیشن کے علاوہ پانچ دس venue for registration of FIR دے دیئے ہیں۔ لوگوں کا registration of FIR کا مسئلہ نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاؤس کا وقت مزید 15 منٹ کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: لوگوں کا مسئلہ یہ نہیں ہے کہ ان کو صرف ایک ایسا document چاہئے اور ایک ایسا کاغذ چاہئے کہ جس کے اوپر FIR لکھا ہو۔ لوگ چاہتے ہیں کہ ان کی دادرسی ہو اور دادرسی میں جو رکاوٹ ہے۔ میں نے اس کا بڑی تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ غالباً راجہ صاحب نے اس بات کو سنا نہیں ہے کہ کس طرح سے لوگوں کے ساتھ ایک واقعہ ہوتا ہے۔ اس کے بعد جب وہ تھانے جاتے ہیں تو پیسے کے بغیر FIR درج نہیں ہوتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! وہ آپ نے ایک جنرل پریکٹس کو mention کیا ہے لیکن آپ کی اس کے بارے میں تجویز کیا ہے؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ اس میں آپ یہ ملاحظہ فرمائیں کہ ہم نے یہ recommendations بڑی محنت سے تیار کی ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ عرصہ دراز کے بعد ایک بہت بڑی تبدیلی کا ایک initiative ہے جس سے کلچر تبدیل ہونا ہے۔ یہ اتنا تفصیل کے ساتھ راجہ صاحب نے ارشاد فرمایا ہے اور لکھا بھی ہوا ہے۔ ہم کم از کم رانا ثناء اللہ صاحب سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ جب اس کے اوپر وہ اپنا جو بھی اظہار خیال کریں اس میں واضح طور پر کچھ تجاویز آئیں، کوئی ابہام والی تجاویز نہ ہوں۔ یہ سلسلہ پوائنٹس score کرنے والا نہیں ہے، یہ معاشرے اور سوسائٹی کی بہتری کے لئے ہے۔ وہ سوسائٹی جو ڈیڑھ سو سال سے کم از کم اس مسئلے میں چلی آ رہی ہے اور اس تھانے کے سسٹم سے نکلنا ہے۔ ہمارے چیف منسٹر صاحب اور لاء منسٹر صاحب یہ چاہتے ہیں اور انہوں نے کئی دفعہ اظہار کیا ہے کہ اس بہتری کی contribution میں آپ بھی contribute کریں۔ آپ جو باتیں کہیں گے اس میں کوئی ابہام نہیں ہونا چاہئے۔ آپ اپنی تجاویز میں ایک واضح پیغام دیجئے گا تو میں آپ کا مشکور ہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں یہی چیز تو انہیں پہلے بھی کہہ رہا تھا۔ میں نے کہا کہ یہ جو جنرل پریکٹس پہلے ہو رہی ہے یا جو رائج ہے اس کو چھوڑیں وہ تو سب کو معلوم ہے۔ آپ مثبت تجویز دیں which should be included into that.

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ یہ فرما رہے ہیں کہ ہم نے یہ recommendations بڑی تفصیل سے دی ہیں۔ میں راجہ صاحب کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! چلو انہوں نے نہیں دیں تو آپ اچھی تجاویز دے دیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ جو پولیس آرڈر 2002 ہے یہ آج سے کوئی چار پانچ سال پہلے نافذ ہوا ہے اس میں chapter 2 ہے Responsibilities and Duties of the Police یہ جو کچھ انہوں نے درج کیا ہے یہ اس کا خلاصہ ہے۔ اس میں اتنی تفصیل سے یہ باتیں درج ہیں کہ آپ اس کو دیکھیں کہ اس کی کلاز 3 ہے وہ سب کلاز (a) to (d) ہے، کلاز 4 ہے وہ (a) to (q) ہے اور اس کے بعد کلاز 3 ہے اور اس میں further چار کلازز ہیں اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جو انہوں نے لکھی ہے کہ duties of police, grievances of police یہ سارا کچھ اس میں درج ہے۔ آپ یہ بتائیں کہ آپ نے ساڑھے تین سالوں میں اس پر کیوں نہیں عملدرآمد کر لیا۔ اب

یہ نئے سرے سے یعنی پولیٹیکل لوگوں کو دوبارہ پھر یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ہم کچھ کرنا چاہتے ہیں۔اگر انہوں نے کچھ کرنا تھا تو ساڑھے تین سال میں کر لیتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب!آپ جو ابھی تجویز دیں گے وہ دیں۔ چلو ایک initiative ہو گئی ہے اس میں آپ تجویز دے دیں۔

رانا ثناء اللہ خان: اب اس میں ایف آئی آر کی mandatory رجسٹریشن کا جو معاملہ ہے اس کے لئے انہوں نے ایک سے چار پانچ venue بتا دیئے ہیں لیکن اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ ایک آدمی اپنا grievance لے کر ایف آئی آر سنٹر پر جائے اور وہاں پر ایف آئی آر درج ہو جائے اور اس کے نتیجے میں اسے دادرسی مل جائے اور پولیس متحرک ہو جائے۔ میری اس سلسلے میں تجویز یہ ہے کہ اس mandatory ایف آئی آر کی رجسٹریشن لے کر آئیں اور اگر یہ ایک کی جگہ دس سنٹر بھی بنا دیں تب بھی یہ مسئلہ اس طرح سے حل نہیں ہو گا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: آپ بتا دیں کہ کس طرح حل ہو گا؟

رانا ثناء اللہ خان: آپ سن لیں۔ جناب سپیکر!اس وقت ہمارے معاشرے کی صورتحال یہ ہے کہ ایف آئی آر کی رجسٹریشن کو سمجھا یہ جاتا ہے کہ جس کے خلاف ایف آئی آر درج ہو گئی وہ پکا ملزم بن گیا یعنی اسے as first information report treat نہیں کیا جاتا، اسے اس طرح سے treat کیا جاتا ہے کہ جس کے خلاف پرچہ درج ہو گا وہ ملزم ہو گیا اور واقعی حالات بھی ایسے ہیں کہ جس کے خلاف ایف آئی آر درج ہو جاتی ہے اس کے بعد اس آدمی کی ایف آئی آر سے جان چھڑانی مشکل ہو جاتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: That is the important point اور نہ صرف اس کے خلاف بلکہ دس اور بے گناہوں کے خلاف بھی درج ہو جاتی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر!دوسرا ہمارے معاشرے کا رواج یہ ہے کہ یہاں پر ایف آئی آر کی false registration ہوتی ہے یعنی جب ایک آدمی جرم کرتا ہے تو اس کے ساتھ اس کے پورے خاندان کو لپیٹ لیا جاتا ہے۔یہ حدود کے کیسز میں ہوتا ہے کہ جرم کرنے والا ایک آدمی ہوتا ہے اور بعض اوقات دوسری سائیڈ کے ساتھ consenting پارٹی ہوتی ہے اور بعض اوقات consenting پارٹی نہیں ہوتی۔

MR DEPUTY SPEAKER: This is a very important point.

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! لیکن ہمارا ایف آئی آر درج کروانے کا دستور اس طرح سے شروع ہوتا ہے کہ جناب! فلاں دن اس ملزم کی ماں میرے گھر آئی تھی اور اس نے میری بیٹی سے کوئی بات کی تھی اس کے بعد اس کی دو بہنیں آئیں، وہ میری بیٹی کو بازار میں سودا خریدنے کے لئے لے گئیں، آگے چوک میں گئی تو وہاں پر اس ملزمہ کے دو بھائی کھڑے تھے، اگلے چوک میں گئے تو اس کا باپ گاڑی لے کر کھڑا تھا اور وہ جو کام کرنے والا یعنی لے جانے والا ہے اس کا نام سب سے آخر میں آتا ہے یعنی پورے خاندان کو ایف آئی آر میں درج کروا دیا جاتا ہے۔ اب اس کے بعد جب ایف آئی آر درج ہو جاتی ہے تو پولیس والے کہتے ہیں کہ فوری طور پر گرفتار کر لو اور مقدمہ درج ہو گیا۔ یعنی وہ ملزم جس کا نام ایف آئی آر میں آ جاتا ہے جس کو نامزد ملزم کہا جاتا ہے اس کا جان چھڑانا مشکل ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر! اس میں چاہئے کہ آپ اس سسٹم کو تبدیل کریں۔ جب تک آپ اس سسٹم کو تبدیل نہیں کریں گے تب تک یہ مسئلہ حل نہیں ہوگا اور اگر آپ ایک venue کی جگہ دس venue بنا دیں اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ میری اس سلسلے میں تجویز یہ ہے کہ first information report کو first information report رہنے دیا جائے۔ کسی آدمی کو لیگل انسپکٹر کی ضرورت نہیں ہے، اسے کسی قانون دان کی ضرورت نہیں ہے۔ ایک آدمی کے ساتھ جو بیتی ہے اور وہ جس طرح سے محسوس کرتا ہے اگر وہ درخواست خود لکھ سکتا ہے تو خود لکھے، اگر وہ خود نہیں لکھ سکتا تو کسی سے لکھوالے اور لکھوانے کے بعد متعلقہ سنٹر پر چاہے وہ تھانہ ہے، ڈی پی او کا دفتر ہے وہاں پر لے جا کر دے دے اور وہ treat as first information report ہو اور first information report پر نہ تو کسی کو ملزم گردانا جائے اور نہ کسی کو ملزم سمجھا جائے اور نہ ہی first information report پر کسی کی گرفتاری کی اجازت ہو۔ اس کے بعد جرم کی حیثیت کے مطابق اگر وہ جرم معمولی نوعیت کا ہے تو اے ایس آئی یا سب انسپکٹر ہو، اگر جرم بڑا ہے تو پھر انسپکٹر ہو، اگر اس سے بھی بڑا جرم ہو تو پھر اے ایس پی یا ڈی ایس پی ہو اور وہ اس پر within 24 hours first investigation رپورٹ لکھے کہ بادی النظر میں یہ جو سٹوری ہے اس میں کتنا سچ اور کتنا جھوٹ ہے؟

MR DEPUTY SPEAKER: That is very important.

رانا ثناء اللہ خان: اور اس رپورٹ کو مقدمہ کے طور پر treat کیا جائے جس طرح سے ہم اس وقت ایف آئی آر درج کرتے ہیں اور اس رپورٹ کے مطابق جس میں investigating آفیسر اپنی first investigation report میں لکھے کہ بادی النظر میں اس مقدمے میں دس میں سے دو ملزم صحیح ہیں باقی بے گناہ ہیں یا اس وقوعے کی یہ صورتحال ہے اور اس کے اوپر پولیس in action آئے۔ جو آفیسر first investigation report رپورٹ لکھے اسے اس کا ذمہ دار ٹھہرایا جائے۔ اگر کل کو اس کی انوسٹی گیشن رپورٹ deep انکوائری میں جاکر بالکل غلط ثابت ہوتی ہے تو اس کے خلاف بھی کارروائی ہونی چاہئے۔ اس طرح سے وہ بے گناہ لوگوں کو بھی ریلیف ملے گا اور جو آدمی first information report لکھوانی چاہتا ہے وہ جو مرضی لکھوائے۔ اب اگر آپ ایف آئی آر درج کروانے کے اتنے venue کھول دیں گے تو آپ پھر یہ بھی دیکھیں کہ ہر کسی کے خلاف ایف آئی آر درج ہو جایا کرے گی۔ کسی کو کوئی پوچھنے والا ہی نہیں ہوگا، جو جس طرح چاہے گا، جس کے خلاف چاہے گا وہ ایف آئی آر درج کروادے گا۔ اس سے آپ کا یہ chapter جس میں آپ نے لکھا ہے کہ mandatory registration of cases یہ آپ نے ایک ایسا problem جو واقعی معاشرے میں پایا جاتا ہے اور جس کو پورا معاشرہ face کر رہا ہے لیکن اس میں جہاں ایک طرف victim کی ایف آئی آر درج نہ ہونے کی شکایت ہے وہاں پر false registration of cases کی بے پناہ شکایات ہیں۔ اس طرح سے آپ بے پناہ complications کو جنم دیں گے اور اس کے ذریعے سے میں سمجھتا ہوں کہ پولیس کے لئے مزید کرپشن کرنے اور مزید بے گناہ لوگوں کو پریشان کرنے کا راستہ بھی کھلے گا اور اس کا کوئی اچھا تاثر قائم نہیں ہوگا۔ اس کے ذریعے سے جو آپ ریلیف دینا چاہتے ہیں وہ نہیں ہو سکے گا۔ اس کے بعد انہوں نے quality of SHO کے بارے میں لکھا ہے۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں معذرت چاہتا ہوں کہ میں نے interrupt کیا۔ آپ نے بھی دو دفعہ observation دی ہے کہ یہ انتہائی valid point ہے and we do agree کہ یہ ایک بہت اہم پوائنٹ ہے اور اس کو ہم نے اس طرح لیا ہے کہ mention of name in FIR does not constitute an offence یہ ہم already کر رہے ہیں۔

بلکہ میں تھوڑا سا یہاں یہ بھی بتا دوں کہ ہم ایک قدم آگے بھی اس میں جا رہے ہیں کہ جو جھوٹی ایف آئی آر درج کروائے گا اس میں ہم فیڈرل گورنمنٹ کو لکھ رہے ہیں کہ 182 کی سزا بھی بڑھائی جائے تاکہ کسی کو غلط مقدمے میں ملوث نہ کیا جا سکے لیکن میں رانا صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ایک اچھے پوائنٹ کی انہوں نے نشاندہی کی ہے، ہم اس کو مزید انشاء اللہ تعالیٰimproveکرنے کی کوشش کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دوسرا پوائنٹ جو انہوں نےraise کیا ہے کہ دس جگہ اگر ایف آئی آر درج ہو گی تو اس سے بھی کافیcomplicationsہوں گی۔ کوئی کسی کے خلاف جا کر درخواست دے دے ،آپ کے خلاف میرے خلاف۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! لیکن اس وقت تک کارروائی نہیں ہو گی جس وقت first investigation reportتیار نہیں ہو گی۔

رانا ثناء اللہ خان: راجہ صاحب نے فوری طور پرrespondکر دیا ہے۔ بطور وکیل مجھے اس بات کا علم ہے کہ ایف آئی آر پر پوری ہسٹری ہے۔ ہماری عدالتوں کے فیصلے ہیں کہfirst information Reportکو سپریم کورٹ تک توڑا نہیں جاتا۔ اسی پر ہی لفظ یہ لفظ لکھا جاتا ہے۔ اس کے لئےbasic lawsمیں ترمیم کی ضرورت ہے۔ جب تک آپ پولیس ایکٹ میں ایف آئی آر اورfirst investigation reportکے حوالے سےbasic lawsمیںamendment نہیں لائیں گی اس وقت تک یہ مسئلہ ان رولز یا انrecommendationsکے تحت حل نہیں ہو سکتا اس لئے میری گزارش ہے کہ اس معاملے کی پوری گہرائی میں جا کر یعنی یہ ایف آئی آر کی رجسٹریشن کا یا ایکvictimکے مقدمے کی رجسٹریشن کا جو مسئلہ ہے اس کو پوری گہرائی میں جا کر نہیں دیکھا گیا اور یہ جو انہوں نے کمیٹی بنائی تھی میں سمجھتا ہوں کہ اس کمیٹی نے جب اپنا کام شروع کرنا تھا تو اس وقت چاہئے تھا کہ کم از کم اس ہاؤس میں دو تین چار دن بحث ہوتی اور اس کے بعد وہ کمیٹی بیٹھتی اور اس کمیٹی میں اس ہاؤس سے بھی کچھ ممبر لئے جاتے اور اس کے بعد وہ کمیٹی اپنیrecommendationsتیار کرتی۔ جہاں تک اس قسم کی لگی بندھی باتوں کا تعلق ہے تو یہ پولیس ایکٹ میرے پاس ہے میں راجہ صاحب کی خدمت میں پیش کر دوں گا اس میں زیادہ تفصیل سے باتیں درج ہیں۔ چیپٹر 2 انہی باتوں سے بھرا پڑا ہے۔ اس کو پڑھنے کے بعد یہ محسوس ہوتا ہے کہ اب پولیس میں کسی قسم کا کوئی لفظ اورgrievanceیا شکایت نہیں رہ گئی لیکن یہ صرف پیپر پر

لکھ دینے سے یا ایکٹ میں آ جانے سے تو مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔ اگر حل ہو سکتا ہوتا تو پھر یہ پولیس ایکٹ2002اس کے ذریعے سے حل ہو جاتا۔

جناب سپیکر!اس کے آگے انہوں نے کہا کہ جس میں ایس ایچ او کی کوالٹی آتی ہے۔اس میں انہوں نے بالکلtypical باتیں کی ہیں۔انہوں نے کہا ہے کہ جی پولیس کا جو ایس ایچ او ہے، اس کی بڑی اہمیت ہے اس لئے اس کی بڑی کوالٹی ہونی چاہئے اور ہمارا یہ خیال ہے کہ ایس ایچ او پڑھا لکھا ہونا چاہئے ۔ اس نے کورسز with emphasis on ethics, human rights, man-management, financial managementاب پتا نہیں کہ اس کی ایس ایچ او کو کہاں پر ضرورت پڑتی ہے، میڈیا مینجمنٹ یہ کہہ رہے ہیں انہوں نے تین چار کورسز کے نام لئے ہیں کہ ایس ایچ او کو ہم چاہیں گے کہ وہ میڈیا مینجمنٹ کا بھی اسے علم ہو،financial managementکا بھی علم ہو ،financial معاملات تو وہاں پر ہوتے ہیں اس کا بھی اسے علم ہو اس کے حساب سے انہوں نے کہا ہے کہ ایس ایچ او ہونا چاہئے۔یہ بالکلstereo typeانہوں نے باتیں کی ہیں۔یہ باتیں تو پولیس ایکٹ میں بھی لکھی ہوئی ہیں۔ان کے متعلق روز میڈیا اور اخبارات میں آتا ہے۔یہاں پر توrecommendationsیہ ہونی چاہئے تھیں ،اگر نوانی صاحب یہاں پر تشریف فرما ہیں یا کیانی صاحب آپ اس کا چیپٹر2 دیکھیں کہ کوالٹی آف ایس ایچ او،اس میں انہوں نے یہ لکھ دیا کہ یہ بات بھی ہونی چاہئے ،یہ بات بھی ہونی چاہئے ،یہ یہ کورسز ہونے چاہیئں۔ میری یہ تجویز ہے کہ یہ آپ نے جو گی بندھی باتیں لکھ دی ہیں اس قسم کی زیادہ خوبصورت باتیں پولیس ایکٹ میں لکھی ہوئی ہیں۔یہاں پر ہونا یہ چاہئے تھا کہ آپ ایک ایسی کمیٹی ضلعی سطح پر قائم کرتے جس میں پولیس کے علاوہ یعنی آپ دیکھیں کہ انrecommendationsمیں کہیں پبلک سیفٹی کمیشن کا ذکر نہیں ہے ، انہوں نے Citizen Police Liaison Committee (CPLC)اسی کا کوئی ذکر نہیں ہے،اس میں نیشنل سیفٹی کمیشن کا ذکر نہیں ہے، پراونشل سیفٹی کمیشن کا کہیں ذکر نہیں یعنی یہ عجیب اور نئی بات لوگوں کو بتانے کے لئے کہ دیکھو ہم نے آپ کے لئے بڑا کام شروع کر دیا ہے، پھر اس کا ایک پولیٹیکلaspectچلا جاتا ہے۔ میرے خیال میں آپ اس موڈ میں نہیں ہیں کہ آپ کہتے ہیں کہ تجاویز تک محدود رہا جائے حالانکہ اس کا مقصد بھی پولیٹیکل ایجنڈا ہی ہے۔اس کا پولیس ویلفیئر یا تھانہ کلچر کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔یہ صرف ایکeffortہےto manage a political mileageاب اس میں انہوں نے وہی باتیں

کی ہیں۔ کوئی ایسی بات نہیں کی ہونا یہ چاہئے تھا کہ ڈسٹرکٹ لیول پر اب ہوتا کیا ہے کہ جو ڈی پی او ہے وہ اپنی پسند کے، اپنی مرضی اور اس کے مطابق جو آدمی بندے مارے، جو اس کے مطابق ڈاکوؤں سے جو recover کرے، ڈاکوؤں پر جو ڈاکا ڈالے اس میں سے پورا حصہ دے اور جو باقی سارے معاملات ان کے مطابق کرے ڈی پی او اس کو ایس ایچ او لگا دیتا ہے۔ آج اس تھانے میں لگایا وہاں پر تھوڑا شور پڑا دوسرے میں لگا دیا، تیسرے میں لگا دیا اور ایسے ایسے آدمی جو قتلوں میں ملوث ہیں، جن کے خلاف کرپشن کے کیسز انٹی کرپشن کورٹس میں چل رہے ہیں وہ لوگ آپ مختلف اضلاع میں دیکھ لیں وہ ایس ایچ او لگے ہوئے ہیں۔ اب اس میں چاہئے یہ کہ ضلع کی سطح پر ایک ایسی کمیٹی بنائی جائے۔ اس کمیٹی میں، میں کہوں گا کہ مقامی طور پر جو نمائندے ہیں ان کو بھی تھوڑی بہت نمائندگی دی جائے۔ اس کے علاوہ آپ اس میں ڈسٹرکٹ مینجمنٹ ہے اس میں سے لوگوں کو دیں۔ پہلے ڈپٹی کمشنر ہوتا تھا اب اگر ڈی سی او ہے یا کوئی اور ہے۔ اس کے علاوہ پولیس کا آدمی بیٹھے اگر صوبائی حکومت کسی کو نمائندگی دینا چاہتی وہ ایک کمیٹی ہو جو کمیٹی اس ضلع میں for posting as SHO جو لوگ available ہیں ان کی تعداد کسی بھی ضلع میں سو ڈیڑھ سو سے کم نہیں ہوتی جبکہ تھانے کسی بہت بڑے ضلع میں 25/27 یا 30 کے قریب ہوتے ہیں۔ ان لوگوں کا پچھلا تمام ریکارڈ چیک کریں اور ریکارڈ چیک کرنے کے بعد وہ recommend کرے کہ جناب ڈی پی او صاحب آپ کی جو available فورس ہے اس میں یہ 35 آدمی available ہیں for posting as SHO اور ڈی پی او bound ہو کہ ان آدمیوں میں سے جن آدمیوں کا کردار ہر طرح سے above board ہے جن کے متعلق ایک کمیٹی نے بیٹھ کر غیر جانبدارانہ consideration کی ہے ان آدمیوں میں سے کسی نہ کسی آدمی کو SHO لگائے اور اس آدمی کو کم از کم سال کا tenure دیا جائے اور سال کے بعد وہ کمیٹی دوبارہ بیٹھے۔ ان لوگوں کو بھی چیک کرے اور اس کے علاوہ اگر کوئی دوسرا آدمی deserve کرتا ہے تو اس کو بھی چیک کرے اور اس کے بعد اس لسٹ کو revise کرے۔ ڈی پی او کو کھلی چھٹی نہیں ہونی چاہئے کہ وہ جس کو چاہے جہاں سے چاہے اٹھائے اور اٹھا کر اس کو ایس ایچ او لگا دے۔ اب اس قسم کی یہاں پر کوئی تجویز نہیں ہے۔ صرف زبانی کلامی لکھا گیا ہے کہ ایس ایچ او ایسا ہونا چاہئے، ویسا ہونا چاہئے یہ تو پولیس ایکٹ میں بھی لکھا ہوا ہے کہ ایس ایچ او میں یہ یہ کوالٹی ہونی چاہئے لیکن ان کوالٹیز کو آخر کسی نے تو ensure بھی کرنا ہے۔ میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ جس طرح mandatory registration of cases کا جو Chapter ہے that is

incomplete and is faultyاسی طرح سے یہ جو کوالٹی آف ایس ایچ او ہے اس میں بھی انہوں نے چار پانچ فقرے پولیس آرڈیننس 2002 سے اٹھائے ہیں اور یہاں پر لکھ دیئے اور جس طرح سے انہوں نے کہا ہے کہ ہم نے بڑی محنت کی ہے اور بڑا کام کیا ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ انہوں نے کوئی کچھ نہیں کیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں اب جمعہ کا وقت ہونے والا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! گزارش ہے کہ آج پہلی دفعہ اس پر بحث شروع ہوئی ہے۔ کافی دنوں کے بعد اس بارے میں بتایا بھی گیا تھا۔ میں آپ کی توجہ صرف اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ اتنے اہم issue پر بات ہونی تھی، آج قائد حزب اختلاف بھی موجود نہیں۔ احسان اللہ وقاص صاحب ہمیشہ اپوزیشن کو چلائے رکھتے ہیں۔ یہ چند ایک لوگ بیٹھے ہوئے ہیں یہاں پر داخل ہوتے ہوئے ان کی body language جو کہ مائیک پر ہوتی ہے۔ کل پھر یہی بات ہو گی۔ یہ ایک اہم issue ہے اور اپوزیشن کی طرف سے کوئی موجود نہیں ہے اس لئے میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ وہ اس میں دلچسپی لیں اس معاشرے کی بہتری کے لئے تجاویز دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب جمعہ کی نماز کا وقت ہونے والا ہے اس لئے آج کا اجلاس ختم ہو گیا ہے لہذا اجلاس بروز سوموار مورخہ 3۔ جولائی 2006 سہ پہر 3.00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔